ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

الحمد لله والمنة که کلام رنگین فصاحت آگین نتیجهٔ طبع شاعر شیرین زبان مشهور هندوستان جناب مولانا محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکهنوی فرنگی محلی تخلص اعنی

دیوان مرتبهٔ اول

نظم گهر سنج ۱۳۲۸ھ

معروف به

تحفهٔ سخن فهم ۱۳۲۸ھ

باهتمام خیرخواه خلق الله محمد برکت الله لکهنوی فرنگی محلی مالک مطبع انصاری بتاریخ ۳۱ ماه دسمبر سنه ۱۹۱۰ع مطابق ۲۶ ماه ذی الحجه سنه ۱۳۲۸ھ بحسن وخوبی

در مطبع انصاری واقع لکهنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

در حمد

یہ دیوانِ سوم بے حمد کامل ہو نہین سکتا
وہ کامل جسکا جز چارم مقابل ہو نہین سکتا

نہو عشقِ احد ہو حمد اسے دل ہو نہین سکتا
کبھی معلول بے علت کے حاصل ہو نہین سکتا

ریا و مکر سے انسان کامل ہو نہین سکتا
کوئی عشاق مین دھوکے سے شامل ہو نہین سکتا

جو گھائل ہو گیا ہو بے مثالی کے کرشمون کا
کبھی وہ عاشقِ شکل و شمائل ہو نہین سکتا

کیا ہے محو جسنے اپنے دل سے اپنی ہستی کو
وہ تیری یاد سے اے جان غافل ہو نہین سکتا

نہو جس مین گدازِ سوز دردِ عشق سے لذت
وہ دل ہرگز تری الفت کے قابل ہو نہین سکتا

یہ مانا میرے دل کے ہاتھ سے مین تنگ آیا ہون
مگر جب تک ہے تو دل مین مین بیدل ہو نہین سکتا

فنا ہوکر ملا جب بلبلا دریا مین ظاہر ہے
کہ خود بینی مین تیرا وصل حاصل ہو نہین سکتا

مین کیون جنت کا طالب ہون عبادت سے ریاضت سے
ترے در کا فقیر اور ونسے سائل ہو نہین سکتا

غریقِ بحرِ الفت کو ملے کیا اسکا تھل بیڑا
یہ وہ دریا ہے جسکا کوئی ساحل ہو نہین سکتا

تری دلداریان تجھ ایک نسبت سب سے رکھتی ہین
مگر اے جان سبکا ایک سا دل ہو نہین سکتا

اگر کچھ ورد ہے اوسکا تو تیرے نام کی رٹ ہے
ترا دیوانہ مصروفِ مشاغل ہو نہین سکتا

غمِ دنیا و فکرِ آخرت کیون ہو مرے دل مین
ترے گھر مین تو کوئی زیبِ محفل ہو نہین سکتا

جمالِ دہر و حسنِ عاقبت کی کیا حقیقت ہے
ترا شیدا کسی پر اتنا مائل ہو نہین سکتا

ترا جلوہ نہو جب تک گلون کی پیاری صورت مین
کبھی شمشاد اونکی سمت مائل ہو نہین سکتا

کونین ایک عکس ہے جس کے جمال کا
مین بھی ہون ایک نقش وسیکے خیال کا

معشوقون مین نہین کوئی تیرے جمال کا
عشاق مین نہین کوئی میرے خیال کا

جنت ہے ایک تیرے ریاضِ رضا کا پھول
دوزخ بخار ہے ترے سوزِ ملال کا

طرزِ طلب سے کیا خبر اونکے فقیر کو
موقع وہ دیتے ہی نہین اوسکو سوال کا

اے عکسِ روی یار نگاہون مین تو نہین
خورشید ہے شکار شعاعون کے جال کا

بیمثل تو ہے تیرے کرشمے ہین بے نظیر
تیری ثنا مین تنگ ہے عالم مثال کا

فطرت سے باخبر رہے قدرت سے بیخبر
بندہ تو معتقد نہین ایسے کمال کا

نارِ سعیر کہتے ہین سوزِ فراق کو
فردوس نام یار کے لطفِ وصال کا

مین ہون سیاہ کار و گنہگار مو بمو
تو حافظ و نصیر مرے بال بال کا

دل ہے وہی کہ جس مین ہو ہیبت جلال کی
آنکھین وہی ہین جنمین ہے جلوہ جمال کا

کونین تجھسے رہ نہین سکتے کبھی الگ
ہر ذرہ جوشِ شوق ہے تیرے وصال کا

پیاسا مین تیری دید کا زاہد ہے تشنہ لب
ہر وقت سلسبیل کے آبِ زلال کا

تجھ مین کسیکی یاد ہے راحت ہے درد مین
اے زخمِ دل نہ نام لے تو اندمال کا

یکلخت دہو گئے ہین سیہ کاریون کے داغ
چہرے پر آگیا جو عرق انفعال کا

اے ناز آفرین ترے اندازون کے سوا
پرسان کوئی نہین ہے کہین میرے حال کا

تیری رضا کے سامنے کیا اوسکو جاہ و مال
ہر حال مین خیال ہے جسکو مآل کا

نردِ دغا مین لاکھ اگر ہون ترے حریف
ممکن نہین جواب کوئی تیری چال کا

تیری نشانیون مین سے ہین مہر و ماہ بھی
موسم کا زائچہ ہے کوئی ماہ و سال کا

واقف کیا ہر اک کو صعود و نزول سے
دنیا مین نقشہ کہینچ کے بدر و ہلال کا

زر مست بیخبر جسے سمجھے تھے جامِ جم
تھا پارۂ خذف مرے جامِ سفال کا

جو بندگانِ زر سے نہین رکھتے میل جول
وہ میل نام رکھتے ہین دنیا کے مال کا

مظلوم کا نہ بال بھی بیکا کرین شریر
دیکھین اگر مآل ستم کے وبال کا

شمشاد کی نگاہ مین ہے حسن آفرین
کیون شیفتہ ہو اب وہ کسی نونہال کا

در نعت

دل شیفتہ ہے ایسے بدیع الجمال کا
جو ہے حبیب ایک عدیم المثال کا

موسیٰ مین رعب جو اب تمہارے جلال کا
یوسف مین ایک شمہ تمہارے جمال کا

پرتو ہے بدر مین ترے ادنے کمال کا
کچھ کچھ اثر ہلال مین میرے ہلال کا

اے ختمِ انبیا ترے قربان جان و دل — مظہر ہے تو خدا کے جمال و جلال کا

تیرے یقین کا تو خدا ہی کو علم ہے — اسلام ایک جزو ہے تیرے خیال کا

نصرت تھی ہر جہاد مین ہر کام مین ظفر — تجھسے کبھی نہ کام ہوا انفعال کا

تیری صفت خدا کی طرح کیون نہو محال — بے مثل ہے حبیب ہے تو بیمثال کا

عرشِ برین کو ہو ترے نعلین سے شرف — موسیٰ کو حکم طور پر اِخلعْ نعال کا

تونے کیا زخارفِ دنیا کو یون ذلیل — ہم رتبہ جامِ جم نہین جامِ سفال کا

اے دستگار مین ہون ترا صیدِ ناتوان — میرا گلا ہو اور ہو تسمہ دوال کا

لذت بھی اسمین درد کی دے اے بہارِ دین — نورس ثمر ہے دل مرے غم کے نہال کا

مظہر ہے صاف سورۂ مزمل اے حبیب — کم رتبہ ہو گیا ترے کمل سے شال کا

تو وہ بہارِ گلشنِ اسلام جس سے سبز — انفاس مین اثر ہے صبا و شمال کا

قرآن معجزہ ہے بلا وہم و ریب و شک — اسمین نہین ہے دخل ذرا احتمال کا

اصحاب و اہلبیت کا ہے جان نثار خاص — جو ہے غلام دل سے محمد کی آل کا

کعبے کی خاکِ پاک و ابو جہل بو العجب — تھا ملکِ زنگ مولد و منشا بلال کا

سب جانتے ہین مین ہون غلامِ رسولِ حق — زہرہ لحد مین کسکو ہے مجھسے سوال کا

منعم بنین فقیر غنا سے کرین گریز — عبرت سے دیکھ لین جو مآل اپنے مال کا

انصارِ جان نثار سے رکھتا ہون سلسلہ
شمشاد مین غلام ہو احمد کی آل کا

محبت کے بغیر انسان کامل ہو نہین سکتا — نہو جس مین کسیکی یاد وہ دل ہو نہین سکتا

حسینون مین کوئی تیرے مقابل ہو نہین سکتا — ترا ثانی کوئی زہرہ شمائل ہو نہین سکتا

ہمارے ملکِ دل مین کوئی عامل ہو نہین سکتا
سوا حسرت کے جب کچھ اس سے حاصل ہو نہین سکتا

مرے قاتل کو کیا سوجھی ہے کہتا ہے سرِ محشر
مجھے یہ جان کہتا تھا مین قاتل ہو نہین سکتا

ترے گیسو حمایت مین مجھے لیکر یہ کہتے ہین
مرا دیوانہ پا بندِ سلاسل ہو نہین سکتا

اوسے آنکھون مین لانا دل سے پھر آغوش مین لینا
مری ہمت کے آگے کچھ بھی مشکل ہو نہین سکتا

ترے سر جائے یا تیری ادا و ناز کے ہاتھے
مرا دعواے خون محشر مین باطل ہو نہین سکتا

سمجھ لین گے اوسے سب انتخابِ حسن کا نقطہ
ترے رخسار پر بیفائدہ تل ہو نہین سکتا

دونگی باتین ہین یا منہ سے رعنا پھول جھڑتے ہین
کہ ان مین سے کسی کا ایک محمل ہو نہین سکتا

نہین ظاہر کی آرائش کو مدخل اصل زینت مین
خودی جس مین ہو وہ دل عشق منزل ہو نہین سکتا

ہمارے ہاتھ گل کھائے ہوئے ہین اونکی گردن مین
کبھی پھولونکا گجرا اب حمائل ہو نہین سکتا

خرابی اسمین جو کچھ آتی ہے وہ اپنی غفلت سے
جو اوکساتا رہے دل کو تو کاہل ہو نہین سکتا

مجھے تو تابقاے دائمی کرنا ہین طے راہین
مسافرخانۂ دہر اصل منزل ہو نہین سکتا

معالج ہین عبث بقراط و جالینوس و بوسینا
ترے زلفون کا دیوانہ تو عاقل ہو نہین سکتا

پے گلگشت اے جانِ نزاکت تو جو آیا ہے
چمن مین اس گھڑی شورِ عنادل ہو نہین سکتا

مرے پر کیون ہین سو در پے یہ لے سر کے دنیا مین
نگاہِ ناز کا مارا تو بسمل ہو نہین سکتا

نہین جب قدر ان چیزونکی کچھ بھی اونکی آنکھون مین
لٹا کر نقدِ جان و دل مین باذل ہو نہین سکتا

زیادہ سے زیادہ یہ کہ موزون طبع کہدینگے
غزل کہنے سے شاعر کوئی جاہل ہو نہین سکتا

وہ خلوت خانہ ہے اک گلبدن کے روے روشن کا
کبھی ظلمت کدہ شمشاد کا دل ہو نہین سکتا

کام کب رگ کے خود روا نہوا
کیے مراد رہی دوا نہوا

اون سے میرا کوئی بھلا نہوا — یہ بھی سچ پوچھو تو برا نہوا

تھا عیان جسکی بات بات سے رحم — ظلم مین روکشِ زمانہ ہوا

فیصلہ چاہتے ہو غیرون سے — یہ تو جھگڑا ہوا گلہ نہوا

دیکھتا میری آہ کی طاقت — کیون فلک زور آزما نہوا

کب نہ یاد آئی تلخیِ انجام — کب مرا عیش بے مزا نہوا

منعمون کا اُتو کشیدہ لباس — روکشِ نقشِ بوریا نہوا

کیسے کیسون نے جان دی اوسپر — وہ کسیکا بھی آشنا نہوا

خاک مین ملگئین امیدین سب — ایک وعدہ ترا وفا نہوا

وصلِ جانان سے اوسکو کیا لذت — جو کبھی موردِ جفا نہوا

ہو تو تیرے خیال سا ہو رفیق — جو کسی حال مین جدا نہوا

اپنی تقدیر سے نہ کیون ہو گلہ — اس سے جو کچھ ہوا بجا نہوا

عمر گذری مگر نہ سمجھا مین — کیا ہوا مجھسے اور کیا نہوا

خارِ راہِ وفا تھے نشترخیز — ہاے تیرا برہنہ پا نہوا

کیا ملے اوسکو لذتِ طاعت — جو کبھی موردِ سزا نہوا

گالیان پیاری پیاری مُنھ سے مین — ایک بوسہ کبھی عطا نہوا

تجھسے احسان کی ہو کیا امید — حقِ طاعت بھی جب ادا نہوا

آمدِ عشق سنتے ہی سر سے — قافلہ ہوش کا روانہ ہوا

لاگ دس بت کو ہے خدائی سے — خیر گزری کہ وہ خدا نہوا

پورے حاجت روا ے خلق جو تھے — اون سے بھی کچھ مرا بھلا نہوا

ایک گل سے جو کہدیا شمشاد
رازِ الفت مرا فسانہ ہوا

بدگمانی کا محل آپکو حاصل ہوتا
دوسرا بھی مرے پہلو مین اگر دل ہوتا

وصل کا لطف اوسے ہجر مین حاصل ہوتا
عشق مین قیس مرے مثل جو کامل ہوتا

یون رقابت مین لہو کی نہ اوڑاتا چھینٹین
ناوکِ ناز سے ناصح جو نہ بسمل ہوتا

شانِ دلداریِ دلبر مین بھی دھبا لگتا
دفن تربت مین مرے ساتھ اگر دل ہوتا

کاہ کیا کاہ سے بھی گھٹتی جسامت اوسکی
کوہ بھی میری مصیبت مین جو شامل ہوتا

رشک کی چوٹ کے یہ نیل عیان کب ہوتے
آپکا چاند اگر مدِ مقابل ہوتا

نہ شبِ وعدہ وہ آئے نہ قضا ہی آئی
خاک آرام کا پہلو مجھے حاصل ہوتا

آپ کے دل مین مین گھر کر نیکو کرتا لیکن
سدِ رہ دھیان عدو کا سرِ منزل ہوتا

مین لہو تھوک کے مرتا جو تری فرقت مین
تجھکو اسپر بھی گمانِ مرضِ سل ہوتا

تیری صورت نہ دکھاتی جو مجھے یہ اعجاز
عشق کے صدمون کا مین بھی نہین قائل ہوتا

صاف کہتا تری آنکھون کے ہین دریا قائل
کاش اک لحظہ کو گویا لبِ ساحل ہوتا

تیری شوخی سے مقابل نہ متانت ہوتی
چلبلا پن جو مری چھیڑ مین شامل ہوتا

میری پیری نہ اوسے آکے جو اوکسا دیتی
اپنے افعال سے نادم نہ مرا دل ہوتا

مانگیے بوسہ تو وہ کہتے ہین مُنھ نواو
کس بنا پر مین بھلا وصل کا سائل ہوتا

تو کفن کے لیے دیتا جو گلابی چادر
میرے ماتم سے عیان شورِ عنادل ہوتا

مین نہ کرتا جو ترے چاہِ ذقن کی تعریف
کوئی کب واقفِ رازِ چہِ بابل ہوتا

حیف استادمِ ایفا نہ کیا تو نے خیال
ایک ہی بوسہ سوا دینے مین باذل ہوتا

نہ کبھی جان چھڑاتا مین قیدون کیطرح — میری تعزیر مین فرمان جو نازل ہوتا

ایک گل کا چمن بزم مین کہنا ہے ہے
کاش شمشاد یہان زینتِ محفل ہوتا

میرے جانب جو خیال آپکا مائل ہوتا — راہ مین خوفِ عدو دوڑکے حائل ہوتا

لطفِ گل کھانے کا اوس دم مجھے حاصل ہوتا — تیری گردن مین مرا ہاتھ حمائل ہوتا
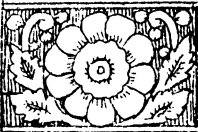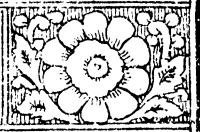
لاکھ مین ایک دعا میری اگر کرتی اثر — مین بھی تقدیر بدل جانے کا قائل ہوتا

بیل اگر خونِ جگر کے مرے دلپر بنتی — نقشِ غم اسکے لیے خوب ہی داخل ہوتا

کشتۂ الفت مین [illegible] پہلو حاصل — کاش اوسکے گلِ رخسار مین اک تل ہوتا

ذبح تمنے جو کیا جان فدا کی مین نے — بارِ احسان کا مین کیونکر متحمل ہوتا

دیکھتا مین بھی کہ کسطرح نہین آتی ہے نیند — اپنے قصے کا اگر آپ مین ناقل ہوتا

بد نصیبی مری غائب مین دکھاتی یہ اثر — نہ تو عامل کوئی رہتا نہ موکل ہوتا

لاکھون ہی سامیرے تڑپنے مین ادائین ہوتین — خنجرِ ناز اگر آپ کا قاتل ہوتا

میری قسمت مین تھی میراثِ محبت لکھی — ورنہ آدم ہی کب اس بار کا حامل ہوتا

یہان خالِ لبِ لعلین کے مین صدقے کرتا — کشتِ الفت سے جو اک دانہ بھی حاصل ہوتا

تیرِ مژگان سے جو بچنے کی ذرا کرتا فکر — طائرِ عقل پھڑک کر وہین بسمل ہوتا

مین نہ کرتا اگر اظہارِ تمنا مین ضبط — کام آسان سے آسان بھی مشکل ہوتا

نہ ادھر پوری کشش تھی نہ ادھر پوری طلب — غیر کیا میری طرح یار سے واصل ہوتا

ایک جھڑکی مین رقیبون نے لیا دل واپس — ہو کبھی تجھسے نہ پھرتا وہ مرا دل ہوتا

نہ یہ شوخی نہ شرارت نہ یہ چھلین ہوتین — لطف کیا یار اگر حور شمائل ہوتا

میرے گلزارِ محبت کی جو تو کرتا سیر | اثرِ بوے وفا دل سے نہ زائل ہوتا
مین نہ رہ رہ کے جو اظہارِ محبت کرتا | میرے رتبے مین یون فرطِ نوازل ہوتا

ساتھ شمشاد کے وہ گل جو نہ کرتا گلگشت
لطفِ شادابی گلزار نہ حاصل ہوتا

نالہ کچھ بھی اثر نہین کرتا | میری اون تک خبر نہین کرتا
کھلگئی کیا تری سخنگو آنکھ | دل مرا شور و شر نہین کرتا
لامکان سیر نالہ ہے لیکن | تیرے دل تک گذر نہین کرتا
دل نہین مضطرب ہے کیون بھر | نالہ کب رات بھر نہین کرتا
جسکو ہوتا ہے تیرے غم کا مرض | شام کو وہ سحر نہین کرتا
تیرِ مژگان نشانہ دل مین | کچھ خطا بال بھر نہین کرتا
روز کھاتا ہے سر مرا واعظ | چارۂ دردِ سر نہین کرتا
جبسے دل لے چکا ہے وہ ظالم | بھول کر رخ ادھر نہین کرتا
حالِ دل سننے مین وہ کہتے ہین بس | ہاے مین مختصر نہین کرتا
سب کبوتر نہ کیون بنین لوٹن | مین ادھین نامہ بر نہین کرتا
کیون کہون یار کو صنوبر قد | مین اوسے بے ثمر نہین کرتا
مین نے اوس شوخ کو کیا ملزم | پھر بھی نیچی نظر نہین کرتا
لب و دندان کا شیفتہ ہرگز | قدرِ لعل و گہر نہین کرتا
کون کرتا نہین ہے جان فدا | کسکے وہ دل مین گھر نہین کرتا
دل ہی دیتا ہے صبر کی ترغیب | جب کہو تو بھی گر نہین کرتا

ہے وہی دل مین مثل روح نہان | آنکھون مین جو گذر نہین کرتا
ظلم پرنا ے کرنے والے ہین اور | آپ کا بے جگر نہین کرتا
آبرو چاہتا ہون دنیا مین | خواہش مال و زر نہین کرتا
تیرے گیسو و رخ کی الفت مین | فرق مین بال بھر نہین کرتا
اوس سے ڈرنا خلاف عقل نہین | جو کسی سے حذر نہین کرتا
دام الفت مین پھنس کے طائر دل | خواہش بال و پر نہین کرتا
کیون نہ جھگڑا رہے رقیبون سے | رحم وہ فتنہ گر نہین کرتا
تیغ ابرو کے وار سہنے مین | کب مین دل کو سپر نہین کرتا
اس زمانے مین ہے وہ نفع رسان | جو کسی کا ضرر نہین کرتا
پیٹ کے پیچھے جو رہے حیران | اوسکو مین راہبر نہین کرتا

گلرخون کے فراق مین شمشاد
نالہ کب رات بھر نہین کرتا

آنکھون مین وہ اگر گذر کرتا | دل مین فوراً ہی آکے گھر کرتا
تو رقیبون سے میل اگر کرتا | رات دن مین بھی شور و شر کرتا
وہ ہے عاشق کش و وفا دشمن | عشق سے اوسکو کیا خبر کرتا
اوسکی شوخی اگر نہ دیتی مدد | شرم وہ مجھسے رات بھر کرتا
شام کے وعدے پر جو آتے تم | مین نہ رو رو کے یون سحر کرتا
چھیڑتا مین جو اوسکو خلوت مین | وہ مرے سائے سے حذر کرتا
ایک جانب لگا لیا دل کو | کون ہر دم ادھر اودھر کرتا

دیکے تشبیہ سرو سے قد کو | کون مشہور بے ثمر کرتا
کسنے بھیجا ہے یہ بھی تو سمجھو | کیون نہ توقیر نامہ بر کرتا
غیر کا اوسکو ہو گیا دہوکا | کب وہ میری طرف نظر کرتا
چھیڑتا اوسکو مین جو محشر مین | لاکھ آفت وہ فتنہ گر کرتا
نالے پر نالے روز کرتا مین | ایک اون مین اگر اثر کرتا
آرزوئین طواف کرتین روز | میرے دل مین اگر وہ گھر کرتا
خندہ زن تھا وہ میرے رونے پر | نالہ مین کس امید پر کرتا
سنگدل وہ ہے مین شکستہ گلو | خاک نالہ مرا اثر کرتا
شب فرقت تھی ساتھ تیری یاد | ورنہ رو رو کے مین سحر کرتا
گرتے آنسو اگر ندامت سے | قطرے قطرے کو وہ گہر کرتا
رحم کہاتا جو مجھپر ایک نفس | مین ترا شکر عمر بھر کرتا

جو گل ترے محو سیر چمن
کاش شمشاد پر گذر کرتا

شیفتہ اون ابروئے خمدار کا | مستحق ہے تیغ کے وار کا
لطف مجھپر دیکھکر دلدار کا | رنگ پھیکا پڑ گیا اغیار کا
سات پردونمین بھی دیکھے گا تمہین | پڑ گیا لپکا جسے دیدار کا
دل مین لذت آپکی گفتار کی | آنکھونمین ناز آپکی رفتار کا
دل شکستہ ہے یونہین رہنے دیجیے | مول کیسا خانہ مسمار کا
بھولی باتین یاد دلواتا ہونمین | یار سے کرکے گلا اغیار کا

تیغِ ابرو کسقدر سفاک ہے
خون کرنا روز ادسے دوچار کا

دل جو داغون سے بنا رشکِ چمن
آنکھون نے سیکھا چلن انہار کا

دیکھ اے ظالم نہ کر ویران اوسے
دل خزینہ ہے ترے اسرار کا

کہکے عاشق سے ہین دونون اپنی مثال
کون ثانی ہے مرے دلدار کا

دل ہتھیلی پر نگہ سوے زمین
یہ ادب ہے عشق کی سرکار کا

بیدلی کا لطف دکھلادون اوسے
دل جو ملجائے کسی دلدار کا

ہنسکے میری سخت جانی کہتی ہے
کاٹ دیکھا آپ کی تلوار کا

کیا قیامت ہے کہ وہ پردہ کرے
جو مرا دیکھا ہے سو سو بار کا

کیون نہ کھلجائے دہان زخمِ دل
لے لیا بوسہ لبِ سوفار کا

ہین مریضِ عشقِ چشمِ یار ہون
روگ ہے بیمار کو بیمار کا

کٹ گئے ہین ابرو کی جنبش پر گلے
واہ کیا کہنا ہے اس تلوار کا

ایکسا بوسے کی جگہ دو لے لیے
اونکو موقع ملگیا تکرار کا

دلبرون مین کوئی بھی ایسا نہین
تو ہے جس شان اور جس رفتار کا

وصفِ گیسوے مسلسل ہے رقم
ٹوٹے کیونکر سلسلہ اشعار کا

عرش و کعبہ کہ وہ دل ہے دیر ہی
جسمین جلوہ ہے بتِ پندار کا

جیفۂ دنیا کے طالب ہین کلاب
شیفتہ ہین کب ہون اس مردار کا

تم گلِ تر ہو جو باغِ حسن کے
ہین بھی ہون شمشاد اک گلزار کا

قسمت نے تمکو جب گلِ خندان بنادیا
جب مجھکو عندلیبِ غزلخوان بنادیا

اوس گل کو جس نے فخرِ گلستان بنا دیا
بالون کو رشکِ سنبلِ پیچان بنا دیا

توصیفِ چشمِ یار مین قسمت کے پیچ نے
میرے قلم کو شاخِ غزالان بنا دیا

اوس نے نہ خواب مین کبھی دیکھی ہنسی کی شکل
جسکو ترے فراق نے نالان بنا دیا

سینے مین آؤ دیکھو ذرا روشنی کی سیر
داغون نے دل کو سروِ چراغان بنا دیا

تمکو اوسی نے غیرتِ حور و پری کیا
حورون کو جسنے دلکشِ انسان بنا دیا

اتنا کیا ہے تمنے وہان حسرتون کا خون
عاشق کے دل کو گنجِ شہیدان بنا دیا

مین رازِ حسن و عشق سمجھتا رہا جسے
تمنے اوسیکو رشکِ نہان بنا دیا

وحشت مین دو سرون سے نہ ملنے کا ذکر کیا
اسنے مجھی کو مجھسے گریزان بنا دیا

تھا میرے سینے مین جو مرا دل خلقِ پسند
قسمت نے مجھکو عاشقِ مژگان بنا دیا

کس در پہ تھی تابشِ خورشیدِ روے یار
خونِ جگر کو لعلِ بدخشان بنا دیا

وہ سوچتے ہین پھر بھی مین آتا نہین ہون یاد
الفت نے مجھکو خوابِ پریشان بنا دیا

جب خاکِ کوے یار مرا پیرہن ہوئی
آنسو نے پھر کے چاک گریبان بنا دیا

کیونکر نہ مجھسے رم کرے میرا غزال چشم
عشقِ مژہ نے دل کو نیستان بنا دیا

تونے تو اپنے شورِ تبسم سے اے ملیح
ہر غنچۂ چمن کو نمکدان بنا دیا

آخر کو خوش متاعیِ بازارِ عشق نے
جنسِ نفیسِ حسن کو ارزان بنا دیا

اوس قد کو جو قیامت کبریٰ سے کم نہین
شمشاد تمنے سروِ گلستان بنا دیا

مینے تو فقط ابروِ خمدار کو دیکھا
اوسنے کبھی مجھکو کبھی تلوار کو دیکھا

ہوجائینگے وہ کشتۂ اسباب مرض آپ
عیسے نے اگر آپ کے بیمار کو دیکھا

مضمون ترپتے ہوئے الفاظ سے نکلے
کس ناز سے تمنے مرے اشعار کو دیکھا

محشر کی بھی ہلچل نہین آنکھو نمین سماتی
مینے جو ترے فتنۂ رفتار کو دیکھا

مجھکو بھی ہوئی سرکشیِ سرو سے نفرت
جھکتے ہوے جب شاخِ ثمردار کو دیکھا

اسلام ریائی مین کھلا کفر نہانی
تسبیح کے دانون مین جو زنار کو دیکھا

گویا ہے شبِ ماہ اوسے تیرگیِ گور
جسنے تری فرقت مین شبِ تار کو دیکھا

معصوم پہونچتے نہین طاعت سے وہان تک
محشر مین جہان تیرے گنہگار کو دیکھا

وہ گوہرِ مکنون ہے دلِ زار کہ جسنے
بازار کو دیکھا نہ خریدار کو دیکھا

اغیار کہین لاکھ کہ حیلہ ہے مرض کا
تمنے بھی کبھی اپنے دلِ افگار کو دیکھا

دن ہوتے ہی خورشید قیامت سے پڑا کام
جب خواب مین اوس سایۂ دیوار کو دیکھا

جانکاہ تو اسباب ہین فرقت مین ہزارون
جانبخش فقط یار کے دیدار کو دیکھا

شمشاد اوسے ہوتی نہین گلگشت کی خواہش
جس نے کبھی اوس غیرتِ گلزار کو دیکھا

جو وہ مرتا ہے پھر اوسکا چرچا کیون نہین ہوتا
عدو بھی میرے ہی مانند رسوا کیون نہین ہوتا

کسیکے عشق کا گلیو نمین چرچا کیون نہین ہوتا
مرے مانند آخر غیر رسوا کیون نہین ہوتا
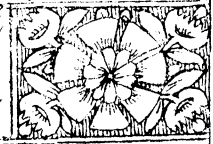
کسیکا ناز سے مجھسے لپٹ کر ہاے یہ کہنا
مجھے حیرت ہے تو اپنا ہی شیدا کیون نہین ہوتا

دل و جان و جگر سبکو تعلق تیری الفت سے
تعجب ہے تو یہ آپس مین جھگڑا کیون نہین ہوتا

اونہین ہر رنگ مین پہچاننے پر مجھکو حیرت ہے
وہ مجھسے پوچھتے ہین تمکو دھوکا کیون نہین ہوتا

گیا غیرون کو مینے ترک غیرون نے مجھے چھوڑا
مین اوسکا ہوگیا دل سے وہ میرا کیون نہین ہوتا

اگر ہر ذرے مین اپنی زیارت کی تمنا ہے
کوئی میری طرح محوِ تماشا کیون نہین ہوتا

کہان تک خونِ رس رس کر بہیگا دل کے زخمون سے
یہ چشمہ پھوٹکر آنکھون سے دریا کیون نہین ہوتا

ترے انفاس جان افزا ہین جان بخشِ دمِ عیسے
تپِ غم میری جان فرسا مین اچھا کیون نہین ہوتا

تمھارے فتنۂ رفتار سے محشر بھی برپا ہے
تمھارا وعدۂ فرداب ایفا کیون نہین ہوتا

مرے ہی واسطے نادان ہین کمسن ہین بھولے ہین
کسی دن اونسے رازِ غیر افشا کیون نہین ہوتا

ادا سے ہاتھ رکھکر قلبِ عاشق پر وہ کہتے ہین
اگر دل مین تپِ غم ہے تو دھڑکا کیون نہین ہوتا

تھکے جب ظلم سے وہ کس ادا سے مجھسے کہتے ہین
ترا تیور کبھی اے دوست میلا کیون نہین ہوتا

مری افسردگی سے پڑ گئی ہے اوس عشرت پر
کلیجا دشمنون کا اب بھی ٹھنڈا کیون نہین ہوتا

کوئی چور اونکے دل مین ہے جو وہ چوکنے رہتے ہین
مجھے اونکی طرف سے کوئی کھٹکا کیون نہین ہوتا

کسی صورت سے محشر مین تو چھٹکارا ہے اوس سے
گریبان گیرِ غم خونِ تمنا کیون نہین ہوتا

مرے دل مین خیالِ یار کی محشر خرامی سے
عدو کو ہو گی حیرت فتنہ برپا کیون نہین ہوتا

جو تیرے چاہنے والے عداوت سب سے رکھتے ہین
مجھے اونکی طرح شک دل مین پیدا کیون نہین ہوتا

کسادِ علم سے ہے گرم بازاری حماقت کی
پھر اب بھی عقل کے پتلون کو سودا کیون نہین ہوتا

مرے خورشید رو سے رات دن آنکھین لڑاتا ہے
رقیبِ روسیہ اسپر بھی اندھا کیون نہین ہوتا

وہ گل کہتا ہے میرے حسن کی شہرت سے اوسپر بھی
تمھارے عشق کا شمشاد غوغا کیون نہین ہوتا

نہ خزان مین نہ تو بہار مین آ
اے گلِ تر مرے کنار مین آ

توڑ دون رشتۂ نفس اپنا
کچھ تو اے زور جانِ زار مین آ

اے مرے دردِ دل کی بیتابی
رحم بنکر مزاجِ یار مین آ

جان کر دون نچھاور لے قاصد
تو اگر عینِ انتظار مین آ

اے سراسیمۂ شکستہ دلی ۔ دامنِ لطفِ کردگار مین آ
کیا ہے غیرونکی بزمِ عشرت مین ۔ ماتمِ یارِ جان نثار مین آ
دیکھنا ہے جو قدرِ درد و الم ۔ کبھی میرے دلِ فگار مین آ
اے گرفتارِ سیرِ لالۂ و گل ۔ دلِ پُرخون و داغدار مین آ
دیکھنا ہین جو پیچ قسمت کے ۔ کوچۂ تنگِ زلفِ یار مین آ
جبرِ اغیار سے جگر شق ہے ۔ اب بھی ایدل تو اختیار مین آ
آئے ہین وہ مری عیادت کو ۔ تو بھی اے زور جانِ زار مین آ
مجھسے کہتے ہین کرکے ترکِ خودی ۔ میرے عشاق کے شمار مین آ
نشۂ عیشِ جاودان بنکر ۔ اے مئی ناب تو خمار مین آ
اے خلش لاگ ہے جو تلووں سے ۔ دشتِ وحشت کی نوکِ خار مین آ
چھوڑ زاہد خیال خلد برین ۔ کوچۂ جانفزاے یار مین آ
رخ نہ کر سوے الفتِ مژگان ۔ پنجۂ مرگِ ناگوار مین آ

اے گل نورسِ بہارِ شباب
اپنے شمشاد کے کنار مین آ

محفلِ یار مین جو آ نکلا ۔ وہ مرادِ درد آشنا نکلا
مل گیا کیا کہین سُراغِ اثر ۔ نالہ بیتاب ہو کے کیا نکلا
آفتین اب جو آئین دور نہین ۔ دل مرے ہاتھ سے بُرا نکلا
ہے وہی سب کچھ اور کچھ بھی نہین ۔ دل عجب چیزِ بے بہا نکلا
وصل سے بھی نہ کچھ ہوئی تسکین ۔ مرضِ عشق لا دوا نکلا

جسکو آزاد جانتے تھے وہ دل
بستۂ گیسوِ دوتا نکلا

ہو گئی تھوڑی قلب کو تسکین
نالہ ہمشکلِ مدعا نکلا

میری شہرت کا دور بھی افسوس
صورتِ عمرِ بے بقا نکلا

وصل سے عشق ہو گیا دونا
کیا مرے دل کا حوصلا نکلا

رازِ الفت کے فاش کرنے مین
طفلِ اشک اور چلبلا نکلا

جس سے دیبا خجل مشجّر مات
وہ مرا نقشِ بوریا نکلا

باوفا جسکو ہم کبھی سمجھے
وہ بڑا بانیِ جفا نکلا

تم تو دلبر ہو کیا گلہ تمسے
جب مرا دل ہی بیوفا نکلا

جس مین الفت کی چاشنی پائی
آپ ہی کا وہ مبتلا نکلا

آپ فرمائیے کہ ہین کسکے
دل ہمارا تو آپ کا نکلا

مین ہون عرفانِ عشق کا قائل
دل سے جو کچھ کہا بجا نکلا

نور پھیلا ہے چاندنی کے عوض
سیر کو کون مہ لقا نکلا

وصل مین چھڑ گیا جو ذکرِ رقیب
دل کا ارمان بے مزا نکلا

اپنی تقدیر کو مین روتا ہون
آپکا اس مین کیا گلہ نکلا

جسکو طاعون کہہ رہے ہین عوام
یہ بھی اک جادۂ فنا نکلا

عاشقِ سروقدِ گلرویان
کون شمشاد کے سوا نکلا

مین اگر اچھا ہوا جلدی تو کیا اچھا ہوا
اے مسیحا خون جب تیری عیادت کا ہوا

مین تمھین کو دیکھے دل بیدل ہوا رسوا ہوا
پھر مجھی سے پوچھتے ہو دل تمھارا کیا ہوا

یہ سمجھنا چاہیے سبکو کہ مین اوس کا ہوا
یہ غلط سمجھے ہین وہ نا آشنا اپنا ہوا

ہر ادا پر ہے دلِ نا آشنا لوٹا ہوا
کیا بتاؤن یار کی کس آن پر شیدا ہوا

پہلے تو بے قدر کی مجھکو کیا بے جرم قتل
اب وہ پچتا کر یہ کہتے ہین بڑا دہوکا ہوا

وہ پھر مجھسے تو اب ساری خدائی پھر گئی
ایک عالم وہ بھی تھا مینے ہی جو چاہا ہوا

آپ پہونچایا ہے دلکے آئینے پر جب غبار
پھر شکایت کیا کہ تیور یار کا میلا ہوا

سچ ہے استغنا زمانے سے عجب اکسیر ہے
خاک کا ہر ذرہ میرے واسطے سونا ہوا

ناز سے تم گھر سے نکلے یا قیامت آگئی
کیا ہوا آخر یکایک فتنہ کیون برپا ہوا

ظلمتِ عصیان تھی مثلِ تیرہ شب چھائی ہوئی
خوابِ غفلت سے ہمارے چونکتے تڑکا ہوا

وہ تماشا دیکھنے آئے ہین میری لاش کا
دار پر مجھکو مقدر کھینچکر سیدہا ہوا

تیری تیغِ ناز کا اعجاز ہے سب پر عیان
گرم جوشی سے ملی وہ اور مین ٹھنڈا ہوا

نقدِ دل پر ایک بوسہ دیکے بھی کہتے ہین وہ
یہ تو نقد قلب ہے اس سودے مین ٹوٹا ہوا

جسکی کل کلکل سے رکھتی تھی مجھے بیکل مدام
ہائے اوس سے آج بھی پھر وعدۂ فردا ہوا

اپنے اپنے حسن کی سب پر حقیقت کھل گئی
جب تمہارے ساتھ میرے عشق کا چرچا ہوا

از ثریا تا ثرے غیرونکا ٹھرا تم مرے
پھر بھی مین خوش ہون کہ اچھی طرح طے جھگڑا ہوا

اسکی نسبت کوئی بھی اپنی طرف کرتا نہین
کسطرح دنیا مین کذب بے پدر پیدا ہوا

دیکھیے کیا رنگ لائی ہے مرے دلکی تڑپ
ہاتھ میرے قلب پر رکھکر اونھین دھڑکا ہوا

عشق مین شرمِ مذلت کیا مگر یہ خوف ہے
ناصحِ کمظرف کہدیگا مرا کہنا ہوا

تیرے رخسارون کا جلوہ تھا عیان ہر پھول سے
بے سبب کب بلبلون کا باغ مین غوغا ہوا

ایک دن خلدِ برین مین پائینگے رفعت ضرور
سر گناہون کی ندامت سے اگر نیچا ہوا

تو ہی کر انصاف وہ کیونکر نہو مجھپر گران
مین نگاہِ غیر مین جس بات سے ہلکا ہوا

کیا تشفی ہو مجھے گو تو نے کھالی ہے قسم
تیرے وعدے کا کسی سے بھی کبھی ایفا ہوا

ہوگئین بے سود تدبیرین سب اچھے کام کی
ہان برائی سے مرے دل مین جو کچھ آیا ہوا

جسپر استغنا کی تھوڑی سی توجہ ہوگئی
اپنے بیگانون سے دم بھر مین وہ بیپروا ہوا

غیر سے ممکن نتھا کچھ پیر کنعان کا علاج
اپنے ہی نورِ نظر سے آپ جب اندہا ہوا

مین ہون شمشادِ روان تم لالہ رو غنچہ دہن
مین اگر شیدا ہوا امیر تو کیا بیجا ہوا

میرے دل پر شیر دل ظالم ہے کیون بپھرا ہوا
وہ تو ہے اوسکی ادا پر آپ ہی لوٹا ہوا

شکوہ کیا نالہ اگر سر پر اوٹھائے آسمان
چٹکیان لیتا ہے کیون دلمین کوئی بیٹھا ہوا

جب سوالِ وصل کرتا ہون تو وہ کہتے ہین یہ
کیا مزاج ان روزون ہے کچھ آپکا بہکا ہوا

دیکھتے ہی اونکو اگلی صحبتین یاد آگئین
آنکھون نے پھر کھو دیا دل ہاتھ مین آیا ہوا

خلد مین ہرگز نہین ہے دل بہلنے کی امید
تیرے کوچے کا ہے نقشہ آنکھ مین چھایا ہوا

جائے دل تھا قطرۂ خون بنکے آنسو گر پڑا
اب وہی اک قطرہ اک دریا ہے امڈا ہوا

کون کہتا ہے کہ یہ الہام یا القا نہین
پالیا مضمون ہمنے آپکا سوچا ہوا

خون ہوکر وہ مری آنکھونسے آخر بہگیا
چٹکیون سے جو دل پر درد تھا مسلا ہوا

اوٹھ گیا مشقِ تصور سے مرے دل کا حجاب
اور ہوگا آپ کے دیدار کا ترسا ہوا

الحذر کا نعرہ خود نکلا دلِ صیاد سے
صیدِ دل کو خاک و خون پر دیکھکر تڑپا ہوا

کیون نہ اوسکا دل دہلتا میری حالت دیکھکر
سانس تھی اوکھڑی ہوئی چہرہ بھی تھا اوڑا ہوا

خون کا دعوی کرون کسطرح او سپر حشر مین
آنکھین ہین جھپی ہوئی چہرہ ہے شرمایا ہوا

آپ دل بیگرنہ والپس دینے کی دھمکی نہ دین
مین تو پہلے ہی سے ہون اس بات کو سمجھا ہوا

فکر وصل یار مین کیون مارتا ہے ہاتھ پاؤن
جو ہے زنجیر خودی مین سر بسر جکڑا ہوا

کوچۂ جانان مین اے واعظ نہین تیرا گذر
باغ جنت ہے مرا سو بار کا دیکھا ہوا

خوب لوٹین چلکے آنکھین سبزۂ و شبنم کا لطف
فرش مخمل پر ہے گنج گوہرین بکھرا ہوا

اور یارون نے تو اپنی ساری چالین ختم کین
آپ بھی چلدیجیے فقرہ کوئی چلتا ہوا

روز محشر کچھ مجھے فریاد کی حاجت نہین
پیش داور آپ ہے ظلمونسے وہ چھپا ہوا

دھوم ہے سارے حسینونمین ہماری چاہ کی
آدمی کیا جو نہو دس بیس کا جانچا ہوا

ہے در اندازون سے دل مین اور دلبر مین فراق
ورنہ باہم ایک پر ہے دوسرا مچلا ہوا

میرے ہی دم سے ہے باغ خلد کی ساری بہار
میرے ہی اشک ندامت کا ہے یہ سینچا ہوا

دشمن کمظرف کو سونا زہین جس چال پر
کھیل ہے یہ میرے بائین ہاتھ کا کھیلا ہوا

آپ ہی تاکید کی پھر آپ ہی ہے مجھکو رشک
کیون مرا قاصد گیا اونکی طرف دوڑا ہوا

کیا مین سمجھون اپنی حالت کیا مین دیکھون اپنی گت
آنکھین ہین چھت سے لگی دل ہے کہین اٹکا ہوا

دیکھتا ہون مین تمھارے رنگ مین قدرت کے کھیل
ہے صباحت مین ملاحت کا نمک چھڑکا ہوا

جتنے رکھے ہین محبت مین ہزارون پیچ و تاب
مینے دل پایا اوسی کے عشق مین اولجھا ہوا

گو ہون شمشاد گلستان وفائے گلبدن
عشق مژگان سے ہون مین ہر آنکھ مین کھٹکا ہوا

نشۂ الفت مین جب مین چور تھا
آپ مین آنا بہت ہی دور تھا
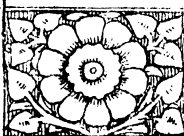
دل نہ کعبہ تھا نہ کوہ طور تھا
تیرے جلوونسے مگر معمور تھا

نظرون مین تیرا رخ پر نور تھا
آنکھون کا ہر پردہ رشک طور تھا

جو حسینون مین مرا منظور تھا
مردمِ چشمِ بتان کا نور تھا

کیا کہون کیا چیز تھی فرقت کی رات
روزِ غم کحلِ شبِ دیجور تھا

ہائے اوسکا ظلم کرکے پوچھنا
تو مرے کس لطف پر مغرور تھا

حسرتون کی اوسمین ہے اب ہوم دہام
عیش سے جو دل کبھی معمور تھا

جس سے اوترا بادۂ راحت شکن
وہ ہمارے زخم کا انگور تھا

اسقدر تھی بارشِ تیرِ الم
ہجر مین دل خانۂ زنبور تھا

اے فلک اب یاد بھی آتا نہین
کب مرا دل عیش سے مسرور تھا

دل تمہارے غم مین پھوڑا تھا اگر
آنکھونمین بھی عالمِ ناسور تھا

شمع و گل تم بلبل و پروانہ مین
آرزوے وصل مین مجبور تھا

آپ سے قطع تعلق کے سوا
اور مین کس بات مین مجبور تھا

ہجر مین آنسو قیامت خیز تھے
نالہ بھی رشکِ صدائے صور تھا

خلد مین رہتا نہ کیونکر مین اوچاٹ
میرے دل مین ایک شاکِ حور تھا

بزمِ عیشِ گلرخان مین آج بھی
سنتے ہین شمشاد کا مذکور تھا

عیان ہوتا ہے جسپر جلوہ تیرے نورِ وحدت کا
تو ہُم تک نہین رہتا پھر اوسکے دلمین کثرت کا

نہ کیون خاکہ اوڑائین مانی و بہزاد حیرت کا
کھچا ہے میرے دل پر خوب نقشا تیری صورت کا

نہین جسطرح عاشق کوئی مجھسے اچھی سیرت کا
کیا ہے خاتمہ تجھپر خدا نے حسنِ صورت کا

فنونِ علم سب حاصل مگر حیوان سے بدتر
اگر دل مین نہین انسان کے جوہر محبت کا

ترے کوچے مین تیری دید کا دیوانہ رہتا ہون
نہ مین دلدادہ حورون کا نہ مین مشتاق جنت کا

بھکا جاتا ہون سوزِ غم سے شعلے دل سے اوٹھتے ہین
کوئی لہرا برس جاے ادھر بھی ابرِ رحمت کا

تکلف کوئی بھی تکلیف سے خالی نہین ہوتا
کمالِ سادگی سرمایہ ہے سامانِ راحت کا

اسی سے جان لے اے چارہ گر میری گرانباری
غمِ کونین ہے ذرّہ مرے کوہِ مصیبت کا

فنا ہو جاے وہ تارِ شعاعی بنکے دم بھر مین
اگر خورشید پر سایہ پڑے میری نحافت کا

بدن پر نیل پڑ جاتے ہین آغوشِ تصور مین
یہ ادنی سا اثر ہے اوس پری رو کی نزاکت کا

عجب کیا ہے خدا کے سامنے بت بھی گواہی دین
کہ گو زاہد نہین ہون مین مگر خوگر ہون طاعت کا

امیدِ وصل کے صدقے کہ میرے آڑے آتی ہے
تحمل ورنہ ممکن ہی نہ تھا غمہاے فرقت کا

مین صبحِ وصل بھی اوٹھنے نہ دیتا تجھکو پہلو سے
چھپایا یا بیخودی نے حال مجھسے تیری رخصت کا

وہی ہم ہین وہی جلسے وہی سامان عشرت ہین
فقط اک دل کے بجھنے سے نہین وہ رنگ صحبت کا

مسرت تنگ آکر اوٹھ گئی سر پیٹ کر اپنا
ہجوم اتنا ہوا دل مین غم و افسوس و حسرت کا

طپش دراصل یہ ہے سوز اسکا نام زیبا ہے
پھرا منہ میرے داغِ دل سے خورشید قیامت کا

کہا قاصد نے خط لیکر یہ میری بدگمانی پر
خدا سے ڈر جو تو قائل نہین میری رسالت کا

عجب سرگرم رہتا ہے طوافِ کعبۂ دل مین
نہ پوچھو حال مجھسے اپنے مشتاقِ زیارت کا

مری الفت سے جسکے حسن کی شہرت تھی دنیا مین
نشان اوسنے مٹایا بعد مردن میری تربت کا

ہوا جاتا ہون پانی پانی اپنی سخت جانی پر
مجھے جس دم خیال آتا ہے قاتل کی ندامت کا

مین اپنے فقر کے صدقے ضیاے قلب ہے جس سے
سیہ کاری کا باعث ہے تو منہ کالا ہو دولت کا

تری الفت تو اب تک لپٹی جاتی ہے مین ایسا ہون
سبب کھلتا نہین اے شوخ مجھسے تیری نفرت کا

اوٹھایا ہاتھ مینے وصل سے اونکی خوشامد پر
وہ فرماتے ہین ہنسکر آدمی ہے تو مروت کا

جھڑکتا رہ گیا تو بوسے پر بوسے لیے مینے
کوئی عاشق نہو گا اے پری رو میری جرأت کا

عدو منہ چڑہ رہا ہے اور بے قابو ہے میرا دل
بس اب جو کچھ توقف ہے وہ ہے تیری اجازت کا

برا ہون یا بھلا ہون اتو مین جنکا کہاتا ہون
نچھوڑونگا مین دامن ہاتھ سے اونکی شفاعت کا

غزل شمشاد کی سنکر وہ گلرو ہنسکے کہتا ہے
نہین شاعر کوئی دنیا مین اب تیری طبیعت کا

کسکی برق نگہ نے کام کیا
کسنے نظارہ زیر بام کیا

مینے الفت مین بھی وہ کام کیا
جھک کے فرہاد نے سلام کیا

تمنے جس سے کبھی کلام کیا
ایک ہی بات مین غلام کیا

یہ سمجھ لو کہ تمنے نام کیا
کام میرا اگر تمام کیا

ضعف نے کی مدد تو آخر کار
دل سے سرکش کو مینے رام کیا

کردیا اپنے آپکو پامال
ہر روش مین یہ التزام کیا

مثل مو سے لٹا دیا اوس کو
تمنے جس سے ذرا کلام کیا

تمنے خلوت نکال لی اپنی
میرے دل مین اگر مقام کیا

ایک ہی وضع پہ نباہ دی عمر
جو کیا ہمنے وہ مدام کیا

زلف و رخ کی ہمیشہ کی تعریف
ذکر تیرا ہی صبح و شام کیا

ایک عالم کو کردیا پامال
تمنے جب دو قدم خرام کیا

بادۂ الفت احد کے لیے
میر احمد کو مینے جام کیا

خاصکر ہم ہی رہگئے محروم
جب کبھی تمنے قتل عام کیا

قعر عجب دریا مین پھینکدیا
جسنے میرا کچھ احترام کیا

نہ ملے وہ کسی سے میرے سوا
غیرون نے کیا کچھ اہتمام کیا

کیون نہ میرا ہو خون اوسکو حلال
جسنے جینا مرا حرام کیا

قیس و فرہاد نے بنا ڈالی
عشق کا مینے انصرام کیا

شیخ و واعظ کے اقتدا کے بعد
مجھکو رندون نے بھی امام کیا

عشق کی مینے آبرو رکھ لی
حسن کا تمنے انتظام کیا

کوچۂ یار مین قدم رکھکر
دور سے کعبے کو سلام کیا

ہین مری حسرتین ابھی زندہ
تیغ کو تمنے کیون نیام کیا

اجر سے صاف رہگیا محروم
کام جس نے برائے نام کیا

غم کونین سے ہوا آزاد
تمنے اپنا جسے غلام کیا

کی تری یاد نے مری امداد
جب غمون نے کچھ ازدحام کیا

کیون ہین شمشاد دل شگفتہ آج
غنچہ سان کس نے ابتسام کیا

آنکھون مین ہے یہ ضعف کہ اوٹھا نہین جاتا
پھر بھی ترے دیدار کا لپکا نہین جاتا

اک شوخ نے ایسا مجھے آنکھون سے گرایا
آنسو کیطرح خاک سے اوٹھا نہین جاتا

دشوار نہو کیون مجھے پوشاک بدلنا
یہ ضعف ہے اب رنگ بھی بدلا نہین جاتا

آخر ترے جلوے نے یہ کیا آگ لگادی
آنکھون کا دل زار سے جھگڑا نہین جاتا

تھی خواب مین مجھکو جو تری دید کی امید
درد دل مجروح سے سویا نہین جاتا

کسطرح مرے سر سے ٹلے کوہِ مصیبت
اب اونکے تصور سے بھی ٹالا نہین جاتا

وہ صفحۂ ہستی سے مٹاتا ہے مجھی کو
کیون نقش وفا مجھسے مٹایا نہین جاتا

بدلے کی تمنا مین کیے جاتے ہین چرچے
احسان جو احسان ہے دو لکھا نہین جاتا

کیا آکے مرے پاس کرینگے وہ عیادت
جنسے کبھی کچھ حال بھی پوچھا نہین جاتا
کسطرح نہ تھرّائے مرا سنگِ لحد بھی
مجرم ہون دلِ تنگ کا دھڑکا نہین جاتا
تجھکو نہ کوئی چاہے تو انسان نہین وہ
تو چاہے کسیکو یہی دیکھا نہین جاتا
جن آنکھون نے دیکھے ہین ترے حسن کے نیرنگ
اونسے تو کبھی ذوقِ تماشا نہین جاتا
ہر چند وہ دیتے ہین ترحم کے دلاسے
دل سے مرے تعزیر کا کھٹکا نہین جاتا
بخشش کے خیالات سے بہلا ہے مرا جی
تنہا لحد تیرہ مین سویا نہین جاتا
اے ضعف مزے دید کے لوٹون مین تو کیونکر
اب میری نگاہون سے بھی دوڑا نہین جاتا
تم وہ ہو کہ روٹھے تو منائے نہین منتے
ہم وہ ہین کہ روٹھین بھی تو روٹھا نہین جاتا
للہ ذرا شرم کے پردے کو اوٹھا دو
یہ غم نہین جو تمسے اوٹھایا نہین جاتا
دل مین تو ہے یہ جوش کہ سب حال سنادون
ہے ضعف کا یہ زور کہ بولا نہین جاتا
اغیار جو کرتے ہین مرے حال کی پرسش
اتنا بھی مرے یارون سے دیکھا نہین جاتا
کہتے تھے ہم شیشے سے بڑھکے ہے یہ نازک
دل توڑکے اب آپ سے جوڑا نہین جاتا
ہم صبر و تحمل ہی کو روتے ہین ابھی سے
جاتا ہے جو دل ہاتھ سے کیا کیا نہین جاتا
کیونکر کہون بیتاب ہو نین درد جگر سے
مجھسے تو ذرا ضعف سے تڑپا نہین جاتا
کسطرح تجھے مان لون اے شیخ خدا مین
تحدید نہو جس مین وہ دیکھا نہین جاتا
گھنٹون سے خطِ یار کو مین دیکھ رہا ہون
تقدیر کا لکھا ہے کہ سمجھا نہین جاتا
کیونکر کہون ہون مستِ مئے نابِ محبت
جب عیش مرا آپ سے دیکھا نہین جاتا

شمشاد سے کی تونے کبھی مہر و وفا مین
دل سے یہ غم اے سروِ دل آرا نہین جاتا

ایک بت کو جو رام کرنا تھا — آہون پر آہین مجھکو بھرنا تھا

کیون عیان کی تھی دلبری کی شان — لیکے دل تمکو جب مکرنا تھا

آپ پر مرکے مینے نام کیا — آخر اک روز مجھکو مرنا تھا

مینے مانا کہ آپ دل مین رہے — آنکھون مین بھی کبھی گذرنا تھا

ایک عالم کے سر چڑھا تو کیا — اونکی نظرون سے جب اوترنا تھا

چلتی تھی وہ زبان قینچی سی — دامنِ التجا کترنا تھا

چار کے کاندھون پر بھی ہون تو کیا — بحرِ غم سے مجھے اوبھرنا تھا

کیون نہ جا بستے اوسکے کوچے مین — جب ہمین انتقال کرنا تھا

جسنے تمکو یہ پیاری صورت دی — ہمکو تو اوسکو پیار کرنا تھا

نہ رُکا ساری عمر اوسکا خون — دل کا ناسور تھا کہ جھرنا تھا

مین شہیدِ نگہ ہون غیر کے ساتھ — آپکو انتخاب کرنا تھا

ختم ہونے کو تھی جو وصل کی رات — زلف کو چہرے پر بکھرنا تھا

آپڑے ہین سرا سے دہر مین بھی — چار دن کو کہین اوترنا تھا

خاک ہوتی تمھین وفا کی قدر — تمکو تو صرف نام دھرنا تھا

مسکے انگیا کہ چاک ہو چولی — اونکے جوبن کو تو اوبھرنا تھا

سادگی پر مرے ہوئے تھے ہم — آپکو اور کچھ سنورنا تھا

کنگھی کو لیتے پنجۂ شمشاد — گلرخون کو اگر سنورنا تھا

جسنے مجمع مین تمکو دیکھا تھا — اوسکی آنکھون مین حشر میلا تھا

کیون اوٹھی اوس گلی سے میری نعش
مجھکو مانند اشک گرنا تھا

حشر مین تیری دید تھی مقصود
اور جو تھا وہ سب بکھیڑا تھا

تمکو اپنی نگاہ کے مانند
مجھسے یون یک بیک نہ پھرنا تھا

مین ہی اے شیخ مے پرست نہین
کہین تمکو بھی پینے دیکھا تھا

غرق ہے جسکی سیل مین عالم
جوش پر میرے غم کا دریا تھا

کوئی پوچھے مرے زمانے سے
کیا ہے اسوقت پہلے یہ کیا تھا

اپنے معشوق کی وفا پر فخر
مینے اکثر یہ خواب دیکھا تھا

نفس کی صاف دہوکے بازی تھی
نام جسکا فریب دنیا تھا

تیرے سادے لباس سے تھے خجل
جنکے تن پر حریر دیبا تھا

تمسے رکھتا مین اپنی جان عزیز
تمنے کیا اپنے دل مین سوچا تھا

محو حیرت اگر رہین آنکھین
لطف دیدار خاک لوٹا تھا

بحر توحید کے شناور کو
قطرہ قطرہ نظر مین دریا تھا

اونکی آنکھون مین مین بُرا ہی رہا
جب تک اپنی نظر مین اچھا تھا

زلف کے داؤ پیچ بھول گئے
فتنہ آنکھون نے وہ اوٹھایا تھا

مجھکو اوتنا ہی بھیجنا ہے تمھین
جسقدر تمنے دل کو مسلا تھا

ایک گل کا یہ پوچھنا کہ کہین
تمکو شمشاد نے دیکھا تھا

قیس جو عاشقی مین رسوا تھا
پوچھنا اوس سے تھا کہ مین کیا تھا

اوسکا دیدار کیا تماشا تھا
حشر مین ایک حشر برپا تھا

آج بھی اک نگاہ کا وہ تیر ‎ کل جو پہلو مین ٹھیک بیٹھا تھا

تل بھر اغیار کو جگہ نہ ملی ‎ میرے دل مین جو تو سمایا تھا

سب کی آنکھین لگی تھین تیری طرف ‎ حشر مین تو بھی اک تماشا تھا

لے گیا میرے ہوش وصبر وقرار ‎ خانۂ دل مین کون آیا تھا

بے محل تھی اگر ہماری چھیڑ ‎ اونکا غصہ بھی ناز بیجا تھا

جس سے طوفان نوح مات ہوا ‎ وہ مرے آنسوؤن کا لہرا تھا

اس خطا پر وہ پھر کبھی نہ ملے ‎ غیر کے دل مین اونکو ڈھونڈھا تھا

بزم عشرت مین وہ بلا نہ سکے ‎ دیدۂ تر سے مین جو رسوا تھا

جا پڑی میری غیر پر جو نظر ‎ تم تو تم دل بھی مجھسے روٹھا تھا

کوئی عقدہ نہ حل ہوا اوس سے ‎ دل کہین زلف مین جو اولجھا تھا

دل نہ چورنگ ہو تو یہ تقدیر ‎ تیغ ابرو کا وار پورا تھا

خود وہ کج بحثیون سے نادم تھے ‎ کچھ مقدر مرا جو سیدھا تھا

آرزو تھی مجھے اوسی دل کی ‎ مینے جس دل مین تمکو پایا تھا

عمر بھر شاخ غم ہری ہی رہی ‎ آنسوؤن سے جو مینے سینچا تھا

جانِ شمشاد کی الٰہی خیر
گلرخون مین کچھ اور چرچا تھا

خودی کو دل سے تو مشکل سے دور مینے کیا ‎ ستم یہ ہے کہ پھر اسکا غرور مینے کیا

وہ اپنے ہاتھ سے مجھکو اگر سزا کچھ دین ‎ تو آپ اونسے مین کہدون قصور مینے کیا

سب اپنی فکر مین مین محو دید یار رہا ‎ یہی تو کام بروزِ نشور مینے کیا

ہر ایک شکل مین پہچان ہی لیا مجھکو	ہزار رنگ مین اونپر ظہور مینے کیا
رموزِ عشق کا ادراک ہوگیا آسان	حواسِ خمسہ کو جب بے شعور مینے کیا
ستم یہ ہے دلِ نازک کو سنگِ توبہ سے	برنگِ شیشۂ می چور چور مینے کیا
یہ کہہ رہی ہے تجلیِ عارضِ جانان	تمھارے سینہ مین دل رشکِ طور مینے کیا
جنون زدہ ہون مین دیوانہ ہون مجھے تسلیم	مگر کہو کہ تجھے ناصبور مینے کیا
یہ کیا خبر تھی کہ ہوگی تمام خلق رقیب	تمھارے حسن کا چرچا ضرور مینے کیا
یہ کہہ رہی ہے ضعیفی شباب سے ہنسکر	جہان جہان تری ظلمت تھی نور مینے کیا
تری گلی مین پڑا تیری یاد کرتا ہون	نہ ذوقِ حور نہ شوقِ قصور مینے کیا
نظر جمائے رہا آنکھین لگو کے بھی تیہر	یہی تو کام فقط بے فتور مینے کیا
جفا مین آپکی شہرت کو مانتا ہون مین	وفا مین نام مگر اے حضور مینے کیا
پری کو مینے نہ چاہا کبھی ترے آگے	نہ اپنے دل کو کبھی نذرِ حور مینے کیا
ہزار خواہشین ہر اک کے دل مین مردہ تھین	جہان جہان کبھی کشفِ قبور مینے کیا
بجا ہے آج یہ رنج و خمار کی تکلیف	زیادہ حد سے جو عیش و سرور مینے کیا
جو لاکھ بار قناعت سکھے تو زیبا ہے	جو مل گیا مجھے اوسکو غیور مینے کیا
نکل پڑے مرے آنسو برنگِ بادۂ ناب	اگر خیالِ شرابِ طہور مینے کیا
غمون سے روح جو تحلیل ہوتی جاتی ہے	یہ ہے دلیل کہ بے حد سرور مینے کیا
جو دل مین یاس بھری تھی وہ ہوگئی کافور	جہان خیالِ خدائے غفور مینے کیا
کبھی نہ خواب مین بھی دیکھی صورتِ ساحل	تو خاک بحرِ الم کو عبور مینے کیا
یہ کہہ رہی ہے کسی سے ترقیِ تقدیر	عروج تو سے ترا تا حضور مینے کیا

ہنوز سینہ ہے شمشادِ تختۂ لالہ
کہ داغِ عشق کو دل سے نہ دور رہنے کیا

تیرا شہید خاص ترا جان نثار تھا
آزاد وکس میں جو روزِ شمار تھا

جوشِ خزان میں بھی میں ہی محوِ بہار تھا
میرے خیال میں جو بسا وہ نگار تھا

تیرے شہیدِ ناز کا بھی کیا مزار تھا
ہر تختہ تختۂ چمن لالہ زار تھا

تیرا بناؤ آ نہیں سکتا خیال میں
جو تیری سادگی تھی وہ سب کا سنگار تھا

کیونکر نہوتی میری ہلاکت تری جفا
جب میری زندگی کا وفا پر مدار تھا

دربارِ عامِ حشر میں دیکھا عجیب لطف
جو تھا غلامِ عشق وہی ذی وقار تھا

بیگانہ وار آج جو کرتے ہین مجھسے رم
مجھسے انہیں حسینون سے قربِ جوار تھا

ہر دل میں اوسکی قدر تھی ہر آنکھ مین جگہ
مشہور ہر دیار میں جو بے دیار تھا

تمنے جو آج جلکے نکالا ہے وصل مین
کب کا مری طرف سے یہ دلمین بخار تھا

روندا ہے تونے ضد سے مری قبر پر جسے
اے شوخِ شنگ تیرے گلے کا وہ ہار تھا

ممکن نہیں ہے پہونچے کوئی میرے کیف تک
حلاج کا سرور تو میرا خمار تھا

اوسکا مقلد آپکا عاشق کبھی نہیں
قیسِ حزین تو اک شترِ بے مہار تھا

کہتا ہے کیا تمھیں ہوا نوکھے وفا شعار
عشاق کا وفا ہی ازل سے شعار تھا

آنکھوں مین برچھیون کی خلش اوس سے ہاتھ تھی
سینے پر اس غضب کا تمھارے اوبھار تھا

کیا خاک خوبیان مری آتین تمھین نظر
میری طرف سے دل مین بھرا جب غبار تھا

ہر عضو انتخاب گلستانِ حسن سے
گلزار لاکھ جان سے تجھپر نثار تھا

آنکھین مری جمی تھین تماشائے حسن پر
وہ شوخ مشتغل پئے بوس و کنار تھا

توُنے نہ میرے طائرِ دل پر نگاہ کی
اے صید ناشناس یہ اچھا شکار تھا

مین اور تمکو چھیڑ کے کرتا عدو سے جان
پہلو مین گدگدائے دلِ بیقرار تھا

مجھسے جو پوچھتے ہو تو مین تمسے کیا کہون
تم اوسکے تھے عدو جو مرا غمگسار تھا

جو شیفتہ ہوا ترے رخسار و زلف کا
پامالِ جورِ گردشِ لیل و نہار تھا

سمجھاتے ادبِ محبت کی کیا تجھے
توُ تو ہوا کے گھوڑے پر اوسدم سوار تھا

کہتی تھی گوشِ گل مین سخن سنج عندلیب
شمشاد شاعرون مین بڑا نامدار تھا

غمِ فراق رہا دردِ انتظار رہا
ستم مین کوئی نہ کوئی گلے کا ہار رہا

تمھاری چال سے پامال ہو چکی خلقت
بس اور آمدِ محشر کا کیا فتار رہا

ضرور برہم سے ہو جائینگے بری معشوق
ستم کا ناز و ادا مین اگر شمار رہا

مری وفا سے بہت بڑھ گئی جفا اونکی
مگر وہ کہتے ہین ظلمون مین اختصار رہا

مین اپنے ضبط کے صدقے مری نہ جھپکی آنکھ
اگرچہ تیرِ نظر بھی جگر کے پار رہا

خراب ہمکو کیا جب ہمارے ہی دل نے
تو پھر زمانے مین کسکا اب اعتبار رہا

کیا جو یار نے ایما وہ مین بجا لایا
ادا شناس ہون میرا یہی شعار رہا

ذلیل تر کوئی مجھسا نتھا زمانے مین
خدا کی شان محبت مین ذی وقار رہا

تری خوشی رہی موقوف میری گردش پر
مری خوشی کا ترے لطف پر مدار رہا

کبھی نہ ہاتھ سے تلوار رکھی قاتل نے
لہو کے چھینٹون سے گھر رشکِ لالہ زار رہا

بلا سے میری اطاعت مین جان جاتی رہی
ہزار شکر وفادارون مین شمار رہا

نہ وہ ہوئے کسی حالت مین وصل پر مجبور
نہ مجھکو اپنی طبیعت پر اختیار رہا

مین اپنی جان سے جاتا رہا ترے غم مین
کوئی شگفتہ رہا کوئی سوگوار رہا

غم فراق کے صدقے کہ تیری فرقت مین
نیازمند رہا دل سے جان نثار رہا

شگفتہ خاطر و شادان ہا وہ رشک چمن
برنگ ابر جو شمشاد اشکبار رہا

جو مین نشانۂ تیر نگاہِ یار رہا
دمِ وصال بھی بیتاب و بے قرار رہا

یہ آج تک نہ کھلا کون شوخ ہے منظور
مدام دیدۂ دل صرف انتظار رہا

ترے گدا کو ملا بوریا تو غم کیا ہے
کمال زردیِ رخ سے وہ زرنگار رہا

تمھارے پھول سے گالون سے ماہ کو نسبت
ہمیشہ سوزِ حسد سے وہ داغدار رہا

رمادِ مہر کسی روز ہوگی سرمۂ صبح
اگر مقابلۂ آہِ شعلہ بار رہا

کیا وہ مست مجھے چشم مست ساقی نے
کہ نام کو نہین مجھ مین کبھی خمار رہا

نہ ایک طرح زمانے نے کی وفا مجھسے
نہ تیری آنکھون کو اک رنگ پر قرار رہا

کبھی نہ حسنِ خداداد پر قناعت کی
تری نگاہ مین حسن آفرین سنگار رہا

مبارزانِ محبت مین دل نہ ہارا مین
ہمیشہ تیغِ الم سے جگر فگار رہا

مرے نیاز کی وقعت ذرا نہ کی تو نے
سمندِ ناز پر ای جان تو سوار رہا

تمام سال رہیگی بہار ساون کی
جو مین فراق مین اک گل کے اشکبار رہا

جنون مین مری صحرا نوردیون کو نپوچھ
ہمیشہ دامنِ کُہسار تار تار رہا

تمام پھونک دیا عشقِ روی تابان نے
ہوا جو زلف کا سودا تو انتشار رہا

سیاہ سینۂ سوزان کی آہ سے ہوگا
جو شامیانۂ گردون سرِ مزار رہا

کبھی نہ وصل میسر ہوا بجز فرقت
خزان نصیب ہوا والۂ بہار رہا

پھرے نہ وصل مین رہتے جگر کے گھاؤ کبھی — وہ اپنی زلف کے ٹکڑے سے مشکبار رہا

کاون کے وصل سے شمشاد سبز ہے محفوظ
مین ایک نالہ کنان صورت ہزار رہا

کیون راز ڈھونڈتے ہین پیر و جوان ہمارا — کھلتا نہین ہمین بھی یہ سِتر نہان ہمارا

کیا ہمسے پوچھتے ہو نام و نشان ہمارا — ہم مر مٹے ہین تمپر گھر لامکان ہمارا

آہون نے بعد مردن اوڑے لحد کے تختے — زیر زمین نہ ٹھہرا کچھ کاروان ہمارا

اونسے الگ تھے جبتک برگشتہ تھی ہر اک شی — اونکے ہوئے تو اب ہے کون و مکان ہمارا

ایمان ہو کہ ہو جان تمپر سبھی ہے قربان — جب دل ہوا تمھارا پھر کچھ کہان ہمارا

تربت کا ذکر ہی کیا وہ بھی مٹا کے چھوڑا — اوسنے نشان کوئی پایا جہان ہمارا

اللہ رے ضعفِ بے حد نالے کے تار ٹوٹے — ہے عنکبوت آسا ہر سو [illegible] ہمارا

وہ ظلم کر کے خوش ہین افسوس ہمکو اسکا — اونکو نہ سونے دیگا شور و فغان ہمارا

ہنگام عرضِ الفت تھا دیکھنے کے قابل — اعراض تھی ادھر کا ذوق بیان ہمارا

ہم ہین تمھارے عاشق کوچے مین ہین تمھارے — کیا ہمسے پوچھتے ہو نام و نشان ہمارا

جیسے عدم مین ہم تھے ویسے وجود مین ہین — کیا تھا وہان ہمارا کیا ہے یہان ہمارا

آتے ہین ہمسے ملنے لاکھون ہی شیخ و زاہد — جب سے ہوا ہے مسکن کوئی بتان ہمارا

لوٹا ہوا ہے تجھپر مچلا ہوا ہے تجھپر — کیا دل سنبھال لیگی حورِ جنان ہمارا

کوئی دقیقہ تمنے چھوڑا نہین جفا مین — پھر بھی رہا وفا مین پلہ گران ہمارا

جب سے جدا ہوا ہے تو اے بہارِ خوبی — گلزار آرزو ہے وقفِ خزان ہمارا

دنیا مین آخرت کا اندیشہ کیون کرین ہم — جو ہے یہان ہمارا وہ ہے وہان ہمارا

ناصح سے کیا چھپائین ہم رازِ عشق ای دل
سب حال ہو چکا ہے اوس پر عیان ہمارا

ہے آسمان کیا شی جھگڑا ہے مدتون سے
سمجھا ہے سوزِ دل نے یہ ہی دھوان ہمارا

آتا ہے تو اب آ تو ہے خیریت اسی مین
ہین انتظار کرتی حورِ جنان ہمارا

ای شوخ محو ہو کر تجھ مین جو مٹ گئے ہم
ذکرِ جمیل ہوگا اب جاودان ہمارا

دشمن کا ذکر ہی کیا حیرت تو ہمکو یہ ہے
اب جان کا عدو ہی آرامِ جان ہمارا

گلزارِ سینہ مین ہے شکلِ صنوبری دل
اوسمین ٹہل رہا ہی سروِ جمان ہمارا
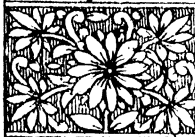
شمشاد بڑھکے نکلا حورانِ خلد سے بھی
وہ گلبدن ہمارا غنچہ دہان ہمارا

موسمِ گل جوش پر ہے اندنون آیا ہوا
پھر بھی میرا غنچۂ خاطر ہے مرجھایا ہوا

دل گرفتہ دل تیرے دامِ مکر مین آیا ہوا
ہے گلِ لختِ جگر منقار مین لایا ہوا

دل مسلتی ہین اسکی شوخیون کی چٹکیان
یہ جو بیٹھا ہی مرے پہلو مین شرمایا ہوا

ہین اسیکے نشۂ الفت مین ہون مست و خراب
بہکی بہکی باتین جو کرتا ہے اٹھلایا ہوا

ایکدان اوس شوخ نے دیدی کسین مجھسے مثال
صرف اتنی بات پر دشمن ہے اترایا ہوا

رندونکی کیونکر ہو واعظ کے فرشتون کو خبر
میکدے پر ابر ہے چارون طرف چھایا ہوا

قطرۂ اشکِ ندامت راحجشم کم مبین
ایک بحرِ بیکران ہے خوب لہرایا ہوا

میرے دل مین آتے ہی جو بن گیا ہی اضطراب
آپ کے دل کا کوئی مضمون ہی پایا ہوا

ہو رہا ہی باعثِ شادابی گلزارِ خلد
ایک لہرا میری چشمِ تر کا برسایا ہوا

گوہرِ ناسفتہ سے کسطرح دون تشبیہ دل
سو جگہ تیری نظر سے جب ہے برمایا ہوا

اوسکے عقدون کے سلجھنے کی تمنا ہے فضول
گیسوئے پر پیچ مین جو دل ہے اولجھایا ہوا

نعمت اپنے دردِ الفت کی مجھے کردے نصیب
غم تو ہے مجھ خستہ جان کا پہلے سے کھایا ہوا

ایک تم ہو جنکو عشرت سے نہین میری خبر
ایک مین ہون سیکڑون آفت کا تڑپایا ہوا

ہو نہین سکتا ہی اوسمین پند ناصح کا گذر
میرے دل پر عشق کا پہرا ہے بیٹھایا ہوا

مجھسے بڑھکر کون ہے دلدادۂ حسنِ وفا
تمسے زائد کسکو اندازِ ستم بھایا ہوا

گیسوے پر پیچ کے عاشق کو اولجھن کیون نہو
ناصح مشفق کا ہر فقرہ ہے سلجھایا ہوا

فتنۂ بدنامیِ الفت نہ بیٹھے گا کبھی
آنکھونکا اشکون سبب ہے طوفان اوٹھوایا ہوا

غیر ممکن ہے حسینون پر نہ اوڑھ جاے نظر
اچھی صورت کا ہو نین بچپن سے للچایا ہوا

میرے استقلالِ دل کی اور ہمت بڑھگئی
دیکھکر گم کردہ دل دشمن کو پچھتایا ہوا

ناصح مشفق مجھے کسطرح لائے راہ پر
جب سمجھتا ہی نہین مین اوسکا سمجھایا ہوا

وہ قدِ شمشاد جو تھا غیرتِ سروِ چمن
آج ہے تیری کمر کی طرح بل کھایا ہوا

کوے تجرید مین جو آ نکلا
وہ مرادِ درد آشنا نکلا

دلنشین یار دلربا نکلا
ہای ہم سوچے کیا تھے کیا نکلا

مین جو نکلا بھلا تو کیا نکلا
اونکی نظرون مین جب برا نکلا

جو سوے کعبہ باریا نکلا
وہ خدا سے بہت جدا نکلا

نازِ بیجا کرون وفا پر کیون
دوست جب دشمنِ وفا نکلا

میری دل مین ہی شوخیونکی ترنگ
یار دلدادۂ حیا نکلا

مجھکو تھا اعتماد نالے پر
یار تک وہ بھی نارسا نکلا

ہو گیا اب مین ضبط کا خوگر — بڑھ کے درد آپ ہی دوا نکلا

ایک دل پر تھی زندگی وہ بھی — کشتۂ خنجرِ ادا نکلا

بنگئے وہ تو شرم کے پتلے — دل مگر سخت چلبلا نکلا

میرے پہلو سے یار اوٹھکے چلا — دامنِ دل مگر دبا نکلا

عشق کی کوئی داستان نتھی — جس مین میرا نہ ماجرا نکلا

جستجو پر میانِ ملکِ فنا — عشق ہی جادۂ بقا نکلا

لاکھ پردون مین بھی وہ چھپ نسکے — حسن بھی کیا ہی خودنما نکلا

کیون تلاش بقا نہو بے سود — دہر سرمایۂ فنا نکلا

تیرے کس عضو کی کرون تعریف — ایک سے ایک کچھ سوا نکلا

جیتے جی خلد کا مزا آیا — تیرے کوچے مین جب مین جا نکلا

مینے مقتل مین دی خوشی سے جان — وہین خوش حوصلہ مرا نکلا

جس سے امید تھی وفا کی مجھے — وہ ستم دوست پُر جفا نکلا

نہوئی ایک بھی دعا مقبول — کام نکلا تو بے دعا نکلا

بڑھگئی دل مین فکرِ بے شغلی — جب مرا کوئی مدعا نکلا

مجھکو دیکھا جو زیرِ بام کہا — پھر یہ ایک باؤلا نکلا

نہ کھلا محوِ دیدِ قاتل پر — جان نکلی کہ مدعا نکلا

گلرخون مین بھی بیٹھکر شمشاد
یہ تعجب ہے پارسا نکلا

یہ جان لے کہ کچھ بھی ای بیخبر نجاتا — اپنے ہی مرتبے کو تو نے اگر نجانا

گستاخ اوس گلی مین ای نامہ بر نجانا
جانا تو جلد آنا للہ مر نجانا

مجھسے جو پوچھتے ہو تم میرے دل کی حالت
چہرے سے اپنے پہلے کہدو اوتر نجانا

لازم نہین کہ سیرت صورت کے ہو موافق
ای دل کبھی کسیکی تو شکل پر نجانا

ای چارہ گر سیگا چاک جگر کو تو کیا
جب تو نے اسکو زخم تیر نظر نجانا

میری یہ ہے تمنا دفن بھی ہو تو اوسمین
ناصح یہ کہ رہا ہے تو اوسکے گھر نجانا

جو کچھ ہوا وہ تیرے افضال سے ہوا ہے
اپنی دعا کا مینے کچھ بھی اثر نجانا

کہتے ہین ضبط اسکو اخفای عشق یہ ہی
چارہ گرون نے میرا درد جگر نجانا

مدقوق لاغری سے ٹھرا تو غم نہین کچھ
خوش ہون کہ چارہ گرنے عشق کمر نجانا

جھگڑا لگا دیا ہے تمنے دل و جگر مین
اوسپر بھی مینے تمکو بانی شر نجانا

آسان جان جانا مجھپر ہے جانِ جانان
مشکل تری گلی مین شام و سحر نجانا

اب سر گنوا کے اپنا یہ سوچنا عبث ہے
الفت کو مینے پہلے کیون دردِ سر نجانا

تمنے متاع ہستی لیکر دکھائی صورت
اوسپر بھی مینے اپنا کوئی ضرر نجانا

طفلی سے تا بہ پیری کین تین منزلین طے
دنیای دون کو مینے کب رہگذر نجانا

سب پر گمانِ نیکی ہے اصلِ آدمیت
وہ ہے بشر بشر کو جسنے یہ شر نجانا

محتاج ہونے پر بھی دل کا مین وہ غنی ہون
دنیا کے مال و زر کو کچھ مال و زر نجانا

ملنے کا ہے جو وعدہ بننے سنورنے مین بھی
زلفون سے کہ رہے ہین جلدی سنور نجانا

جو کچھ کہو گے اوسپر پورا عمل کرونگا
وعدہ جو کر چکے ہو اوس سے مکر نجانا

اوسکے فروغ رخ سے روشن ہین میری آنکھین
ای زلف تو ہوا سے اسدم بکھر نجانا

مغلوب عشق مین تھا کچھ مجھسے بن نہ آتی
دلبر وہ قبضہ کرتے افسوس کر نجانا

رہبر کی رہبری سے محروم ہی رہا وہ
دنیا مین جسنے رہرو ادبِ سفر نجانا

ناصح نے سچ کہا تھا اوس شوخ کی گلی مین
اپنے متاعِ دل سے تو بیخبر نجانا

نسرین و یاسمن سے کیا دون مثال اونکی
وہ گال جنکو مینے شمس و قمر نجانا

کیونکر فدا نکرتا مین نقدِ جان و ایمان
تمسے عزیز مینے ای سیمبر نجانا

میری یہ آرزو ہے ناصح ادھر نہ آئے
ناصح کا حکم مجھپر ہرگز اُدھر نجانا

وہ داغ ہے جگر پر خورشیدِ حشر کو بھی
اپنے دھوین کا جسنے اونی شرر نجانا

پھولی پھلی غزل بھی اک گل کے ہاتھ آئی
شمشاد شاعری کو جب بے ثمر نجانا

کاش یہ انقلاب ہو جاتا
ناصح شیخ شاب ہو جاتا

بیحجاب آتے وہ تو کیا ڈر تھا
حُسن اونکی نقاب ہو جاتا

مین نہ مرتا جو تیری صورت پر
مجھکو جینا عذاب ہو جاتا

پرتوِ رخ جو ڈالدیتے تم
ذرہ بھی آفتاب ہو جاتا

دل ہی ہوتا جو میرے کہنے مین
آپکا اے جناب ہو جاتا

مضطرب ہون جو وہ ترس کھاتے
آپ مین اضطراب ہو جاتا

اپنے گھر مین جو وہ جگہ دیتے
ضعفِ پیری شباب ہو جاتا

وہ بگڑتے تو ہم بھی بن جاتے
کچھ تو اونکا جواب ہو جاتا

تم اگر پیتے میرے ساتھ شراب
کوئی جلکر کباب ہو جاتا

مین سمجھتا زوالِ حسن اسے
تو اگر آفتاب ہو جاتا

دیکھ لیتا اگر کسیکے گال
گل جلن سے گلاب ہو جاتا

مسکرا اگر جو تو خفا ہوتا | لطف تیرا عتاب ہو جاتا
تم چھڑکتے جو سامنے سے نمک | زخم چشمِ پُر آب ہو جاتا
طعمۂ نور ہوتے شمس و قمر | وہ اگر بے حجاب ہو جاتا
مین دکھاتا جو اپنے دل کے داغ | کیا خجل ماہتاب ہو جاتا
دودِ دل کا جو دیکھتین مرغول | زلفون کو پیچ و تاب ہو جاتا
سببِ گریہ پوچھتے وہ اگر | صاف گونگے کا خواب ہو جاتا
تیغِ کج باز کاش پی کے شراب | محوِ راہِ صواب ہو جاتا
جوشِ گریہ اگر دکھاتا مین | چرخ اوسکا حباب ہو جاتا
مست آنکھین دکھاتے تم مجھکو | نشۂ بے شراب ہو جاتا
دیکھتا طولِ روزِ محشر کا | پیش میرا حساب ہو جاتا
شربتِ وصل اگر پلا دیتے | تمکو بھی کچھ ثواب ہو جاتا
عشق کے معرکے کو کرتا طے | مین اگر انتخاب ہو جاتا
مین جو کرتا جنون مین بھی کچھ | عشق کا وہ نصاب ہو جاتا

گلبدن وہ تھے اور مین شمشاد
کیون نہ مین باریاب ہو جاتا

ردیف بای موحدہ

گو ہے زنارِ شعاعی سے برہمن آفتاب | پھر بھی ہے واللہ فیضِ ربِّ ذو المن آفتاب
بندگانِ خاصِ رب سجدے مین جھکنے کے نہین | ایک کیا نکلین اگر دن بھر مین باون آفتاب
بدر سے ہے حسن جمالی کا اگر عکس صبیح | پرتو نورِ جلالی کا ہے خرمن آفتاب

کیون نہو اسکی طرف اہل بصیرت کی نظر
نوعروسِ صنعِ خالق کاہے جوبن آفتاب

گاہ بنجاتا ہے مشعل طالبِ حق کے لیے
گاہ ہوجاتا ہی اوسکی رہ مین رہزن آفتاب

تیرے طالب نے جو صحرای طلب مین جان دی
گنبدِ زر بنگیا بالاے مدفن آفتاب

قوتِ تحلیل و تکثیف اسکے دستِ خاص مین
قہر ہے رکھے اگر عالم سے ان بن آفتاب

صنعتون سے ڈالدی علمِ طبیعی کی بنا
بے سروپا رہکے بھی کتنا ہے پُرفن آفتاب

علتِ رنگینیِ مصنوعِ ماہِ دلفروز
صنعِ خالق کے لیے برہانِ روشن آفتاب

ذرہ ذرہ مین دیکھون کسطرح قدرت کے کھیل
نور سے بھرتا ہے ہر ذرے کا دامن آفتاب

دانۂ تسبیح بنکر ہوتے ہین انجم عیان
گوشۂ مغرب مین جب چھپتا ہے سُمرن آفتاب

کیون نہون اشیای رنگارنگ ہر دم جلوہ گر
صرفِ ترکیبِ عناصر ہے ہمہ تن آفتاب

ملگئی اضداد مین حسنِ تناسب کی جھلک
علتِ بادِ سموم و ابرِ بہمن آفتاب

گوشۂ مغرب مین چھپکر دوربینِ ماہ سے
دیکھتا ہے رات بھر تارون کا جوبن آفتاب

اپنے ہر ہر کام مین محتاج رہتا ہر بشر
دھاتون مین پیدا نکردیتا جو آہن آفتاب

ہے نقاب بے حجابی ورنہ ہوجاتا ابھی
ہر نگہ مین شعلۂ وادیِ ایمن آفتاب

گلفشانی پر جو آجاتا ہے ہنگامِ بہار
پھولون سے صحرا کو کردیتا ہی گلشن آفتاب

اسلیے رکھتا ہے کرنون کے کرورون بیلچے
کانون مین کرتا ہے صنعت کرکے روزن آفتاب

کرتے ہین ناتجربہ کار اسکے آپسمین گلے
دق نہین کرتا کسیکو ہوکے بدظن آفتاب

ٹھیک ہر سیارے مین رکھتا ہے اپنا انتظام
کام سے کرتا نہین فریاد و شیون آفتاب
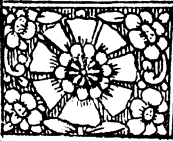
اصلِ الفت ہے کشش اوسپر ہے جب اسکا مدار
عاشقون کا کیون ہوا ای شمشاد دشمن آفتاب
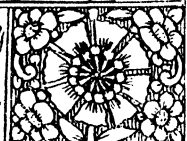
مصروفِ زیب وزین ہمہ تن ہے آفتاب
بیشک عروسِ دہر کا جوبن ہے آفتاب

کیون زخمِ سینہ چاک گریبان صبح ہے
یہ ہے جگر مین داغ کہ روشن ہے آفتاب

ای شوخ ڈانک کی نہین ملتی مجھے شبیہ
تک زیور و نمین بدر ہین کندن ہے آفتاب

سیارے اسکے زور مین کرتے ہین گردشین
اپنے نظام کے لیے انجن ہے آفتاب

افراطِ نور سے نہین جمتی ذرا نظر
بیشک ضیا ی شعلہ اہین ہے آفتاب

زلفون نے رخ پہ اوڑکے گہن بھی دکھا دیا
بیشک کسیکا چہرۂ روشن ہے آفتاب

ابرِ محیط کیون نکھون مین نقاب کو
چہرہ ترا جو ای بت پر فن ہے آفتاب

اب بھی جگر کے داغ سے چاہون تو پھونکدون
ناحق شرر فشان سرِ مدفن ہے آفتاب

کنٹھا قبا ی یار کا ہے ماہِ نو اگر
زرین ترنجِ گوشۂ دامن ہے آفتاب

ممکن نہین جما کے نظر دیکھلے کوئی
قصرِ بلندِ یار کا روزن ہے آفتاب

پُر نور کیون نہ میری لحد ہو بسان روز
داغِ محبتِ دل روشن ہے آفتاب

تارون بھری نہین ہے فلک پر یہ کہکشان
جپتا کسیکے نام کی سمرن ہے آفتاب

کرتا نہین کبھی کسی منزل مین یہ قیام
گویا تمام خلق سے بدظن ہے آفتاب

ہر جزو و گل کی صنع مین ہے اسکو دخلِ تام
صناعِ زمانہ کا مخزن ہے آفتاب

اک بت کو پوجتا ہون مین کس آن بان سے
مہتاب آسنی تو سنگھاسن ہے آفتاب

خورشید زار کیون نکھون اپنے سینے کو
ہر داغ روشنی مین ہمہ تن ہے آفتاب

جھائین پڑیگی گال پر اوٹھ جاؤ دھوپ سے
جانی صبیح رنگ کا دشمن ہے آفتاب

ای بت تجھے جو سجدہ کرے کیا بعید ہے
زنار ہے شعاع برہمن ہے آفتاب

تلوون سے اوسکے بدر کرے کیا برابری
جسکی شبیہ کا رخ روشن ہے آفتاب

ایسی تمام دہا تو نکی کرتا ہے کاٹ پیٹ
گویا فقط مربیّ آہن ہے آفتاب

چہرے سے تا بہ زلف نہ پہونچی کبھی نظر
نورِ نگاہ کے لیے رہزن ہے آفتاب

رفتار مین ذرا نہین کرتا کبھی خلاف
ہر چند بے لگام کا توسن ہے آفتاب

مداح دل سے کیون نہو شمشاد تر زبان
مشاطۂ عرائسِ گلشن ہے آفتاب

ردیف بای فارسی

اوس کے رخ روشن سے جو ہمدوش ہوئی دھوپ
چھپی ہی نہین چھپ کے روپوش ہوئی دھوپ

افلاک سے بیتاب سر خاک گری ہے
کسکے رُخ پُرنور سے بیہوش ہوئی دھوپ

بے پردہ جو تیرا رُخِ روشن نظر آیا
خورشید قیامت کی فراموش ہوئی دھوپ

وحشت مین جو کانٹون نے مرے تلوون کو چھیدا
چھینٹے وہ اوڑے خون کے گلپوش ہوئی دھوپ

خورشید قیامت سے بڑہے کان کے موتی
جسوقت ہم آغوشِ بناگوش ہوئی دھوپ

پہونچی رخِ روشن کی چمک چرخ بریں پر
لو ساغر خورشید کا سرپوش ہوئی دھوپ

اک رنگ مین رہتی نہین ای ابر بہاری
ہم طرز خیالِ بتِ می نوش ہوئی دھوپ

ایام خزان مین نہین یہ ابر کے ٹکّے
غم مین گل و سنبل کے سیہ پوش ہوئی دھوپ

بھلا نہ سکی مجھکو ذرا نزہت جنت
اوس کوچے کی مجھکو نہ فراموش ہوئی دھوپ

کب مہر کی خورشید سے کی ملنے تمنا
کیون درپئے آزار بصد جوش ہوئی دھوپ

چھٹ کر گئی میری شبِ فرقت کو دمِ صبح
اک میرے لیے آج بلا نوش ہوئی دھوپ

رہ رہ کے جو ہو جاتی ہے برسات مین یکم
عشاق کی گویا خرد و ہوش ہوئی دھوپ

کسطرح نہ اب لوٹے ترے پاؤن کے نیچے
ای مست تری آنکھون سے مدہوش ہوئی دھوپ

وحشت مین سوے دشتِ مصیبت جو مین نکلا
لینے کو مرے دوڑکے آغوش ہوئی دھوپ

بکھرے ہوئے وہ بال تھے ابرِ کرم تھا
چمکا جو وہ رخ اور جفا کوش ہوئی دھوپ

پیوند شبِ غم نہو یہ روزِ الم بھی
کیون شمع صفت صبح سے خاموش ہوئی دھوپ

بالون سے جو کانون کے چمکنے لگے بُندے
خلوت مین بھی اوس شوخ کے تادوش ہوئی دھوپ

سوزِ تپِ غم نے ترے وحشی کو کیا راکھ
رہ رہ کے جلانے سے سبکدوش ہوئی دھوپ

خورشید تمھین دیکھ کے رفتار یہ بھولا
دن بھر مین فقط فرق سے تا دوش ہوئی دھوپ

سورج کی کرن اوس مین ٹکی دیکھکے ای شوخ
سو دل سے فدای سرِ پاپوش ہوئی دھوپ

شمشاد کے ہمراہ ہے گلگشت مین اک گل
بیجا نہین گلشن سے جو روپوش ہوئی دھوپ

ردیف تای مثناۃ فوقانیہ

نظر مین پھرتی ہے اب تک وہ خواب کی صورت
غضب تھی ہاے کسیکے شباب کی صورت

جو دیکھنا ہو کھُلی انقلاب کی صورت
تو اسکا آئنہ ہے شیخ و شباب کی صورت

یہ دیکھیے کہ ہوئی دید آپ مانع دید
نگاہین ہو گئین حائل نقاب کی صورت

مجھے یہ فکر کرون لاجواب اونکو یہ دھن
سوال ہی سے نکالون جواب کی صورت

مین سمجھون شیخ کو اوسوقت تارکِ مئے ناب
کہ خلد مین بھی نہ دیکھے شراب کی صورت

بجای سیخ ہے عشق درازیِ مژگان
دلِ برشتۂ غم ہے کباب کی صورت

نہین ہے جوہرِ ذاتی تو کیا بجھائیگی پیاس
ہزار آب نما ہو سراب کی صورت

جو ولولے تھے لڑکپن کے یا جوانی کے
نہ پھر ملے کبھی جا کر شباب کی صورت

تری کمر سے وہ پیٹی ہے اور مین محروم
مجھے تو زہر ہی لگتی ہے ڈاب کی صورت

دہل رہے ہو دلِ مضطرب کی دہڑکن سے
چھپائے چھپتی ہے کب اضطراب کی صورت

ہمارے بھیس مین گلیون کی خاک اڑانے لگے
نکالی یارون نے یہ سدِّ باب کی صورت

قمر ہزار طرح ابر مین کرے گھونگھٹ
کہان نصیب تمہارے حجاب کی صورت

ہوا جو حد سے سوا عفوِ جرم پر اصرار
کسیکے رحم نے پکڑی عتاب کی صورت

عدو کے پاس سے آتے ہو بال بکھرے ہین
کھلی ہوئی ہے مرے پیچ و تاب کی صورت

اوتر گیا جو جوانی کا موج زن دریا
ڈہلے اک آن مین جوبن حباب کی صورت

اگر نہین سر دفتر فرد گذاشت کی مد
تو صاف پیش نظر ہے حساب کی صورت

جو میری آنکھون نے دریا بہائے رو رو کر
حباب اوبھرے ہین چشم پر آب کی صورت

ملا جو حکم مجھے شرح حال کا اک دن
تو ایک جملے نے پکڑی کتاب کی صورت

وہ ہوتے جاتے ہین عشاق سے ذرا بدظن
نکلتی آتی ہے اب انتخاب کی صورت

کسی کے ساتھ پیا تھا جو بادۂ گلرنگ
ہمارے اشک مین ہے خون ناب کی صورت

ملین جو خواب مین وہ شہسوارِ حسن کے پاؤن
ہزار بار مین چومون رکاب کی صورت

تمہارے گالونکی پرچھائین تک نہین اسمین
ہزار مرتبہ دیکھی گلاب کی صورت

کمال آ نہین سکتا کبھی تصنع سے
شباب پر نہین آتی خضاب کی صورت

لیا ہے مصحفِ رخسار یار کا بوسہ
نکالی ڈھونڈھ کے مینے ثواب کی صورت

عدو نے بات جو کی مجھسے شیطنت کی شروع
تو مین بھی ٹوٹ پڑا پھر شہاب کی صورت

ستم ہے پوچھے جو شمشاد سے وہ غنچہ دہن
یہ کسکے عشق نے تیری خراب کی صورت

ردیف ثاء مثلثہ

ہون سخت تلخکام مجھے ہوش ہے عبث
لذات بیخودی کا یہ سرپوش ہے عبث

خون آپ ہی کیا ہے مرے روز عیش کا
شام شب فراق سیہ پوش ہے عبث

آنسو کے گوہرونکی رسائی وہان کہان
اے دل تجھے خیال بناگوش ہے عبث

ہردم مرے خیال مین ہے میرے سامنے
وہ پردہ پوش آنکھونسے روپوش ہے عبث

مین آتش فراق کے حصہ مین آچکا
مجھپر کشادہ گور کی آغوش ہے عبث

مجکو تو دو قدم نہین گلگشت کی مجال
اے سرو قد یار سے ہمدوش ہے عبث

لیتا ہے بیخودی مین ترنگین نئی نئی
کب بادہ خوار آبکا مے نوش ہے عبث

میری نگاہ لڑنے سے باز آتی ہی نہین
گھونگھٹ سے روی یار زرہ پوش ہے عبث

اتنے ستم ہوے وہ ستم ہی نہین رہے
اب میرے حق مین کوئی جفاکوش ہے عبث

ایسی سفارشونسے مجھے قتل ہے پسند
بینی غیر بر سراپا پوشش ہے عبث

ہمکو روٹھا کے کوئی منالے یہ ہے محال
کوشان خیال یار بصد جوش ہے عبث

مین چور ہو رہا ہون اسی کے خمار مین
تو نشۂ شباب مین مدہوش ہے عبث

میری نگاہ لڑنے مین جب چوکتی نہین
زیر نقاب چہرہ زرہ پوش ہے عبث

ہنگام بیخودی یہی کہتا ہے مجھسے شوق
منہ مین زبان رکھکے تو خاموش ہے عبث

ناصح کی آنکھو نمین یہ کھٹکتا ہے مثل خار
دل داغہاے عشق سے گلپوش ہے عبث

پھینکین گے قعر گور مین لیجا کے سب ابھی
دم بھر کو میری نعش سر دوش ہے عبث

آنکھین لڑانے پر نہین ہوتا کبھی قوی
زلفونسے روے یار زرہ پوش ہے عبث

چھیڑیگی میری یاد وفا اوسکو عمر بھر
میرے خیال سے وہ سبکدوش ہے عبث

بے اوسکے لطف کچھ نہین اے سرو باغ حسن
شمشاد سیر گل مین فراموش ہے عبث

ردیف جیم تازی

جز وصل کچھ نہین مرض عشق کا علاج
جو یہ کہے جنون کا اوسکے ہے کیا علاج

جسپر جنون عشق کا جن ہو چڑھا ہوا
اوسکے لیئے فضول دوا و دعا علاج

جبتک نہ آئے آپ وہ مین بھی کھنچا رہا
ہر بار روٹھنے کا یہی خوب تھا علاج

پھڑکاؤن وصل یار سے مین کیون جنون عشق
جس سے مرض سوا ہو وہ کس کام کا علاج

عیسی نفس اجل بھی ہے اسکا ملا ثبوت
بیمار دل کا جیسے مرے سر پڑا علاج

کھلتے ہین پھول باغ مین باد نسیم سے
میری اداسیون کا ہے تیری ادا علاج

روکے گئے وہ حیلون سے مین قند بند سے
دونون کے ربط ضبط کا ٹھرا جدا علاج

کہتا ہے ہر طبیب مری شکل دیکھکر
دیوانۂ ادا کا نہین جز قضا علاج

انسان ہر کمال کو سمجھے رہے زوال
بہتر نہین غرور کا اسکے سوا علاج

جتنا بخار تھا مرے دل مین نکل گیا
جھڑکا گیا رقیب مرا ہو گیا علاج

کبتک منا منا کے بڑہاتا رہون مرض
ہر دم کے روٹھنے کا ہے اب دوسرا علاج

عاشق سے کسطرح کہون پرہیز اس سے کر
معشوق کا ہے وصل مرض سے بھرا علاج

تم سر چڑہاؤ لاکھ مگر میرے ہاتھ سے
بدگوئی رقیب کا ہوگی سزا علاج

اونکے ستم پر اے دل نادان تو کر کرم
میرے خیال مین نہین اسکا گلا علاج

غیرونکی روک ٹوک جو ہے اے مسیح دم
تیرے مریض غم کا ہے بگڑا ہوا علاج

میرے مرض سے ہے تری تشخیص ہی خلاف
اے چارہ گر محال ہے تجھسے مرا علاج

جو حق شناسِ خدمتِ خدام ہی نہین — اوسکی جفا کا ہو نہین سکتا وفا علاج
ناحق شراب چھوڑکے مین بنگیا مریض — میری خودی کا ہائے تھا یہ بُرا علاج

ہے اوسکو ہر حسین سے اخلاص کا مرض
اے گلعذار کردے تو شمشاد کا علاج

ردیف جیم فارسی

جو تو اپنا خیال این و آن ہیچ — نگاہون مین زمین و آسمان ہیچ
رہے تو دل مین شکل کنز مخفی — سوا اسکے ہراک راز نہان ہیچ
اگر ہوتا نہین تجھپر نچھاور — تو ہے نقد دل و ایمان و جان ہیچ
مصیبت عشق مین ہے عین راحت — نہین الفت مین درد جانستان ہیچ
پئے جاہل لباس فاخرہ کیا — نہین پونجی تو تزئین دکان ہیچ
تمھین جب میری آسائش سے نفرت — تو میرے حق مین اسباب جہان ہیچ
اجل سرپر ہے اپنے کچھ کرو فکر — پئے اغیار رنج بیکران ہیچ
فنا جب عشق مین عینِ بقا ہے — تو اوسکے عاشقون کو خوف جان ہیچ
اندھیری گور مین سونا ہے آخر — چراغون سے ہے تزئین مکان ہیچ
کیا جب مینے سربازی کا دعویٰ — تو مجکو خوف تیغ امتحان ہیچ
سر مقتل کرونگا نذر قاتل — گیا دل ہاتھ سے تو خوف جان ہیچ
نہ ین جاؤن اگر تصویر بے حس — تو میرے حق مین ہے عشق بتان ہیچ
فریبون سے کماتے ہین جو دنیا — یہان اونکے لیے عشرت وہان ہیچ
رسائی اوسکے کانون تک نہین جب — تو ان آہون کی سیر لامکان ہیچ

ارادت رکھون شیخ شہر سے کیا
عیان زہد و ورع لیکن نہان ہیچ

جو کرنا ہے اوسے کر کے دکھا دین
زبانی یارون کا شور و فغان ہیچ

سمجھ اتنی تو حاصل کر خدارا
کہان سب کچھ ہے تو اے دل کہان ہیچ

نہین ہے جستجو سے یار دل مین
تو تیری دوڑ اے عمر روان ہیچ

یہ سب دھوکا ہے کر و فرّ دنیا
وہی سب کچھ جو پنہان ہے عیان ہیچ

برنگ قالب بیجان ہے بیکار
نہین مضمون تو حسن بیان ہیچ

جو ہو امید رہبر سوے مقصود
ہجوم یاس کا سب کاروان ہیچ

تعلق رکھون کیون شادیؔ و غم سے
جو فانی ہے تو ہر سود و زیان ہیچ

سنی میری کہانی ہنس کے بولے
تمھاری ساری فرضی داستان ہیچ

نہین اون سے جو روشن نام اپنا
تو گھر مین کوئی شمع دودمان ہیچ

نہ چھیدین دلکو جو ابرو و مژگان
تو ہین اے ترک یہ تیر و کمان ہیچ

نہ تہذیب کے لیے علم و ہنر کیا
جبان کے ہاتھ مین تیغ و سنان ہیچ
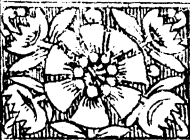
نہین ہے کوئی گل شمشاد اسکا
تو بلبل کو ہے اب خوف خزان ہیچ

ردیف حای حطی

کاٹتی ہے وصل کی شب کا گلا شمشیر صبح
کیون نہ خون آرزو ہو روز دامنگیر صبح

قلب عارف کی ضیا ہے غیرت تنویر صبح
ظلمت شبہاے تار اوسکے لیے تحریر صبح

کھل گئی شبہاے غم مین علت تاخیر صبح
نتیجۂ تقدیر بد ہوتا ہے دامنگیر صبح

موتِ اصغر سے چھڑاتا ہے دمِ تنویرِ صبح
اے سحرخیز و بجا کرتے ہو تم توقیرِ صبح

صفحۂ گردون کو مینے دیکھ ڈالا حرف حرف
وصفِ روئے یار مین کافی نہین تحریرِ صبح

جیبِ شبیہِ یار کی اوسمین نہ پائی آب و تاب
دستِ قدرت نے مٹا دی کھینچکر تصویرِ صبح

دلکی کلیان کھلتی ہین ہوتی ہے فرحت قلب کو
تیری صحبت مین ہے اے خورشید رو تاثیرِ صبح

بھاگتی کیونکر قیامت تیری قامت دیکھکر
پنجۂ خورشیدِ محشر تھا گریبان گیرِ صبح

تڑکے تڑکے روز دامان و گریبان کرکے چاک
تیرے دیوانے دکھایا کرتے ہین تصویرِ صبح

صبح ہوتے ہی جو وہ آرامِ جان رخصت ہوا
ہر کرن خورشید کی میرے لیے تھی تیرِ صبح

اسجگہ شب باش ہونے مین ہے کیون انکار صاف
شام ہوتے ہی بھلا دی آپ نے تقریرِ صبح

قطرہای اشکِ انجم پونچھتی ہے روز روز
جیب و دامن چاک کرکے ہائے ری تقدیرِ صبح

رات بھر زندانِ ظلمت مین کڑی جھیلی تو کیا
روز تڑکے تڑکے مجھپر کھنچتی ہے شمشیرِ صبح

کردیا چھلنی موذن نے دمِ صبحِ وصال
کم نتھی تیر و سنان سے بہرِ دل تکبیرِ صبح

کب شفق پھولی ہوئی ہے آج بالائے افق
تر ہے میرے خون سے یہ دامنِ شمشیرِ صبح

بند جب باب اجابت کر لیا تاثیر نے
خوب آہون نے ہلائی زور سے زنجیرِ صبح

دیکھتا ہون راتدن پروانہ و سرخاب کو
یہ جو دامنگیرِ شب ہے وہ گریبان گیرِ صبح

منقطع تھی رات کو بھی جنکے آنے کی امید
اونکو لائی شام ہی سے آہِ پرتاثیرِ صبح

جبکہ آنکھون سے نہان ہے آفتابِ روئے یار
ہجر کی شب ہو نہین سکتی ذرا تدبیرِ صبح

تیری بالون کی سیاہی ظلمتِ شب بھلے تار
برق تیرے چہرے کی تنویرِ عالمگیرِ صبح

کاش اوس روئے منور بین رکھون دسترس
پنجۂ خورشید مین ہے جسطرح تسخیرِ صبح

ہوگیا جسمین ترا دیدار اے خورشید رو
شام کون اوسکو کہیگا صاف ہی تصویرِ صبح

کیون نہ اے شمشاد اسکی دھوم ہو آفاق مین
ہے غزل مین صاف آب و تابِ عالمگیر صبح

یہ کسکی تیغِ ادا ابھر گئی نظر کی طرح
ہزارون زخم مرے دلمین ہین جگر کی طرح

برس پڑین مری آنکھین تو کیا تھمین آنسو
نہین ہین دیدۂ گریان کچھ ابر تر کی طرح

جو میرے یار کو دیکھا تو حورین کہنے لگین
ہمین بھی کاش ملے حسن اس بشر کی طرح

ہین کیا بتاؤن تپش اپنے روزِ ہجران کی
شبِ فراق تھی گرمی کی دوپہر کی طرح

جو ہجر مین کبھی پائے ہین شیشہ و ساغر
تو پاش پاش کیے ہین دل و جگر کی طرح

تمھاری چاند سے تشبیہ ہو نہین سکتی
تمھارے گالون مین جھائین کہان قمر کی طرح

یہ کھکے قیس مرے غمکدے سے لوٹ گیا
کہان سے لاؤن جگر آپ سے نذر کی طرح

تلاش یہ ہے اسے جستجو کھین تو بجا
ہماری آہ بھی گم ہو گئی اثر کی طرح

کیے جو تیغ کے مانند وار ابرو نے
تو دل نے روک لیے صاف سپر کی طرح

ہمارے خط و کتابت کی ہو گئی شہرت
جواب لیکے کبوتر اوڑا خبر کی طرح

جو رکھتے ہین مرے مانند عشق کا سودا
وہ اپنے سر ہی کو کھوتے ہین دردِ سر کی طرح

وہ ہمسے روٹھے ہوئی برخلاف ساری خلق
کوئی نظر نہین آتی ہے اب گزر کی طرح

جو رات بھر مرے پہلو مین ایکساہ رہا
عدو کا چاک گریبان ہے سحر کی طرح

پھرے زمانہ تو اسکی نہین ہمین پروا
پھرے نہ ہمسے مقدر تری نظر کی طرح

وہ دلفریب جو دیگا جوابِ خط بھی کبھی
کرینگے ٹکٹ کبوتر بھی نامہ بر کی طرح

حروف بھی ہوئے مضمون کیطرح مفقود
دہان کے وصف لکھے مین نے جب کمر کی طرح

نہ اکڑو سرو کے مانند باغِ دنیا مین
سبھون سے جھک کے ملو بارور شجر کی طرح

عجیب دور ہے فاضل بھی اسن مانے کے
ذلیل و خوار ہین انسان بے ہنر کی طرح

جیسے بتاتے تھے نوخیز سروِ قدِ شمشاد
نظر پڑا وہ مجھے نخلِ بارور کی طرح

ردیف خای معجمہ

نوخیز سروقد ہین چنارِ کہن کی شاخ
تم نخلِ انبساط مین سوز و محن کی شاخ

اون دانتون کی مثال نہو گی کبھی درست
ہم موتیون مین لاکھ لگائین عدن کی شاخ

موزون ترا ونسے اب چمنِ حسن مین نہین
جوبن ہین نارون تو وہ ہین نارون کی شاخ

سوزِ غمِ فراق کے پرتو ہین سب عذاب
دوزخ ہے میرے گوشۂ بیت الحزن کی شاخ

بے بہرہ پھول پھل سے نہالِ ستم رہے
کوپل سے بے نصیب ہی کرگدن کی شاخ

خارِ الم کیطرح کھٹکتی ہے رات دن
دل کے چمن مین سوکھکے حبّ الوطن کی شاخ

ممکن نہین کھبے مری آنکھو نمین ہر حسین
میری پسند مین ہے لگی بانکپن کی شاخ

دل کا لگاؤ اصل ہے ان سب فروع کی
کاہش بدن کی ہے غم و رنج و محن کی شاخ

کیونکر نہ بات بات مین لچکے وہ سانس سے
گردن ہے اوس حسین کی سیبِ ذقن کی شاخ

کلیان ہین عشق پیچے کی عاشق کی اونگلیان
کیونکر کلائیان نہون نازکبدن کی شاخ

عاشق ہون لے بروونکا تو ہر روز خواب مین
میرے جگر سے کرتی ہے چوٹین ہرن کی شاخ

کرتے لگا نزاکتِ جانان جو مین رقم
چھوٹی مرے قلم سے یکایک سمن کی شاخ

اعضا شکن اگر ہو ضعیفی تو کیا عجب
پھٹ پڑتی ہے خزان مین درخت کہن کی شاخ

مانا کہ تم ہو پھول گلستانِ حسن کے
یہ تحفہ دل کے داغون کا ہے کس چمن کی شاخ

کیا فرق دست و پا کی نزاکت مین مین کرون
نسرین کی ایک شاخ تو اک نسترن کی شاخ

عشاق و بوالہوس مین اونھین کیا تمیز ہو
اب ہر کمال مین ہے لگی مکر و فن کی شاخ

تیشہ نہ کاٹتا کبھی نخلِ حیات کو
کچھ بڑھ چلی تھی آرزوی کوہکن کی شاخ

یون ہے بلند جای رقیبِ سیاہ رو
جسطرح آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ

دم لینے کو جو ٹھہرے مرا طائرِ خیال
ہو آشیانہ گاہِ سپہرِ کہن کی شاخ

مجنون قیس کا نہین بیجا ہوا لقب
کہتے ہین جسکو عشق ہے دیوانہ پن کی شاخ

جیسا لچک لچک کے وہ ناچا ہے بزم مین
اس شان سے چمن مین نہ جھومی سمن کی شاخ

ایسے کھلے ہین داغ گلستانِ سینہ مین
ہر شاخ ہر درخت کی ہے لاکھ من کی شاخ

اوسکی کلائیون مین جو دیکھی بہارِ حسن
صدقے ہوئی نثار ہوئی یاسمن کی شاخ

آزاد بعدِ مرگ ہے جو ذی حیات ہے
انسان ہی کے ساتھ ہے گور و کفن کی شاخ

کہتے ہین تیرے کشتۂ تیغِ جفا و جور
ہے جنگِ کربلا بھی ہمارے ہی رن کی شاخ

شمشاد لکھ رہا ہون مین کس گلبدن کے وصف
پھولے پھلے گی آج نہالِ سخن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

اے جان تو پسند تری ہر ادا پسند
مجکو تو کوئی بات نہین تیری ناپسند

کوئی وفا پسند ہے کوئی جفا پسند
اپنے حبیب کی ہے مجھے ہر ادا پسند

مجکو پسند ہے تو ترا مبتلا پسند
کوئی برا پسند نہ مجکو بھلا پسند

رنج و الم فریفتہ مجپر ضرور ہین
اسکی خبر نہین کہ اونھین ہین ہون کیا پسند

کیونکر مصیبتونکو کرون اونسے کھلکے عرض
مجکو ذرا نہین ہے کسیکا گلا پسند

ناصح تمھارے ذکر سے کرتا ہے مجھکو محو
اوسکی نصیحتین نہین مجکو ذرا پسند

جسکی تلاش ہو وہ اسی مین ہے جلوہ گر
مجھکو تو کوئی شے نہین دل کے سوا پسند

اپنے کرشمون اپنی اداؤن کو دیکھکر
میرا کلام اونکو ہوا جا بجا پسند

دنیا ہزار رنگ مین ہو جلوہ گر تو کیا
مجھکو کسیطرح نہین یہ بہروپ اپسند

بے گڑگڑائے کام نکلتا نہین کوئی
اوس بے نیاز کو ہے مری التجا پسند

جو اپنے عیش مین خوش ہون چھوڑے رہین
مجکو تو بات بات مین ہے تہا پسند

پژمردہ غنچہ سے بھی مرا دل فسردہ تھا
بارے خدا کا شکر اونہین ہوگیا پسند

بن بنکے اپنے جلوے دکھاتے رہے حسین
یک بین نگاہ مین نہوا دوسرا پسند

تجلی ہماری بھی نہین رہتی کبھی زبان
کیونکر نہ ہمکو دل سے ہو وہ چابلا پسند

لاکھون حسین اونمین کیا تمکو انتخاب
آنکھون کو تھی نظر مین جو اپنی تنا پسند

سارے شب وصال نہ جھگڑے مین کیون کٹے
شوخی مجھے پسند ہے اونکو حیا پسند

اوس گل کی آنکھ مین جنچے شمشاد کسطرح
وہ خود فروش اوسکو ہو کیا خودنما پسند

ایضاً

میری تمیز سب سے نرالی جدا پسند
جو ہو پسند غیر مجھے ہے وہ ناپسند

رندی ہی دل نشین ہے نہ تقوی ذرا پسند
ہر حال مین مجھے ہے رضائے خدا پسند

اب کون مجھکو بھائے مجھے آئے کیا پسند
آنکھون مین کھپ گیا ہے نگار خدا پسند

میری نیاز و عجز بھی غیرون کی کبر و ناز
کھلتا نہین کہ انمین اونھین کیا ہوا پسند

مقتل مین انتخاب کیا مجھکو بہر قتل
جا نیاز عاشقونمین اونھین مین ہی تھا پسند

ہادیِ منزل اور سراپا سکوت ہے
مجھکو تو رہنماؤن مین ہے نقش پا پسند

ممکن نہین کبھی مری جرأت کا انسداد
اونکو پسند جرم مجھے ہے سزا پسند

عجز و نیاز و صبر کے سرمایہ دار ہین
دیکھین ہمارے یار کو انمین ہے کیا پسند

مقتل سے ہاتھ رنگ کے وہ گل جو آئے گا
اوسدن سے تو نہو گی کبھی اے حنا پسند

جاندادۂ حیات تو لاکھون ہین مثل خضر
اک مین ہون جسکو دسے ہے اپنی قضا پسند

گلگشت مین جو ساتھ نتھا وہ گلِ مراد
اٹکھیلیان تری نہوئین اے صبا پسند

دلکش ہر ایک عضو ہے ہر بات دلفریب
مین کیا بتاؤن مجھکو ہوا تجھ مین کیا پسند

تیرے فریب سے نہین ممکن مجھے نجات
مین راستی پسند ہون تو ہے دغا پسند

اوسکی رضا مین ہینے ذرا سرکشی نکی
جسنے مرا کبھی نہ کیا مدعا پسند

دام بلا مین پھنسنے کی تاریخ ہے یہی
جسدن سے کی حضور کی زلف رسا پسند

کہہ دو اجل سے آکے کرے دوسرا علاج
کرتا نہین مریض تمھارا دوا پسند

اے گل تو میرے عشق کو راز نہان سمجھ
شمشاد ہون مگر نہین نشو و نما پسند

ردیف ذال معجمہ

ہر چند صبر تلخ ہے لیکن ثمر لذیذ
صدقے مین اس خیال کے ہے کسقدر لذیذ

اے شوخ چشم تو ہے مجھے فتنہ گر لذیذ
جسطرح تلخ کار بھی اپنی نظر لذیذ

ہر دم کی طعن و طنز سے مین تلخکام ہون
ای تلخ گو خدا کے لیے بات کر لذیذ

شیرینی کلام سے چسپان ہین لب بلب
ہر حرف تیرے جملے کا ہے کسقدر لذیذ

رطب اللسان ہو یار جو سامان وصل مین
ہو جائے دم کے دم مین مرا گھر کا گھر لذیذ

آنکھین لڑا کے غیر سے کیون بے مزہ کیا
میرے لیے تو تھی تری نیچی نظر لذیذ

بوسون کی اون لبونسے مین رکھتا ہون آرزو
جنکے کلام سے نہین شہد و شکر لذیذ

اب کیون تو بات بات مین رکتا ہے بیمزا
پہلے ترا کلام تو تھا بیشتر لذیذ

اونکے ستم کرم کی خبر دیتے ہین مجھے
امید نوش مین ہین یہ سب نیشتر لذیذ

مجکو تو ہے فقط ترے دیدار کا مزا
جنت طلب جو ہین اونہین شیر و شکر لذیذ

ہے ہے یہ کیا سنائی ہے اے نامہ بر خبر
مجھکو تھی اس خبر سے امید خجر لذیذ

کیا پوچھتا ہے یار شب وصل کا مزا
تیرے وصال سے ہین مری بام و در لذیذ

ہنگام وصل اوسنے کہا ہنسکے ناز سے
بیشک تری دعاؤن کا پایا اثر لذیذ

چارون طرف سے اب ہین وہی پر بسونکے دانت
سیب ذقن ترا ہے جو ای سیمبر لذیذ

میری طرف بھی تاک دو ہون سخت تلخکام
دیکھون کہ کسقدر ہے تمھاری نظر لذیذ

بے خواب و خور پڑا ہون مری زندگی ہے تلخ
قاصد سنا دے آکے کسیکی خبر لذیذ

چکھین گے بوسۂ لب جانان کا ذائقہ
انداز و ناز اونکے ہوے بیشتر لذیذ

ہین زہر نعمتین بھی شکستہ پری کے بعد
کیا شک کہ عندلیب کو ہین بال و پر لذیذ

بھر دے تو اپنی نغمون سے اے گلبدن مزا
شمشاد کا کلام نہین ہے اگر لذیذ

ردیف رای مہملہ

تصدق اپنے اس سوز نہان پر
اثر جسکا ہے مغز استخوان پر

جھکی جاتی ہین آنکھین شرم سی کیون
وہ کیا پہونچے مرے راز نہان پر

اثر نے آکے اوس کے پاؤن چومے
گئی جب آہ میری لامکان پر

تڑپتا دیکھکر کترا اکے نکلا
نہ آیا رحم اوسے مجھ نیمجان پر

حسینون سے وفاداری کی امید
گمانِ موج ہے ریگِ روان پر

نہین فرقت ہے اوس کے وصل کے بعد
خزان آئی بہارِ جاودان پر

سوالِ وصل پر اقرار و انکار
گران ہے اوس مرے معجز بیان پر

ملا کیا اوسکو جز یک مشتِ خاشاک
ہنسی آتی ہے برقِ آشیان پر

نحیف ایسا ہون اے رشکِ لیلی
حسد ہے قیس کو مجھ ناتوان پر

ہوئے عاشق تو اب سمجھے بُری تھی
ہنسی اورونکی فریاد و فغان پر

سیہ ابرو کیے کاجل سے اوسنے
چڑہائی تیغ قاتل نے فسان پر

نچھوڑا ی سوزِ غم تو ایک ریزہ
ہما و سگ نہ جھگڑین استخوان پر

تری الفت نے مارا خوب چھاپا
مرے ہوش و خرد کے کاروان پر

وہ سوزش تھی کہ خورشیدِ درخشان
بنا پھاہا مرے زخمِ نہان پر

ہوئی مقبول میری التجا آج
پسیجا دل مری طرزِ بیان پر

وہ کیا سمجھین کہ کیا قدرت کے ہین کھیل
نظر جنکی ہے دورِ آسمان پر

وہ اپنے سائے سے کرتا ہے وحشت
مین صدقے اوس کے اس وہم و گمان پر

سرِ منبر بھی دوڑاتا ہے واعظ
نظر اک سروِ گلزارِ جنان پر

چلو شمشاد ساتھ اوس گلبدن کے
جو آمادہ ہے سیرِ گلستان پر

بھٹکتا ہر طرف بیکار ہے ایمان پیدا کر
پھر اوس پر فلسفہ کے عجز سے ایقان پیدا کر

نہ طبعیات مین پھنس غور کر علمِ الٰہی مین
دلِ بیجان مین اس غفلت کے پتلے جان پیدا کر

نہین معقول کا ادراک ممکن ہے حواسون سے
صفاتِ خاصہ سے اوسمین اطمینان پیدا کر

قوٰمی کا سلب ہاتھہ مین جو د انشکال مین اونکا
یہ ہے اقرارِ معلولی ایتھر کا ان پیدا کر

جلانا دل کا کچھ اچھا نہین سوزِ وساوس مین
اسے لا خوانِ وحدت پر کوئی مہمان پیدا کر

عمل کی چار دیواری کو تھوڑی اور وسعت دے
شکستِ سدِ ایتھر کیلیے میدان پیدا کر

اصولِ علم کی کر جانچ دینی ہو کہ دنیاوی
تمیزِ حق و باطل کیلیے عنوان پیدا کر

حواس و عقل ناقص پر ہے حصرِ درکِ انسانی
خدادانی کی خواہش ہے تو اوراوسان پیدا کر

کسی نباضِ روحانی سے لیلے عجز کا نسخہ
مرض ہو دل مین نخوت کا تو یہ درمان پیدا کر

جواہر علم کے جتنے رُلین تو رول لے اونکو
پھر اونمین جوہر و تیجبری کی بھی پہچان پیدا کر

رہے محفوظ دائم دہر و نیچر کے وساوس سے
درِ دل پر تو وحدت سے اگر دربان پیدا کر

یہ مانا نغمہ سنجِ حسن و عشق ای دل ہے تو یکتا
سرودِ پند مین بھی کوئی دلکش تان پیدا کر

اگر کچھ لطفِ صحبت زندگی مین چاہیے تجھکو
نجا تو شکل و صورت پر کبھی انسان پیدا کر

نظرِ عبرت سے کر قومون کے اسبابِ تنزل مین
ترقی کیلیے برعکس کچھ سامان پیدا کر

زبانی شور و غوغا سے تو کچھ حاصل نہین ہوتا
اوسے ہمت سے پورا کر جو کچھ ارمان پیدا کر

ترقی علم مین اخلاق مین ہمت مین کوشش مین
اگر دل مین جگہ کرنا ہے کوئی آن پیدا کر

نہین ممکن ترے حکمون سے سرتابی کرے کوئی
دلون مین راست بازی سے تو اپنی مان پیدا کر

کیا ہے تجھکو مردہ تیرے افعالِ رذالت نے
شرافت کا پھر اپنے خون مین دوران پیدا کر

گیا وہ دور جسمین شکل سے کھا جاتے تھے دھوکا
اب اپنی آدمیت پر کوئی تبیان پیدا کر

عداوت عینِ الفت ہو اگر اسکی تمنا ہے
عدو پر اپنے حسنِ خُلق سے احسان پیدا کر

نکاتِ علم و فن پر واقفیت سخت مشکل ہے
مگر شمشاد کی تقلید مین امعان پیدا کر
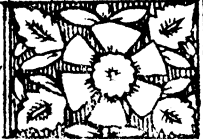
ہے شاد ہمارا دلِ مضطر تہِ خنجر — دیکھیں گے تڑپنے کے وہ جوہر تہِ خنجر

دیکھا رخِ زیبائے ستمگر تہِ خنجر — بر آئی مرادِ دلِ مضطر تہِ خنجر

چت سوتے مین دیکھے مرے جلاد کا ٹیکا — دیکھا تھو جسنے کبھی زیور تہِ خنجر

آئینہ پر ابرو کو ہین اسطرح وہ ٹیکے — جسطرح کہ رکھدے کوئی خنجر تہِ خنجر

پھانسی مری گردن مین اونھین کہان آئی — ہے مانگ سے جن بالون کا گھونگر تہِ خنجر

کشتہ ہون مین ان ابروِ سفاک کا جن سے — ہر دم صفِ مژگان کا ہے لشکر تہِ خنجر

اون آنکھون مین سرمے کے یہ دنبالے نہین ہین — دو مست لیے بیٹھے ہین ہنر تہِ خنجر

مقتل سے ذرا ہٹتے نہین عاشق ابرو — سر رکھتے ہین بڑھ بڑھکے برابر تہِ خنجر

گردش مین نہین رہتی ہین اس شوخ کی آنکھین — دو مست کیا کرتے ہین چکر تہِ خنجر

اب جو نکروگے کبھی تم الفتِ ابرو — کہتے ہین بٹھے ناز سے لاکر تہِ خنجر

اون چاند سے گالون کو دمِ قتل بھی دیکھا — چمکا یہ مرے بخت کا اختر تہِ خنجر

ایسی رہی صرفِ ادبِ دامنِ قاتل — گردن نہوئی خون کا مصدر تہِ خنجر

کب تک سہون ابروے ستمگر کا تقاضا — مقتل مین گلا رکھدون مین بڑھکر تہِ خنجر

کیون ٹکٹکی باندھے نہ رہین عاشق ابرو — جھپکاتے نہین آنکھ دلاور تہِ خنجر

دکھلائی مجھے آئینہ سان صورتِ قاتل — کیونکر نہ دمِ قتل ہون ششدر تہِ خنجر

یہ قوسِ قزح کب ہے سرِ چرخ نمایان — گردش سے ہین افلاک کے محور تہِ خنجر

ہے الفتِ ابرو تو کبھی آنکھ نہ جھپکے — کھینچے جو وہ رشکِ بتِ آذر تہِ خنجر

آئینہ سے کہتا ہے بھوین تانکے وہ شوخ — یارب پسِ مردن ہو سکندر تہِ خنجر

کیا خون رُلائین گے مجھے ابروِ سفاک — آنکھین نہ کرونگا مین کبھی تر تہِ خنجر

اے گردش ابروے بتان رحم خدارا | عشاق نظر آتے ہین در در تہ خنجر
کچھ نشۂ الفت سے سمجھ مین نہین آتا | آنکھین تہ ابرو ہین کہ ساغر تہ خنجر
مین آنکھون کا عاشق ہون کوئی مجھسے یہ پوچھے | کیونکر یہ ستم کرتی ہین رہکر تہ خنجر

شمشاد ہے عاشق کسی گلرو کی بھوون کا
اوڑھوا دو اوسے خون کی چادر تہ خنجر

ردیف زای معجمہ

کیا بھانپ رہے ہو مری رفتار کے انداز | بدمست وہ ہون سمجھین ہین ہشیار کے انداز
دنیا سے نرالے ہین مرے یار کے انداز | گفتار کے ہون ایسے ہین کہ رفتار کے انداز
جنپر نظر غیر پڑے اے دل نادان | اون پھول سے رخسارون مین ہین خار کے انداز
خورشید کا دہوکا مری آہون کے شرر پر | آنسو سے عیان ثابت و سیار کے انداز
آمد مین قیامت کی نہ کیون دیر ہوا اتنی | اوس نے بھی اوڑائے تری تلوار کے انداز
ممکن نہین ابرو تری مژگان سے جھک جائین | تیرون سے بڑہے ہین تری تلوار کے انداز
بے بیہی محبت کے ادا ہو نہین سکتے | الفت مین جو رکھے گئے ہین پیار کے انداز
روکے ہے فقط اوسکو عیادت کی تمنا | بچنے کے نہین ہین ترے بیمار کے انداز
ہمسر مری نالون مین ہو کیونکر تری بلبل | اے گل ہین کہان تجھمین مرے یار کے انداز
آغوش عدو پر جو کبھی سایہ فگن ہو | اوس سرو نما قد مین سمجھ دار کے انداز
امید بندھی بوسۂ ابرو کی تو اب کیا | ہین میرے لب خشک مین سوفار کے انداز
نالون کا برا ہو کہ کیے فاش انہین نے | پنہان تھے مرے تیرے سروکار کے انداز
کیون یاس نہ بنجائے ترے وصل کی امید | اقرار سے پیدا ہوے انکار کے انداز

پامال ہوے جاتے ہین دل جانبین ہین مضطر
کرتے ہین قیامت تری رفتار کے انداز

ممکن نہین کھُل جائے کسی پر مری حاجت
مفلس ہون مگر مجھمین ہین زردار کے انداز

اپنا مجھے دلدادہ نہ سمجھین نہین ممکن
وہ بھانپ چلے ہین مرے دیدار کے انداز

تو آپ نرالا تری سرکار نرالی
دنیا سے نرالے ترے دربار کے انداز

کچھ ہونے لگی میری محبت کی اونھین قدر
جب دیکھ چکے چاہ مین دوچار کے انداز

سودا ہے محبت جو مرے سر مین سمایا
ہین داغ دلِ زار مین دینار کے انداز

آیا جو تری چشمِ عنایت مین ذرا فرق
دل کو نظر آئے مرے ادبار کے انداز

فرقت مین تصور ہے جو اک ماہ جبین کا
ہین میری شبِ تار مین انوار کے انداز

پامال کریگا تو ہزارون کے دلون کو
بچپن ہی سے کہتے ہین یہ رفتار کے انداز

کعبہ اوسے کہتے ہوے آتی ہے مجھے شرم
جس دل مین کہ ہون خانۂ خمار کے انداز

ہر سمت نظر آتے ہین معشوق گل اندام
شمشاد کی محفل مین ہین گلزار کے انداز

ردیف سین مہملہ

آنے نہین دیتا کبھی وحشت کا اثر پاس
رکھتا ہون تری یاد کو مین شام و سحر پاس

تنہا ہی نشانے مین نہو جائے جگر پاس
رکھتا دل مشتاق کا اسے تیر نظر پاس

مقتل مین دم قتل مرے دیکھتے تیور
تم میرے ہواسون کی طرح ہوتے اگر پاس

ہمسایہ ہین دیدار سے محروم ہین پھر بھی
آنکھون کی طرح ہوتی ہے دونونکی بسر پاس

ٹھہرے مرے نقد خرد و ہوش نچھاور
جو دل کے سخی ہین نہین رکھتے کبھی زر پاس

مقتل مین مری آنکھ نہ قاتل سے لڑے کیون — مین وہ ہون کہ بھولے سے بھی آتا نہین ڈر پاس

آنسو مرے دامن مین ہین کچھ لخت جگر بھی — ہر وقت مین رکھتا ہون یہی لعل و گہر پاس

اب گردش ایام سے دیدار ہے مشکل — اک دور وہ تھا رہتے تھے تم شام و سحر پاس

تجھکو تو یہ ضد ہے کہ دکھاتا ہی نہین شکل — تیرا ہی تصور ہے کہ ہے آٹھ پہر پاس

چہرے کی ضیا دیکھنے دیتی نہین صورت — ہر چند گیا کرتے ہین ہر روز گذر پاس

افسوس ہے دعوت کرون کسطرح غمون کی — سینے مین نہ دل ہے نہ ہے پہلو مین جگر پاس

باریک ترا بال کہ وہ موی کمر ہے — اے زلف رسا دیکھلے ہے تار نظر پاس

افسوس کہ اون نیچی نگاہون نے نہ دیکھا — میرا دل شوریدہ رہا زیر و زبر پاس

جھٹکے نہ دے شانے سے کبھی زلف رسا کو — رکھتا ہو جو کچھ بال سے باریک کمر پاس

ہر چند ہو نقصان کا اندیشہ بھی ظاہر — بہتر ہے کہ پھر بھی نہ رہے شرکے لشکر پاس

اغیار کی خلوت مین پہونچتا ہے مرا وہم — جسطرح سنے کوئی کھڑا ہوکے خبر پاس

کرتی ہے ترے لال لبون پر وہ نچھاور — رکھتی نہین بلبل کبھی برگ گل تر پاس

نیکی و بدی دونون مین لذت ہے یہ مانا — لیکن یہ سمجھ لو کہ ادھر دور ادھر پاس

ممکن نہین جز یار جچے آنکھون مین کوئی — جبتک خرد و ہوش کے ہے نور نظر پاس

مین اور ترے عشق مین ہو غیر مقابل — رکھتا ہے وہ بد ذات حمایت کی سپر پاس

مین بھی خرد و ہوش کو رکھتا ہون بہت دور — جسطرح مری آہ نہین رکھتین اثر پاس

اغیار کے گھر جاتے ہو ہر روز کسی دن — بھولے سے چلے آؤ کہ میرا بھی ہے گھر پاس

شمشاد سے ملتا ہے وہ گل ہے یہ غنیمت
ممکن نہین ہو جائین کبھی شمس و قمر پاس

ردیف شین معجمہ

خدا کی مجکو تو اوس بت کو رام کی خواہش
ہر ایک دل مین ہے اپنے مرام کی خواہش

روا ہو مجھسے خواص و عوام کی خواہش
نہ عز و جاہ کی پروا نہ نام کی خواہش

مین رند اور یہی میری کام کی خواہش
کہ تیرے ہاتھ سے ہے ایک جام کی خواہش

مجھے سلام اوسے رام رام کی خواہش
یہ طے ہو پہلے تو ہو کچھ پیام کی خواہش

ہوی ہے دید قیامت کے انتظار کے بعد
الٰہی خیر کہ اب ہے کلام کی خواہش

کبھی نہ پوری ہوئی ہے نہ ہوگی یاد رہے
خلاف مرضی مولے غلام کی خواہش

بچھائے آنکھین ہون در پہ نگاہ رکھتا ہون
اونہین ہے آنے مین کس اہتمام کی خواہش

مین چاہتا ہون جز ایمان وہ اور سب لے لین
اونہین گرفت مین ہے دام دام کی خواہش

مرے حواسون کو آنے دو ساتھ خلوت مین
نہین ہے اسکے سوا اذن عام کی خواہش

مین آنکھون آنکھو مین کرتا ہون اونسے باتین روز
مجھے نہین ہے سلام و پیام کی خواہش

وہ رکھتے ہین مرے ہوش و حواس تک برہم
کرون مین عشق مین کیونکر نظام کی خواہش

بڑھا چل اے دل ناداں اگر طلب ہے درست
کہین نہ راہ مین کرنا مقام کی خواہش

مری طرح لب جان بخش یار پر ہو فدا
جو ہو کسیکو حیات دوام کی خواہش

مجھے ہے گوشۂ خلوت مین التجا سے غرض
وہ اور ہین جنھین ہے اذن عام کی خواہش

سلامتی ادب کی ہے اونسے کیا امید
جو رکھین اپنے بڑونسے سلام کی خواہش

نہ ذکر زلف سے فرصت نہ یاد رخ سے فراغ
مین کس غرض سے کرون صبح شام کی خواہش

کسیکی مست نگاہون نے کر دیا بدمست
مجھے ذرا نہین مینا و جام کی خواہش

جو دل مین رکھتے ہو کہدو ابھی کرون انجام
تمھین ہے ملنے مین کس اہتمام کی خواہش

نتوڑتا ر اگر یونہین آنے جانے کا
تو کیون ہو نامہ بر تیز گام کی خواہش

کریم ناز کرم پر کرین تو ہمکو غرض
ہمارے دل مین ہے فیض کرام کی خواہش

اب اسنے بڑھکے چھچھورا ہے کون دنیا مین
ہر ایک سے ہے جنھین احترام کی خواہش

جو غیر ہین وہ رہین غیر تو رہے اپنا
یہی ہے ایک تری مستہام کی خواہش

چلون نہ اب سے ہے شمشاد کی غرض اتنی
کہ ایک گل کرے اوسنے قیام کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

ترے کرم مین ہے نزدیک و دور کی تخصیص
مگر سزا مین نہین کچھ قصور کی تخصیص

وفا ہے عام مگر شرط ہے کہ غیرون سے
جفا مین ہے مرے دل ناصبور کی تخصیص

جمال یار کے جلوون کو پوچھو موسیٰ سے
وہان نہین ہے ذرا نار و نور کی تخصیص

سبھون کے دل مین کہ رہتا ہے اوسکے ملنے مین
نہ دیر و کعبہ کی شرطین نہ طور کی تخصیص

کیا ہے آپکے حسن سلوک نے ثابت
کہ دلبری مین نہین ہے غرور کی تخصیص

کرینگے روز قیامت ہمارے نالون سے
تمھارے دید مین روز نشور کی تخصیص

صفائے قلب سے حاصل ہے سو حجاب مین بھی
کسیکی دید مین کب ہے ظہور کی تخصیص

خفائے راز محبت جو تھا او نہین منظور
مری سمجھ مین لگا دی فتور کی تخصیص

نہ ان بتونسے کہونگا کرو قصور معاف
کہ عفو مین ہے خدائے غفور کی تخصیص

کرم کی اونسے تمنا تو ہے مجھے لیکن
نہ کوئی قید نہ اوس مین ضرور کی تخصیص

خمار غم مین نہ کیون کٹتی میری ساری عمر
شراب عشق مین کب تھی سرور کی تخصیص

ادھر جو او ترے وہ پہونچے اودھر ضرور نہین
نہین ہے بحر فنا مین عبور کی تخصیص

مشاہدے سے ہے ہر مردہ دلکا حال عیان
نہین ہے سینون مین کشف قبور کی تخصیص

غریبون کی تمول سے ہو گیا ثابت
حصول مال مین ہے مکر و زور کی تخصیص

بعافیت ہے بسر یار با وفا کے ساتھ
یہی ہے خلد مین حور و قصور کی تخصیص

کبھی تو پیار سے تو بھی کہا کرو مجھکو
مجھے پسند نہین ہے حضور کی تخصیص

جفا شعار وہ ایسا کہ اوسکے حلم سے ہے
شکست دل مین لگی چور چور کی تخصیص

یہان تو روز قیامت ہے میرے نالون سے
وہ حشر کب ہے کہ جس مین ہے صور کی تخصیص

وفا پسند ہو گر وہ ہو شاہد شاد
پری کی قید ہے اسمین نہ حور کی تخصیص

ردیف ضاد معجمہ

دلبر وہ تو کہ تجھکو وفا سے نہین غرض
عاشق وہ مین کہ مجھکو جفا سے نہین غرض

وہ بے نیاز و مصلحت اندیش جز و کل
اوسکو کسیکی عرض و دعا سے نہین غرض

رکھتا ہون صرف صبر و قناعت سے واسطہ
مجھکو کسیکی بخل و سخا سے نہین غرض

لذت فزاے درد محبت اگر نہین
عاشق کو کچھ دعا و دوا سے نہین غرض

تسکین فزا ہو جسکی عیادت کبھی کبھی
ایسے مریض غم کو شفا سے نہین غرض

الجھا ہوا ہون زلف رسا کے خیال مین
کیونکر کہون کہ دام بلا سے نہین غرض

جو اپنے حسن خلق سے ہر دل عزیز ہے
اوسکو ذرا بھی اپنی ثنا سے نہین غرض

مین منچلا ہون چاہیے معشوق چلبلا
مجھکو کسیکی شرم و حیا سے نہین غرض

کافی ہے مجھکو سایۂ دیوار آپ کا
کچھ ظل چتر و بال ہما سے نہین غرض

تم تک یہ کھینچ کے مجھے پہونچائے گا ضرور
دل ہے تو اور راہنما سے نہین غرض

ہوتے ہین تیرے دل مین محبت کے بیج وہ
جنکو ذرا بھی نشو و نما سے نہین غرض

ہم دیکھتے ہین روز جزا و سزا یہین
کچھ انتظار روز جزا سے نہین غرض

رنگتا ہو اپنے ہاتھ جو ہر روز خون مین
اوسکو ذرا بھی رنگ حنا سے نہین غرض

دنیا کے کارخانون مین جسکا ہو ذکر خیر
اوسکو کبھی بقا و فنا سے نہین غرض

رنگ آنکھون مین دماغ مین تیری ہو بو بھی
اب تو مجھے نسیم و صبا سے نہین غرض

بیدرد اور عیش مین مصروف روز و شب
اونکو کسیکے شور و بکا سے نہین غرض

مین دل سے کشتۂ لب جان بخش یار ہون
ای خضر مجکو آب بقا سے نہین غرض

جو میرے دل مین ہے اوسے کرتا ہون عرض صاف
مجھکو ذرا بھی جا و بجا سے نہین غرض

تم غیر پر نہ ٹالو مری عرض مدعا
مجھکو کوئی تمہارے سوا سے نہین غرض

یہ زاہدان خشک نہ کیون حور پر مرین
اے شوخ اونکو ناز و ادا سے نہین غرض

شمشاد گر خون کو نہ دو لاکھون واسطے
ان بندگان زر کو خدا سے نہین غرض

ردیف طای مہملہ

یارون مین میرا نہ تھا چرچا غلط
آپ فرماتے ہین تو اچھا غلط

بوالہوس سے عشق کا دعوا غلط
ہر مصیبت اوسکی سر تا پا غلط

مجھپر الزام اور پھر اتنا غلط
مینے کسکا ذکر کب چھیڑا غلط

جو کیا وہ تمنے یا تقدیر نے
اسمین شکوہ اپنے دشمن کا غلط

جھوٹ مین وہ شوخ ہے کتنا دلیر
میرے منہ پر کہہ گیا کیا کیا غلط

تو جو اوسکے حق مین کہدے وہ بجا
کہہ نہین سکتا ترا شیدا غلط

غیر نے آخر تمھین رسوا کیا
نکلی میری پیشبینی کیا غلط

پھر اونھون نے کل ہی کا وعدہ کیا
ہو نہین سکتا غم فردا غلط

ہوگیا ناصح کا سب کہنا صحیح
دل نے جو کچھ مجکو سمجھایا غلط

ساغر اُلٹے ہین گلابی چور چور
میکدے پر ابر لہرایا غلط

ضعف جب یہ ہے کہ لب ہلتے نہین
شبکو میرا شور جان فرسا غلط

تیر مژگان جب ترازو دلمین ہین
اب جگر کا ہے مجھے کھٹکا غلط

بدگمانی کا برا ہو ہجر مین
تیرے حق مین جو خیال آیا غلط

دل مرے پہلو مین بیشک آپکا
مینے اوسکو کہدیا اپنا غلط

غیر کی محفل مین تم ہرگز نہ تھے
جو سنا تھا مینے یا دیکھا غلط

خون مین لتھڑی ہین کسکی چٹکیان
میرے دلکو غیر نے مسلا غلط

دل مین ہو آنکھون مین آتے ہی نہین
دونون مین کیونکر ہے یہ جھگڑا غلط

پہلے بے سوچے سمجھے دینا نتھا
دل دیا تو دیکے پچھتانا غلط

میرے دل نے اپنی حیرت کا سبب
عمر بھر سوچا مگر سوچا غلط

چشم دلسے مینے دیکھا آپکو
آپکے دیدار مین دہوکا غلط

جب نہین تھا اوسکے آنے کا یقین
مینے قاصد ہی کو دوڑایا غلط

ہوگیا میرا گمان بد صحیح
تمنے پہلو سے مجھے ٹالا غلط

قیس تھا مجھسا نتھا فرہاد ہی
ہوگئے وہ عشق مین رسوا غلط

مجھسے لڑنے مین نہین تیرا قصور
دشمنون نے تجھکو سمجھایا غلط

کیا لبھائین گے ترے عشاق کو حور و پری
ایک پروانہ جلا سکتی نہین تصویر شمع

حسن کی گرمی پسینہ لاتی ہے اسکا قصور
اے غزال حسن و خوبی کیون ہے آہوگیر شمع

ہو گیا تیر اطلائی رنگ روشن ہوتے ہی
ہاتھ آئی مجھ مہوّس کو عجب اکسیر شمع

پرتو بینیِّ جانان نے کیا اسکو عزیز
میرے دل مین ایک ذرہ بھی نتھی توقیر شمع

دود دل سے رات بھر رکھتے ہین عالم کو سیاہ
بے صدا ہر چند ہین سب نالۂ شبگیر شمع

کیون نہ حسن یار کے جانب دل سوزان کھنچے
شمع کی تنویر ہے پروانے کو تسخیر شمع

گلرخون کی شکل کچھ ہے اور ہو جاتی ہے کچھ
بارہا دیکھی ہے اے **شمشاد** یہ تاثیر شمع

ردیف غین معجمہ

جوہر سے بڑھکے نیل پڑے ہین میان تیغ
کیسی دہان زخم نے چوسی زبان تیغ

کوٹھی مین پیپلا ہے دہن مین زبان تیغ
جوہر خط غبار مین پورا بیان تیغ

مژگان یار تیرون کے دستے سے کم نہین
ہر ابروِ خمیدہ سے ظاہر ہے شان تیغ

ابروی دلفریب کلیدِ مرادِ دل
ناحق ہی گردنون کو ہے اونپر گمان تیغ

سب جان نثار جنبش ابرو سے کٹ مرے
مقتل مین خاک لینگے وہ اب امتحان تیغ

مدت ہوئی کہ الفت ابرو مین جان دی
ابتک دل و جگر مین پڑے ہین نشان تیغ

آنکھون کے سامنے صف مژگان آبدار
یا دو سیاہ مستون نے کھولی دکان تیغ

انکے اشارون پر وہ چلا کرتی ہے مدام
گویا تری بھوین ہین حقیقت مین جان تیغ

ابرو کی شکل مین مرے دل مین ہے جلوہ گر
تنہا نیام تیغ نہین ہے مکان تیغ

جنبش نے ابرونکے مرا سر اوڑا دیا
دست ستم شعار مین ٹوٹا کمان تیغ

وصف سنان مین محو تھے مژگان کے شیفتہ
ابرو کے عاشقون مین سنی داستان تیغ

مقتل مین کام دیتی ہین شمشیر تیز کا
قاتل کی یہ بھوین ہین کہ ہین ترجمان تیغ

ترچھی نگاہون ابرو و مژگان سے ہے عیان
چہرہ نہین ہے آپکا گویا ہے کان تیغ

اے گل عجب نہین جو کٹین رشک سے رقیب
شمشاد کی زبان ہے رشک زبان تیغ

ردیف فا

ابھی تو مین ہون شراب وکباب مین مصروف
مری بلا ہو حساب وکتاب مین مصروف

زمانہ فکر عذاب وثواب مین مصروف
مین اپنے پاس نفس کے حساب مین مصروف

جسے لگا ہو زمانے مین انتظار کا روگ
وہ کسطرح ہو کوئی آن خواب مین مصروف

صفین کھڑی ہین جھکائے ہوے سر تسلیم
وہ تیغ کھینچے ہوے انتخاب مین مصروف

اوسے ستا نہین سکتا کبھی غم کونین
ہوا ہے دل سے جو تیری جناب مین مصروف

فروغ حسن عیان دو کرور پردون سے
وہ لاکھ شکل سے فکر حجاب مین مصروف

وہ دلکو کرتے ہین آمادہ زارنالی پر
مین پردہ پوشی چشم پر آب مین مصروف

کبھی نہ بیٹھین گے یہ آنسوون کے چھینٹون سے
جو دل کے شعلے ہوے التہاب مین مصروف

جسے خبر بھی نہ تھی گیسوون کے سودے سے
برنگ زلف ہے اب پیچ وتاب مین مصروف

ترے کرم سے ہے امن وامان کی جلوہ گری
اٹھین فساد جو تو ہو عتاب مین مصروف

صنوبر آپ ہین شمشاد آپ کا عاشق
[illegible] عندلیب [illegible] مین مصروف

ایضاً

لوگ باغ و بہار مین مصروف
مین کسی گلعذار مین مصروف

حشر مین سبکو اپنی اپنی فکر
مین ہون دیداریار مین مصروف

وصل کی رات ختم ہوتی ہے
آپ اپنے سنگار مین مصروف

ایک عالم ہے خواب غفلت مین
مین ترے انتظار مین مصروف

آپکو سینے مین جگہ دیتا سب
آپ دل کے فشار مین مصروف

راکھ کردے گی مجکو سوزش غم
لوگ فکر مزار مین مصروف

مین مجرد کی بزم عشرت مین
سب غم روزگار مین مصروف

رحم نے کردیئے گناہ معاف
وہ ابھی تک شمار مین مصروف

مین بہت ٹالتا ہون لیکن تم
سخن ناگوار مین مصروف

دل دہی سے کبھی تو ہوتا تو
دل کے صبر و قرار مین مصروف

کانٹون پر لوٹے آپکا شمشاد
آپ لطف بہار مین مصروف

ردیف قاف

یاد انسانکو اگر آجائے فطرت کا سبق
بھول جائے اپنی ساری جاہ و حشمت کا سبق

مین سمجھ جاتا اگر اپنی حقیقت کا سبق
اہل کثرت کو پڑھاتا دم مین وحدت کا سبق

ناصحو رہنے دو تم اپنی نصیحت کا سبق
بھولتا مجھکو نہین اپنی طبیعت کا سبق

طاق پر رکھدی ہے آزادی و رندی کی کتاب
دیدیا زاہد نے جب سے ریاضت کا سبق

روز محشر انبیا و اولیا و اصفیا
احمد مرسل سے لین گے شفاعت کا سبق

لوح ہستی پر ذرا فصل بہار آنے تو دو
قیس و فرہاد آکے لین گے مجھسے وحشت کا سبق

عرض کر دیتا ہون ہنگام غضب بھی اونچ نیچ
راستی نے دیدیا یہ مجھکو جرأت کا سبق

ظلم سہکر بھی نہین ہوتا ہے مجھسے انحراف
میرے مذہب نے پڑہایا ہے یہ طاعت کا سبق

جو نکھونا تھا گنوایا سب تمھارے عشق مین
پھر بھی مجھکو یاد ہے ابتک مروت کا سبق

کون ہے جو چارہ سازی مین لڑادی اپنی جان
کسکو جاکر مین سناؤن اپنی شامت کا سبق

روتے روتے ہچکیان بندہ جائین لوٹین خاک پر
سنلین قیس و کوہکن جو میری حسرت کا سبق

بے محل کیون چھیڑتے ہو تم دل مغموم کو
لیلیا ہے تمنے کس سے یہ شرارت کا سبق

رکھے گا ہر فقرہ اسکا حشر تک مستی مین چور
دیدیا پیر مغان نے وہ قیامت کا سبق

گوشہ گیری کے فوائد پر وہ رکھتا ہون عبور
مجھسے عنقا نے لیا سو بار عزلت کا سبق

حسن سیرت پر اگر ڈالے ذرا گہری نظر
بھول جائے آدمی سب اچھی صورت کا سبق

پہلے تو تم کس دلیری سے ہوے اغیار کے
اب سناتے ہو مجھے آکر ندامت کا سبق

اپنی تعلیم تحیر پر نہو کیون مجھکو ناز
محو میرے دل سے ہے ہر رنج و راحت کا سبق

تیرے ابرو سے اوڑایا خنجر بران نے کاٹ
تیرے مژگان سے لیا تیرون نے شوکت کا سبق

بادۂ گلرنگ کے نقصون سے یہ واقف نہین
پڑہ لیا واعظ نے تنہا اسکے حرمت کا سبق

ناخن تدبیر عقل چارہ گر بھی کند ہے
رنجش باہم کا دفعیہ ہے دقت کا سبق

ہوگئے شمشاد اوسکے عشق مین زار و نزار
نسترن لیتی ہی جس گل سے نزاکت کا سبق

ایضاً

اہل عشرت آکے لیلین اس سے عبرت کا سبق
اشک افشانی ہے میری شمع تربت کا سبق

عجز سے مینے لیا عز و فضیلت کا سبق
غیر نے حاصل کیا نخوت سے ذلت کا سبق

راحت دارین کھوئی پڑھکے غفلت کا سبق
بھولتا پھر بھی نہین ہے بادشاہت کا سبق

رات دن رٹتا ہون مین اونکی محبت کا سبق
اے مرے ناصح تو رہنے دے نصیحت کا سبق

اور تو جو کچھ پڑھا تھا نذر نسیان ہو گیا
یاد ہے سارا دبستان محبت کا سبق

ہنس کے بولے سن چکے جب سب بیان درد و غم
وصل مین بھی یاد رکھا تمنے فرقت کا سبق

نزع مین تلقین سے مجکو نہین کچھ فائدہ
یاد دلوادے کوئی اونکو عیادت کا سبق

وقت رخصت ہے سحر اب سو رہو آرام سے
رات بھر رٹتے رہوگے کیا اجازت کا سبق

لذت قند مکرر ملتی تیرے نام سے
کاش لیتا پہلے مین بچپن مین لکنت کا سبق

صحبتون مین کامیابی ہے اگر مد نظر
اہل صورت یاد کرلین حسن سیرت کا سبق

غیر کی تدبیرین کیسی کیسی تھک کر رہ گئین
لے گیا سبقت مری تقدیر و قسمت کا سبق

جس دم غنچون نے سوسن سے خموشی سیکھ لی
اور نرگس نے لیا ہے مجھسے حیرت کا سبق

سہل تر ہو جائین وسیر تیرے ملنے کے طریق
آدمی لیلین اگر اپنی زیارت کا سبق

ذرہ ذرہ اوسکی فطری تربیت سے مستفید
عالم امکان ہے سارا اسکی قدرت کا سبق

کونسی شے ہے جو اسکے ایک گوشہ مین نہین
عرش و کرسی لیلین میرے دل سے وسعت کا سبق

انکی لذت سے جو ہو قند مکرر کو خبر
لیلے تیری تلخ باتون سے حلاوت کا سبق

حرف حرف انکی محبت کا سناتا مین انھین
یاد کر لیتے جو وہ صاحب سلامت کا سبق

کیا غضب ہے راز کی باتین ہوئی جاتی ہین فاش
کاش مجھکو بھول جاتا تیری خلوت کا سبق

میرے منہ سے بات نکلی اور تم برہم ہوئے
تمنے کس سے پڑھ لیا بیکار رجعت کا سبق

نزع مین تلقین سے کیا یاد آئے گا انھین
اہل غفلت نے پڑھا کس دن عبادت کا سبق

اوس گل ترکی گلی شمشاد کو بھولی نہین
زاہدون کو یاد ہے جسطرح جنت کا سبق

ردیف کاف تازی

غزل تہنیت تاجپوشی اعلیٰ حضرت والا مرتبت ملکِ معظم اڈورڈ ہفتم ادام اللہ ملکہ

شہنشاہ کو تاجپوشی مبارک — رعایا کی یہ گرم جوشی مبارک
جو برپا ہے یہ آج جشنِ شہانہ — مسرت مین ہو بادہ نوشی مبارک
چمکتی رہے تیری تیغِ جلالت — عدو کے لیے سرفروشی مبارک
مبارک ہو بلبل تجھے نغمہ سنجی — ادب سے گلون کو خموشی مبارک
عدو کے ہمیشہ رہین کان بہرے — محبون کو ہو حق نیوشی مبارک
عروجِ مراتب رہے روز افزون — تمھین حاکمو عدل کوشی مبارک

مبارک ہو شمشاد کو مدح خوانی
طبیعت کو والا سروشی مبارک

دیکھی جو مینے تیری ادا سر سے پاؤن تک — مجھکو بھی گھورتی ہے قضا سر سے پاؤن تک
پہونچاتے ہین وہ زلفِ رسا سر سے پاؤن تک — پھیلا رہے ہین دامِ بلا سر سے پاؤن تک
سوزِ الم نے دی ہے سزا سر سے پاؤن تک — ہے داغ داغ جسم مرا سر سے پاؤن تک
نسبت تمھارے قد سے قیامت کو کچھ نہین — مینے ادب سے بھی دیکھ لیا سر سے پاؤن تک
دلکش جو ہر ادا ہے تو ہر عضو دلفریب — واللہ تو ہے شانِ خدا سر سے پاؤن تک

وہ بھینی بھینی بو کا ہے دلدادہ جان بلب — پھولون کے گہنے پہنے ہو کیا سر سے پاؤن تک

اونکو شب وصال بہت کچھ کیا ہے شوخ — پھر بھی ٹپک رہی ہے حیا سر سے پاؤن تک

تاثیر اس کمند سے اب ہو چکی رہا — لپٹی ہے میری آہ رسا سر سے پاؤن تک

سوزِ درون نے مجھکو بھی بزمِ رقیب مین — مانندِ شمع پھونکدیا سر سے پاؤن تک

وہ آئے اور کرتے ہین اخلاص سے کلام — گویا اثر تھی میری دعا سر سے پاؤن تک

لیلی کی آنکھ ہونٹھ تھے شیرین کے دلفریب — تم مین ہے دلبری کی ادا سر سے پاؤن تک

میری ذراسی چھیڑ مین کھل کھیلین شوخیان — کیونکر نہ چھپیے اونکی حیا سر سے پاؤن تک

گویا ہر ایک عضو بنا مجھسے پوچھکر — تو مجھکو یون پسند ہوا سر سے پاؤن تک

شانے کے دانت کھٹے ہون جو تو اولجھ پڑے — اے زلف تو ہے ایک بلا سر سے پاؤن تک

دل مین جو شوخیان ہین وہ نچلی رہینگی کب — مانا کہ تم ہو شرم و حیا سر سے پاؤن تک

اے جان باندہ دے مرے تارِ نگاہ سے — کھل کر چلی ہے زلف رسا سر سے پاؤن تک

عاشق کو تیرے کیا سر و پا کی خبر رہے — سب عضو تیرے ہوش ربا سر سے پاؤن تک

بیشک ہو اعتدالِ حقیقی کی تم مثال — ہر عضو مینے بھانپ لیا سر سے پاؤن تک

سر پر عمامہ شملۂ دستار تا قدم — یعنی ہے شیخ مکر وریا سر سے پاؤن تک

کیون اوسکا سایہ غیرتِ شمس و قمر نہو — جسکے ہین عضو نورِ خدا سر سے پاؤن تک

ماتم مین کسکے ہین وہ سراپا غم و الم — بکھری ہے اونکی زلفِ دوتا سر سے پاؤن تک

اے سرو اوسکے قد سے تو گڑ جا زمین مین — طوبی تو آپ آپ ہوا سر سے پاؤن تک

شمشاد تجھکو کس کے سراپا کی دُھن بندھی
کس فکر مین تو ڈوب گیا سر سے پاؤن تک

ردیف کاف فارسی

کیا بتاؤن وہ پری پیکر ہوا کب سے الگ
اپنے آپے مین نہین مین وہ ہوا جب سے الگ

عشق مین مذہب ہے میرا سبکے مذہب سے الگ
اونکی خواہش کا ہون بندہ اپنے مطلب سے الگ

مین شراب عشق کا کوثر کے پیاسے وہ رہے
مشرب ہادیتھا رندون کے مشرب سے الگ

یہ حلاوت ہے کہ جب وہ چاہتا ہے دے جواب
حرف ہوتا ہی نہین ہے یار کے لب سے الگ

پھونکتی ہے عاشق و معشوق کو ایک آگ مین
عشق کی تب مین حرارت ہی ہر اک تب سے الگ

میرے طالع مین لیا جاتا ہے جب اوس سے حساب
ہوتی ہے فوراً سعادت سعد کوکب سے الگ

دل جو سینے سے گیا کسطرح آئے لوٹ کر
روح کب آتی ہے جب ہوتی ہی قالب سے الگ

رشک وہ شے ہے کہ خواہش ہے یہ ہنگام وصال
اپنے سے مین آپ ہو جاتا کسی ڈھب سے الگ

جسکو اسمین شک ہو دیکھے آنکھونسے طاعونمین
رہتے اصل و فرع ہین تیرے معذب سے الگ

ہے فراق یار مہ پیکر مین اتنی تیرگی
چاندنی ہر روز رہتی ہے مری شب سے الگ

صبر رخصت ہو گیا باطن کی طاقت گھٹ گئی
وہ نگار روح افزا ہو گیا جب سے الگ

دیکھے ان آنکھونسے مہ رویونکے لاکھون ہی سنگار
ایک آرائش نہ پائی آپ کی چھب سے الگ

پیش کرنا ہے مجھے اک ماہ سے تقریب وصل
اب کہان ممکن قمر ہو برج عقرب سے الگ

دل جو درس عشق مین چھپکے ہو سینے سے جدا
بدچلن لڑکے ہوئے جاتے ہین مکتب سے الگ

غیر میری طرح نقد دل کرے گا کیا نثار
ممسک اک حبہ نہین کرتا کبھی ڈب سے الگ

مات رہتا ہون مین اوسکی شوخیونسے رات دن
زچ کیا کرتا ہے او سیر ہٹ کی اردب سے الگ

آپ ہی اپنی نگاہون مین وہ ہو جاتے ہین خوار
کام جو کرتے ہین نیچے اپنے منصب سے الگ

غیر کا یہ راز سربستہ کبھی کھلتا نہین
مجھسے کر دیتا ہے تمکو کیسے کرتب سے الگ

اپنے آبا کی جو سادی چال پر ہین خندہ زن
مجھکو خالق رکھے اوس قوم مہذب سے الگ

اونکی خوشنودی اگر منظور ہے وقت عتاب
ہمکو رہنا چاہیے اونکے معاتب سے الگ

میری ایسی کہتے کہتے کیون لگا کہنے خلاف
کہدیا کچھ غیر نے تیرے مخاطب سے الگ

گلشن ایجاد مین شمشاد جتنے پھول ہین
کوئی بھی اُن مین نہین ہے میرے مذہب سے الگ

ردیف لام

تم اور سمجھو مجھے اپنے پیار کے قابل
کہو وہ بات جو ہو اعتبار کے قابل

مجھے سمجھتے ہو عزّ و وقار کے قابل
بھلا یہ بات ہے کیا اعتبار کے قابل

تمھارے ناز ہمارے اوٹھانے کے لائق
ہماری جان تمھارے نثار کے قابل

نہ اوٹھینگے ترے کوچے سے جان جائے تو جائے
یہ گلزمین ہے ہمارے مزار کے قابل

ہمین ہو کسلیے روزِ شمار کا کھٹکا
ہمارے جرم نہین جب شمار کے قابل

مجھے ہے شکر محبت تمھین ہے مستی حسن
یہ دونون نشّے نہین ہین اوتار کے قابل

ہمین کو چاہنے والون مین کیون چنا تمنے
ہمین تھے کیا ستمِ روزگار کے قابل

کرے وہ شوق سے رنگین میرے خون مین ہاتھ
یہی حنا ہے اگر اوس نگار کے قابل

ہمارے داغِ جگر پر نثار فصلِ بہار
نگاہ چاہیے اس لالہ زار کے قابل

تو اپنے غم پر اسے وار یا ستم پر وار
یہ نقدِ جان ہے ترے ہی نثار کے قابل

جگر کے داغ جو آئے ہوئے تو خوب ہوا
یہی بہار ہے اس لالہ زار کے قابل

ستم ہے اوسکو کیا چاہتا ہون مین اپنا
وفا کا نقش نہین حسن نگار کے قابل

نہ چشم کم سے کوئی دیکھے میرے ہاتھ کے گل
یہ پھول ہین کسی گلرو کے ہار کے قابل

پڑے ہین صلح کی تقریر مین نصیبون سے
وہ پیچ تھے جو سرِ زلفِ یار کے قابل

یہ کیا کہ بوسہ تو دو ایک گالیان لاکھون
تمھارے لطف ہین سب بار بار کے قابل

ہلال بنکے سرِ چرخ بھی جو چمکے تو کیا
نہین یہ نعل ترے راہوار کے قابل

ہم اپنی آنکھ کی پتلی سمجھتے ہین اوسکو
وہ خال ہے جو رخِ گلعذار کے قابل

گنون ہین شام سے تارے سحر سے تنکے چنون
یہ کام ہین مرے لیل و نہار کے قابل

مجھے تو نشۂ وحدت مین چور رہنے دو
ہر ایک سر نہین دردِ خمار کے قابل

وہ میرے سوگ مین بکھراتے ہین عبث زلفین
یہ حادثہ تو نتھا انتشار کے قابل

جگر کے داغ محبت مین دیکھکر بولے
نہین ہے کوئی بھی پھول اس بہار کے قابل

تمھارے حسنِ خداداد پر بناؤ نثار
تمھاری شکل نہین ہے نکھار کے قابل

ستم اوٹھاؤن رقیبون کے اور صبر کرون
نہین یہ جبر مرے اختیار کے قابل

خدا کے واسطے صورت دکھا دو اب مجھکو
کہ مجھ مین تاب نہین انتظار کے قابل

تو اپنے وصف کو شمشاد ہی سے سن اے گل
یہ نغمہ ہے اوسی رشکِ ہزار کے قابل

اٹھلا کے چل کہ ناز سے چل یا سنبھل کے چل
لیکن کسی کا دل نہ کفِ پا سے مل کے چل

اے مستِ ناز ظلم و ستم مین سنبھل کے چل
ان راہون مین نہ جامے سے باہر نکل کے چل

جور و جفا مین سب سے تو آگے نکل کے چل
لیکن وفا مین ہم سے کوئی راہ چل کے چل

آغوشِ عافیت سے یہ گہوارے کم نہین
اے اشک بے مراد نہ آنکھون سے ڈھل کے چل

جل بجھ کے کہگئی مرے بیت الحزن کی شمع
سوزِ تپِ فراق مین تو بھی پگھل کے چل

دیکھا ہے کس غضب سے مجھے تیری بزم مین
مینے کہا جو دل سے ذرا سا بہل کے چل

دنیا مین تین رنگ دکھائے ہزار روپ
اب کوئی اور بھیس یہان سے بدل کے چل

ٹکر کی آسمان سے لینا پڑی ہی تجھے
ای مستِ جامِ کبر نہ اتنا اوچھل کے چل

ایا ی سوزِ اشک ہے دامن کو تھام کے
بزمِ عدو سے شمع صفت خوب جل کے چل

لیجا ڈنگا ضرور منا کر مین اپنے ساتھ
اے روٹھے راہ راہ سے چل یا مچل کے چل

آغوشِ چشم اب نہین ہوگی تجھے نصیب
اے طفلِ اشک کس نے کہا تھا مچل کے چل

مین سادہ دل ہون نردِ محبت مین اے حریف
مجھسے نہ داؤ مکر و فریب و دغل کے چل

ہے ہر سلوک مین یہ سلامت روی کی چال
ہو جس جگہ فساد وہان سے تو ٹل کے چل

کتنا ہی بے قصور رہو یا منھ لگا ہو تو
وہ غیظ مین بلائین تو دلمین دہل کے چل

ناصح کا حکم ہے کہ نجا اوس گلی کی سمت
کہتا ہے شوقِ دید ذرا سا ٹہل کے چل

کم ظرف سب کہین گے سن اے مستِ کبر و ناز
سرجوش می کی طرح نہ خم سے ابل کے چل

ایسی غزل سنا کہ سخن سنجو مین ہو دھوم
شمشاد بزمِ شعر سے تو پھول پھل کے چل

جب اولٹی تھی تمنے نقاب اول اول
وہی تھا بڑا انقلاب اول اول

بس اب خاتمہ روزِ محشر کا سمجھو
ہوا پیش میرا حساب اول اول

مرے بخت کا آخری فیصلہ تھا
میری جان تیرا عتاب اول اول

ازل کی وہ مستی ابد تک نہ اوتری
پلائی جو تو نے شراب اول اول

سمجھتے ہین ہم رند ساغر کی تلچھٹ
جو پی شیخ نے ای جناب اول اول

مری جان لی تمنے پچھلی ادا مین
یہ لوٹا ہے تمنے ثواب اول اول

معلم ہوا مین ہی تجویز پہلے
بنا عشق کا جب نصاب اول اول

مرے دل کی پہلے پہل رونمائی
کسیکا وہ جوشِ شباب اول اول

وہ میری عیادت مین پہلے قدم پر
لگے کہنے ہے یہ عذاب اول اول

پڑا یاد روے کتابی کسیکا
جو مکتب مین دیکھی کتاب اول اول

اونہین کی توجہ کے لالے پڑے ہین
جو تھے ملتفت بے حساب اول اول

اوڑاتے ہین شوخی سے وہ چٹکیون پر
جنہین تھا بہت کچھ حجاب اول اول

اوڑا لیگیا بو پسینے سے تیرے
ہوئی یون نمودِ گلاب اول اول

جلاتی ہے اب دور تیری گلی سے
یہی دھوپ تھی ماہتاب اول اول

شب وصل گیسو نے سلجھا دیے سب
جو کچھ دل مین تھے پیچ و تاب اول اول

وہ تھی خاکِ تربت مجھی خستہ جان کی
تری جسنے چومی رکاب اول اول

ہوا قیس دو دن سے مشہور مجنون
ملا تھا مجھے یہ خطاب اول اول

پڑے گور مین بیخبر سو رہے ہین
تھا جنکی آنکھون مین خواب اول اول

غضب کی وہ طراریان کر رہے ہین
تھا جنکے منہ مین جواب اول اول

گئے جو عدم کو تمھاری گلی سے
کیا گور مین پا تراب اول اول

نظر پہلے رکھلے نتیجہ کے جانب
نہ ہر کام مین کر شتاب اول اول

ترے آتشین رخ کی شہرت تو اب ہے
مرا دل ہوا تھا کباب اول اول

ستم آج بے عذر سہتا ہون لاکھون
گران تھا تمھارا عتاب اول اول

مرے قتل پر رشک ہے آج جسکو
ہوا تھا وہی انتخاب اول اول

وہ اب وصل کی آپ کرتے ہین خواہش
جنھین اسمین تھا اضطراب اول اول

فریبِ نساکا ہے پہلا معلم
نکالا ہے جسنے خضاب اول اول

جنھین آج یورپ سمجھتا ہے وحشی | یہی تھے فضیلت مآب اول اول

وہ جو بن ہین شمشاد آنکھون مین پھرتے
جو اوبھرے تھے مثل حباب اول اول

ردیف میم

یون قتل کر دیے گئے تیغِ ادا سے ہم | گویا کہ واسطہ نہین رکھتے خدا سے ہم

تیرے مریض ہین تو سُن اے غیرتِ مسیح | اچھے ہوے نہونگے کسی کی دوا سے ہم

کرتے ہین وہ جو خون امیدون کا بیحساب | مرجائینگے اونھین مین کسی کی قضا سے ہم

جسدن وہ چھیڑتے ہین حسابِ نیاز و ناز | تعبیر اوسکو کرتے ہین روزِ جزا سے ہم

اوسوقت بیگناہونکی صورت تھی دیدنی | جب درخورِ خطاب ہوے تھے خطا سے ہم

فرقت مین بھی نتھی کبھی تکلیف اسقدر | جتنا کہ تنگ ہین تری شرم وحیا سے ہم

شبخون کی فکر مین ہے سیاہی کا منتظر | ڈرتے ہین اوسکے ہاتھ کے رنگِ حنا سے ہم

جب حد سے بڑھگئی ہمین وصفِ کمر کی فکر | مضمون ڈھونڈھ لائے دیارِ فنا سے ہم

آخر وفا مین ہمنے کیا کونسا قصور | کیون قتل کر دیے گئے تیغِ جفا سے ہم

تکلیف مین بھی پاؤن نہ ڈگنے دیے کبھی | دیتے رہے ہین دلکو برابر دلاسے ہم

تم چھپکے ہم سے جا نہین سکتے کسی جگہ | حرفِ جبین کو پڑھنے لگے نقشِ پا سے ہم

اتنی سزائین جرمِ وفا پہ ہمین ملین | گھبرا کے بھاگنے لگے نامِ وفا سے ہم

اوس رشکِ گل کو مضطر و بیتاب دیکھکر | کرتے ہین شکوے اپنی ہی آہِ رسا سے ہم

ہوتا ہے روز لاکھون بلاؤن کا سامنا | تنگ آگئے ہین اپنے دلِ مبتلا سے ہم

افسوس ہے اوسی نے کیا پھر ہمین شہید | زندہ ہوئے تھے یار تری جس ادا سے ہم

ہین محو تیری یاد مین اتنا تو ہے لگاؤ
کچھ اور کام رکھتے نہین ماسوا سے ہم

او نکلے تو جو ستم ہوے ہمپر ہوے مگر
نالان ہین اپنے دل ہی کے شور و بکا سے ہم

تیری جفا و فا سے نہین رکھتے کچھ غرض
اے بت تجھی کو چاہتے ہین اب خدا سے ہم

اوس نے تو منھ لگاتے ہی مدہوش کردیا
کیا دل کی کہتے دختِ رزِ بیحیا سے ہم

ایسا نہو کہ پھر کہین کردو اسے اوچاٹ
لائے ہین اپنے دل کو بڑی التجا سے ہم

بوسہ دیا کسیکو تو گالی کسیکو دی
عبرت مین آگئے ہین تمھاری عطا سے ہم

تیغِ ادا سے آپ کرین شوق سے شہید
ڈرتے نہین ہین عشق کے کرب و بلا سے ہم

اوس گلبدن کی زلفِ معنبر کی بو سنگھا
شمشاد چاہتے ہین یہ بادِ صبا سے ہم

ردیف نون

ہم اپنی ہستی وہی مٹائے دیتے ہین
بقا کو عینِ فنا مین دکھائے دیتے ہین

یقین آئے اونھین یا نہ آئے الفت کا
ہم اپنی ساری کہانی سنائے دیتے ہین

نگاہ بھر کے اونہین ہائے کسطرح دیکھون
نظر کو حسن کے شعلے جلائے دیتے ہین

ہمارے دل مین ہی جمکے بیٹھے ہین صاحب
جو اپنے پاس سے ہمکو اوٹھائے دیتے ہین

خفای راز مین روکے ہین ہمتو آنسو تک
نظر سے آپ ہمین کیون گرائے دیتے ہین

وہ روٹھے کیا کہ زمانہ ہی ہوگیا برہم
کوئی تو آکے سکے ہم منائے دیتے ہین

جو منہ پھلائے ہین صورت بنائے ہین روٹھی
ہم ایک فقرے مین اونکو ہنسائے دیتے ہین

وہ شوخ چشم ٹہلنے کو ہے تو میری طرح
ہرن بھی راہ مین آنکھین بچھائے دیتے ہین

مجھے سرور ہو کیا بزم عیش و عشرت مین
تصورات کسیکے رولائے دیتے ہین

حجاب تمکو جو ہو آرزوے پنہان سے
تو اپنے دل سے اوسے بھی ہٹائے دیتے ہین

ثبوتِ قتل نہو گا ہمارے قاتل پہ
لہو کے داغ انہین ہم مٹائے دیتے ہین

خدا کے واسطے سچ بول مجھسے تیرے فریب
دل و جگر کو مرے تلملائے دیتے ہین

دو باتین کر لو ذرا ملگئے ہو موقع سے
نگاہِ غیر اوسے ہم بچائے دیتے ہین

وہ اپنی آنکھون کے متوالے پر ہوئے برہم
تو جامِ زہر ہلاہل پلائے دیتے ہین

ستم یہ ہے کہ انہین نے مٹا دیا مجھکو
جو آج سوگ مین آنسو بہائے دیتے ہین

جو سامنے سے نہ اک لمحہ ہٹنے دیتے تھے
وہ آج مٹی مین ہمکو ملائے دیتے ہین

بگڑتے ہین جو وہ بیوجہ بھی کبھی مجھسے
اونھین کا ساتھ سب اپنے پرائے دیتے ہین

تمھین جو مملکتِ حسن ہو گئی حاصل
ہم اپنے عشق کا سکّہ جمائے دیتے ہین

کہا ہے ہمنے جو تمسے رقیب کے حق مین
وہ ملگیا تو ابھی ہم دکھائے دیتے ہین

اوٹھا کے تیغ یہ کہتا ہے ناز سے ظالم
کسی کی بگڑی ہوئی ہم بنائے دیتے ہین

جو صلح کرتے ہو رکھو مزاج کو ٹھنڈا
یہ گرم فقرے مرا دل جلائے دیتے ہین

ہزار رازِ دلی تم چھپاتے ہو مجھسے
تمھارے غمزے مجھے سب بتائے دیتے ہین

جو ایک سروِ سمن بو سے روٹھے ہین شمشاد
تمام گلبدنون کو رولائے دیتے ہین

رقیب دیکھ تجھے ہم دکھائے دیتے ہین
وہ ہمسے آپ ہی آنکھین لڑائے دیتے ہین

پتے پتے کی تمھین ہم سنائے دیتے ہین
جو کچھ حجاب ہے وہ بھی اوٹھائے دیتے ہین

تری گلی مین قدم ہم جمائے دیتے ہین
رقیب کو ابھی ٹھوکر کھلائے دیتے ہین

حیا و شرم نہین جسکی آنکھون مین اصلا
ستم ہے اوس سے ہم آنکھین لڑائی دیتے ہین

عدو سے رازِ دل کہنے پر ہین آمادہ
وہ سوتے فتنون کو ناحق جگائے دیتے ہین

مجھے جو کہتے ہین فرہاد و قیس الفت مین
وہ میری شانِ محبت گھٹائے دیتے ہین

یہ کستے اونسے کیا اونکی سادگی کا وصف
کہ بیٹھے بیٹھے وہ زیور بڑہائے دیتے ہین

اوٹھا کے جام مئے لعل ناز سے بولے
ہم اپنی آنکھون کا جادو جگائے دیتے ہین

انھین نے تشنۂ دیدار ہمکو مارا ہے
جو اپنی آنکھون سے دریا بہائے دیتے ہین

وہان تو ہوتی نہین سومین ایک بھی مقبول
یہان زبان دعا سے تھکائے دیتے ہین

ادائے جنبشِ ابرو سے بات کرنے مین
دل و جگر کے وہ پرزے اوڑائے دیتے ہین

ہم اپنے عشق کو اب فاش کرکے دنیا مین
تمھارے حسن کا ڈنکا بجائے دیتے ہین

پٹ کے لیلو نہین جرأت سے کسطرح بوسہ
بدل کے تیوری وہ ہمت ہرائے دیتے ہین

الٰہی سوکھ کے کانٹا ہو ناصحونکی زبان
ہمارے سرکو یہ ناحق دُکھائے دیتے ہین

ہمارے رنگ کی زردی ہمارے سوکھے ہونٹھ
ہماری حالتِ دل سب بتائے دیتے ہین

کسی کا ہاتھ سنورنے مین بال کرتے ہین شل
کسیکو دامِ بلا مین پھنسائے دیتے ہین

وہ جان نثار ہین ہم ہی جو تم کہو ہمسے
ہتھیلی پر ابھی سرسون جمائے دیتے ہین

ملوگے غیر کے ہمراہ تو غضب ہوگا
خیال ہی مین ہم آفت مچائے دیتے ہین

نسیمِ ناز سے شمشاد دل فسردہ کا
گلِ مراد وہ دم مین کھلائے دیتے ہین

وحشت نہین الم نہین آہ و بکا نہین
الفت کے دم قدم سے مرے پاس کیا نہین

مانا کہ پندِ ناصحِ مشفق بجا نہین
لیکن نہ سننے مین بھی تو اوسکے مزا نہین

دیکھا جو رعب حسن سے مین بولتا نہین
توڑا اسکوت کہکے کہ چپ مین مزا نہین

آنکھین جو تیری دید سے محروم ہین تو کیا
دل سے ترا خیال کسی دم جدا نہین

اغیار پر کرم کے سوا اے ستم شعار
تیری کوئی جفا مرے حق مین جفا نہین

فرقت مین ابتو تیرے سوا اے خیالِ یار
مونس نہین انیس نہین آشنا نہین

اے شیخ عطرِ خلد سے تو ہاتھ دھو کے بیٹھ
بوے ریا سے پاک ترا بوریا نہین

اپنے ہی عیب عکس نما ہین میانِ غیر
اچھا اگر ہو آپ تو کوئی بُرا نہین

ہنگام سیر ایک قیامت بپا ہوئی
دو گام بھی وہ فتنۂ دوران چلا نہین

مین تو تمام اپنی کہانی سنا گیا
کہتے ہین آپ ناز سے مینے سنا نہین

رہ رہ کے کیون جھجک کے وہ کہتے ہین ناز سے
تیرے سوا تو کوئی یہان منچلا نہین

کیا کیا کیے حجاب پریزادون نے مگر
میری نگاہِ شوخ سے کوئی بچا نہین

غصے مین دیکھکر جو ہوا مجھکو انتشار
کس ناز سے کہا کہ مین تجھسے خفا نہین

کس طرح اوسکے رازِ دلی پر ہو اطلاع
موقع کی بات پر وہ ذرا بولتا نہین

تم تو نہ ایسی بات کہو جس سے دل دُکھے
غیرونکی چھیڑ چھاڑ کا تمسے گلا نہین

شرم و لحاظ کس سے کرون تجھکو پا کے مین
تیرے سوا تو مجھکو کوئی سوجھتا نہین

انداز سب حسینون کے ہین دلکشی مین طاق
لیکن کسیکے ناز مین تیری ادا نہین

ہمت بلند چاہیے افلاس ہو تو ہو
دولت ہے سب فضول جو دل مین عطا نہین

مجنون ہین طبیب جو بنتے ہین چارہ گر
عیسے کے پاس میرے مرض کی دوا نہین

اک بات میری سنیے نہ کچھ خوف کیجیے
جو آپ سوچتے ہین مرا مدعا نہین

جیسی کہ میری جرم محبت مین تونے کی
دیکھی ہے ایسی مینے کسیکی سزا نہین

ایسی بڑھی ہین یار کی بے التفاتیان
جیسی مرے غمون کی کوئی انتہا نہین

مجھسے نہ اوٹھینگی یہ تری بے نیازیان
اے بت یہ جان لے تو کسیکا خدا نہین

سارے فریب مینے کیے رفتہ رفتہ دور
حیلہ لحاظ و شرم کا اب تک گیا نہین

شمشاد اوسکے جور و جفا سے ہے دلفگار
جس گلبدن مین نام کو بوے وفا نہین

ہمین تمہارے ستم سے ملال کچھ بھی نہین
تمہارے جور و جفا کا خیال کچھ بھی نہین

جو تیری یاد مین گزرے وہی گھڑی ہے گھڑی
نہین تو عمر کے سب ماہ و سال کچھ بھی نہین

جنونِ عشق مین جور و جفا کی کیسی تمیز
سوا اس مین جو ہو اختلال کچھ بھی نہین

اگر حسین ہو اندازِ دلبری سیکھو
جو بے کمال ہو ایسا جمال کچھ بھی نہین

مین اپنے حال کی کسطرح کھینچدون تصویر
ترے ستم کی تو پوری مثال کچھ بھی نہین

ملا کے خاک مین تربت کی خاک اوڑا کے کہا
جو اسطرح بھی نہو پائمال کچھ بھی نہین

ہمارے خون سے ہولی مچی ہے مقتل مین
نہین سہی اگر اوڑتا گلال کچھ بھی نہین

نہو کوئی چمنِ دہر مین کبھی بے فیض
جو بے ثمر رہے ایسا نہال کچھ بھی نہین

مزا یہ ہے کہ من و تو کا وہم تک نہ رہے
دوئی کے ساتھ اگر ہو وصال کچھ بھی نہین

وہان بھی حسن دکھاتا ہے اپنی چھب تختی
جہان پہننے کو کمخواب و شال کچھ بھی نہین

وہ خود سمجھکے کرین میری آرزو پوری
ہر ایک امر مین اونسے سوال کچھ بھی نہین

ہمین دکھائیے جوہر ادا شناسی کے
کہین گے آپ سے ہم دل کا حال کچھ بھی نہین

دلیر کیون نہون مدہوشِ بادۂ عشرت
گناہ حد سے سوا ہین وبال کچھ بھی نہین

جو بات منہ سے کہو وہ نتیجہ خیز کہو
جو صرفِ جدل ہو ایسا کمال کچھ بھی نہین

عزیز دل رہو ایسا سلوک سب سے کرو
زمانہ جس سے ہو ناخوش وہ چال کچھ بھی نہین

جفا شعارون سے امید رحم ہای ستم
یہ وہ غرض ہے کہ جسکا مآل کچھ بھی نہین

جو اوسمین راز ہے وہ جان سے سوا ہی عزیز
نہین تو دل مرے آگے ہے مال کچھ بھی نہین

عزیز جان سے رکھتے ہین جسکو اہلِ دول
مری نظر مین وہ مثل سفال کچھ بھی نہین

کبھی جفاؤن کا شکوہ کبھی ستم کا گلہ
مگر گناہ سے ہو انفعال کچھ بھی نہین

دلون مین سب کے بٹھا حسنِ خلق کا سکہ
جفا و جور کا جاہ و جلال کچھ بھی نہین

صفت کمال ہے شہرت تو کوئی چیز نہین
عیان ہے بدر کے آگے ہلال کچھ بھی نہین

ادا سے دیکھلو نذرانہ نقد دل لیلو
معاملہ ہے درست اسمین چال کچھ بھی نہین

پھنسائے رہتے ہین شطرنج و گنجفہ مین اونھین
نہ کوئی مات نہ کوئی خلال کچھ بھی نہین

رقیب چھیڑ سے بھی جوش مین نہین آتا
یہ ہے وہ دیگ کہ جسمین اوبال کچھ بھی نہین

مین گلستانِ سخن کا ہون خوشنما شمشاد
خزان سے مجھ مین نمایان زوال کچھ بھی نہین

تم تھے پہلو مین جب اسے [illegible] تھا برسات مین
لطف کیا دیتی مجھے کالی گھٹا برسات مین

سرد آہون سے غم فرقت مین دیتا ہون جواب
ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہے جسدم ہوا برسات مین

دردِ فرقت مین کسی نے دردمندی کچھ نکی
ابر میرے حال پر کچھ رو گیا برسات مین

روتے چلاتے ہین ابر و رعد باہم کس لیے
کون میکش میکدے سے چل بسا برسات مین

ہاے اوسکو بھی نپائی دستِ ساقی سے شراب
نذرِ میخانہ ہوا جو کچھ بلا برسات مین

باغ یہ سرگرم نزہت ہے کہ جو جگنو اوڑا
آتشِ گل کا شرارہ بنگیا برسات مین

سانونی پر اوس پڑ جائیگی ای جانِ جہان
دھانی کپڑے مین نہ سیرِ گل کو جا برسات مین

ہاتھ بھر سے سرخ اگر ہونگے تو میرے خون سے
رنگ ہلکا دیگی اے ظالم حنا برسات مین

کون ساون گا کے کرتا بادۂ عشرت سے مست
بے ترے کسطرح جھولا جھولتا برسات مین

سبزۂ و آبِ روان ابرِ سیہ سامان یہ
مین بھلا واعظ کی کیونکر مانتا برسات مین

دہانی شیشے سے نکل آئی جو اک گلگون پری
میری توبہ پر بھی پانی بھر گیا برسات مین

سبز تھا روی زمین کالی گھٹا بھی چھا گئی
رنگ میخوارونکا اچھا جمگیا برسات مین

میکشی بے پردہ کرتے مجھکو آتی تھی جو شرم
میکدے پر چھا گئی کالی گھٹا برسات مین

مین جو ساقی کو اوڑالا یا رقیب روسیہ
جای بادہ خون پی کر رہگیا برسات مین

آنسوون نے جھاڑ باندھا دیدے بہ نکلے تو کیا
پانی دریاؤن کا چڑھتا ہے سوا برسات مین

پی گیا ساغر کے ساغر دل ہرا اب تک نہین
ایک چھینٹا اور اے ابرِ سخا برسات مین

میکشی کے خودبخود سامان ہوتے ہین ہم
مین مآلِ کار کیونکر سوچتا برسات مین

خوب بادل کی گرج سے رات بھر سہما کیے
رو ٹھنے کا ملگیا اونکو مزا برسات مین

دُہن تو مسجد کی بندھی تھی میکدے جاتے ہین ہم
جوشِ تقوی بڑھتے بڑھتے گھٹ گیا برسات مین

ضبط کب تک آنسوونکی باندھ دیتا ہون جھڑی
رازِ گریہ کھل نہین سکتا ذرا برسات مین

سبزہ ہے آبِ روان ہے یار ہے ساغر بکف
خوب ہی حاصل ہے میرا مدعا برسات مین

موسمون مین پردہ پوشِ میکشی کوئی نہین
ہے فقط ابرِ سیہ کا آسرا برسات مین

خونِ دل رو رو کے مین پیتا ہون تو ہنسکر شراب
کسکو لطفِ بادہ خواری ہے سوا برسات مین

ضبط آہ و گریۂ فرقت مین کرون مین کسطرح
جس سے تکلیف ہوتی ہے سوا برسات مین

پھول پھل سے تیلیون سے خوشنما گل بوٹون سے
صنعتین بیجد دکھاتا ہے خدا برسات مین

میری آنکھون نے لگا کر روز ساون کی جھڑی
اک نیا طوفان برپا کر دیا برسات مین

میکدہ ہے خاص خلوت دخترِ زہرآشنا
عیش اب شمشاد کا کیا پوچھنا برسات مین

جو ہرش سے عزیز ہو وہ خوار ہو تو کیون
بنیاد میرے دل کی جو مسمار ہو تو کیون

اورون سے رشک اوٹھانے مین ناچار ہو تو کیون
میرا ہی دل چرانے مین ہشیار ہو تو کیون

اوس بیوفا سے حال کا اظہار ہو تو کیون
جو کہہ رہا ہے عشق مین تم خوار ہو تو کیون

ترکِ خودی کے جام سے سرشار ہو تو کیون
سرشار ہو تو پھر کبھی ہشیار ہو تو کیون

جو دل ہے دل اوسی کی کرو یار تم تلاش
ہر روز ایک دل کے خریدار ہو تو کیون

جب اوس مسیح دم کو عیادت سے عار ہی
پھر اوسکے واسطے کوئی بیمار ہو تو کیون

جسنے قدم نہ خلوتِ دل سے نکالے ہون
اوسکا جمال رونقِ بازار ہو تو کیون

دستِ عدو سے کرتے ہین تعبیر جس کو ہم
تیرے گلے مین روز وہی ہار ہو تو کیون

مینے جب اپنی آپ ہی مٹی خراب کی
میرا کوئی انیس جو غمخوار ہو تو کیون

ناموس کا نہ خوف نہ عزت کا کچھ لحاظ
اقرارِ عشق مین مجھے انکار ہو تو کیون

کیا مجھسے بڑھکے کوئی نظر باز چاہیے
تیرا جمال مجمع انظار ہو تو کیون

تسلیم جب طبیعتِ ثانی مری ہوئی
پھر میرے اور آپ کے تکرار ہو تو کیون

صورت کے ساتھ چاہیے سیرت کا بھی لحاظ
طرار ہو شریر ہو عیار ہو تو کیون

مین جس نگاہِ ناز کو کہتا ہون دلنشین
وہ تیر میرے سینے کے پار ہو تو کیون

سوزِ تپِ فراق سے سُلگا دین ہڈیان
پھر پوچھتے ہو مجھسے کہ بیمار ہو تو کیون

میری مراد اوسکی تمناؤن پر نثار
اسیر بھی مجھسے یار جو بیزار ہو تو کیون

کرتے ہو ترش باتون سے تم نشۂ کرکرا
دل بادۂ وفا سے جو سرشار ہو تو کیون

مجھسے تو ٹیڑھے رہتے ہو تم بات بات مین
آخر مرے رقیبون سے ہموار ہو تو کیون

جب کھل گیا کہ وہ نہ سنین گے کبھی مری
پھر اپنی بات پر مجھے اصرار ہو تو کیون

جو بات دلشکن ہو نہ للہ کیجیے
یہ گھر جب آپ ہی کا ہے مسمار ہو تو کیون

کیا اسمین اور بڑھتی ہے کچھ شانِ دلبری
تم ظلم دوست کیون ہو ستمگار ہو تو کیون

اوسکی نظر مین مین ہون مرے دل مین ہے وہ آپ
بیکار مجھسے کوچون مین دوچار ہو تو کیون

ترچھی نظر سے کام نکلتا ہو جب ترا
بدنام مفت مین تری تلوار ہو تو کیون

جب اپنے جان نثار کی سنتے نہین ہو عرض
سارے حسینون مین تمھین سردار ہو تو کیون

مظہر مرے سوا نہین اوصافِ عشق کا
غیرون سے دلبرون کو سروکار ہو تو کیون

ہر گلبدن کے دل مین وہ کر لیتے ہین جگہ
شمشاد کی وفا بھی بیکار ہو تو کیون

کہنے مین صاف صاف مجھے عار ہو تو کیون
مرتا ہون آپ پر کوئی بیزار ہو تو کیون
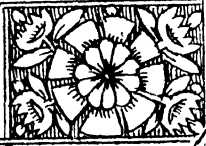
اظہارِ عشق مین مجھے کچھ عار ہو تو کیون
ناصح کے خوف سے مجھے انکار ہو تو کیون

عدل و سخا و حلم سے ہو کام رات دن
سردار ہو رئیس ہو زردار ہو تو کیون

میرے مقابلے مین کہ ہون جان نثارِ خاص
کوئی دلِ حضور کا مختار ہو تو کیون

محجوب تجھسے بڑھکے ہے وہ میرے قتل مین
باہر نیام سے تری تلوار ہو تو کیون

جسکی نظر مین دل مین تمھین تم ہو جلوہ گر
اوسکو نقاب مانعِ دیدار ہو تو کیون

فرطِ تجلیات سے جو رشکِ عرش ہو
اوس دل مین جلوۂ بتِ پندار ہو تو کیون

آپ اپنی شان پر رہین ہم اپنے عہد پر
جھگڑا ہمارے آپکے ہر بار ہو تو کیون

ای تیغ دستِ حرص سے جو او مجھے بار بار
اتنا درازِ شملۂ دستار ہو تو کیون

سیلابِ اشک تا بفلک اوسکے ساتھ ہی
فرقت مین میری آہ شرربار ہو تو کیون

زاہد تو کشتۂ نگہ نازِ حور ہے
جنت مین آپکا اوسے دیدار ہو تو کیون

جس دل مین تم ہو پاس و امید اوسمین کچھ نہین
خلوتکدے مین مجمع اغیار ہو تو کیون

بے اذن ذرے مین حرکت جب محال ہی
انسان اپنے کام مین مختار ہو تو کیون

اونکو تو صرف کثرتِ عشاق پر ہے فخر
الفت کے جانچ کی کوئی معیار ہو تو کیون

کس صانعِ حکیم کی صنعت ہی اسمین صرف
دنیا کی کوئی چیز بھی بیکار ہو تو کیون

جاتا ہون مثل نکہتِ گل اس چمن سے مین
احباب پر جنازہ مرا بار ہو تو کیون

نالون نے لب پر آنیکی کھائی ہی جب قسم
اب خوابِ ناز سے کوئی بیدار ہو تو کیون

رحمت پری کی شکل مین ہے سامنے کھڑی
تکلیفِ نزعِ روح مجھے بار ہو تو کیون

مین جیتے جی عزیزِ دل دوستان رہا
مرنے کے بعد نعش مری خوار ہو تو کیون

وہ راستی کی جان ہے کج بازیون سے دور
شمشاد سے اگر کوئی بیزار ہو تو کیون

دشمن سے آپ کو جو سروکار ہے تو کیون
اور اپنے جان نثار سے انکار ہے تو کیون

ہوش و حواس و صبر و سکون سب ہی چلدیے
اے درد تو ہی ہجر مین بیکار ہے تو کیون

افسوس سوچتے نہین یہ منکرانِ عشق
دل ایسی چیز سینے مین بیکار ہے تو کیون

جرمِ وفا مین ایک زمانہ شریک ہے
میرے ہی قتل مین تمھین اصرار ہے تو کیون

کیا چال سوچتا ہے اسے کونسی ہے فکر
نکلا مری بغل مین یہ عیار ہے تو کیون

بیشک رموزِ لذتِ دل تک پہونچ گیا
بیزار ظلم سے وہ ستمگار ہے تو کیون

واعظ کے دل نے بھی کہین کھائی ہی تازہ چوٹ
محوِ کمال لذتِ اشعار ہے تو کیون

دشمن کے منہ لگانے سے پینے کیا جو منع — اتنی سی میری بات تمہین بار ہے توکیون
کچھ میری چال ڈھال سے کھٹکا ہوا اوسے — میری طرف سے آج وہ ہشیار ہے توکیون
دم دہاگون مین تبون کے ضرور آگیا ہے شیخ — تسبیح مین یہ رشتۂ زنار ہے توکیون
زنجیر ساز شیفتۂ زلف ہے مگر — شکلِ دہانِ مار جو سوفار ہے توکیون
مجھکو جو حکم ہو تو ابھی کاٹ لون گلا — ایک ایک پر یہ آپکی للکار ہے توکیون
گلگشت ہر خیال مین کرتے ہو راتدن — میرے ہی پاس آنے مین انکار ہے توکیون
دنیا تو اوس سے پھر گئی اک تیرے واسطے — تو اپنے جان نثار سے بیزار ہے توکیون
تیغِ ادا نے خلق کو جب کر دیا شہید — زیبِ کمر حضور کے تلوار ہے توکیون
محضر جو میرے خون کا ہوتا نہین درست — پھر میرے دشمنون کا بہ دربار ہے توکیون
جو آپکی غرض ہے وہی میری آرزو — پھر میرے اور آپ کے تکرار ہے توکیون
اسکا عوض کچھ آپ سے مین چاہتا نہین — پھر دل کے پھیر دینے مین اصرار ہے توکیون
ہان آپ کے سوا نہین مطلوب کوئی اور — مجھسے یہی سوال جو ہر بار ہے توکیون
شائد غمِ زمانہ وہ سب جھیل لے گیا — کچھ شاد شاد آج دلِ زار ہے توکیون
بیشک ہوئی ہے کفر کو اسلام سے شکست — زلفون کا بندہ مائلِ رخسار ہے توکیون
غیرون کے پاس جاتے ہو ہر روز بے طلب — مجھسے ہی ملنے مین تمہین انکار ہے توکیون
گلگشت وہ نگار جو کرتا نہین کبھی — داغون سے سینہ غیرتِ گلزار ہے توکیون
آنکھین فریب دیکے اوسے کرتی ہین خلاف — بدنام عاشقون مین دلِ زار ہے توکیون
وہ چلبلی طبیعتین آخر کدھر گئین — رندون مین آج مجمعِ اخیار ہے توکیون
کیا ختم ابھی سے ہو گئین مجھپر مصیبتین — وہ ظالمِ زمانہ بھی غمخوار ہے توکیون

اوس گلبدن کو غیر سے نفرت ہوئی ضرور
شمشاد کا وہ آج طرفدار ہے تو کیون

شمشاد دکھاکے تیرِ نظر بولتے نہین
لب خشک اور آنکھین ہین تر بولتے نہین

کس دن چرائی تمسے نظر بولتے نہین
سچ ہے تو ہو کے سینہ سپر بولتے نہین

مجھسے ملو تو کیا ہے ضرر بولتے نہین
کس سے ہے میری نیچی نظر بولتے نہین

من جاتے لاکھ ہمسے مگر بولتے نہین
بڑھجاتی بات ہم بھی اگر بولتے نہین

کیونکر کہون کہ روٹھے ہین کیونکر کہون نہین
کرتے ہین روز دل مین گذر بولتے نہین

اے رہروانِ ملکِ عدم ہائے رے ستم
تم تو ذرا بھی وقت سفر بولتے نہین

ہارے ہین بحث مین لب و دندانِ یار سے
یہ رمز ہے جو لعل و گہر بولتے نہین

ہرچند کہہ رہی ہے نزاکت کہ ہان یہ کیا
کستے ہین قتل پر وہ کمر بولتے نہین

کیا پوچھتی ہے چشمِ سخنگوی سرمہ زیب
اے کشتگانِ تیغِ نظر بولتے نہین

اے چشمِ سرمگین تری تیغِ نگاہ سے
وا ہین دہانِ زخمِ جگر بولتے نہین

روے صبیح یار نے چھکے چھڑا دیے
کیون شاہدانِ شمس و قمر بولتے نہین

ہو میرے گھورنے کی اونھین کسطرح خبر
کچھ طائرِ نگاہ کے پر بولتے نہین

غیرونکی بات بات کا کیون دیتے ہین جواب
ہمسے تو آپ دو دو پہر بولتے نہین

چپ سادھکے مین کاٹ رہا ہون شبِ فراق
جیسے خزان مین مرغِ سحر بولتے نہین

کہتے ہین میرے گھر کی طرف رخ نہ کیجیے
جب پوچھتا ہون اسمین ضرر بولتے نہین

بچون کے شور پر کبھی برہم نہون جوان
غنچے چٹکتے ہین گلِ تر بولتے نہین

مرغانِ نغمہ سنج کو ہے کچھ خزان کا خوف
بیٹھے ہین جوڑ جوڑ کے پر بولتے نہین

میرے یہان ضرور کرین گے مجھے نہال
جب مجھسے آپ اپنے ہی گھر بولتے نہین

کرتا ہون جب رقیب کو مین سامنے ذلیل
کھاتے ہین پیچ و تاب مگر بولتے نہین

آتا ہے اونکو رحم مرے حالِ زار پر
پاتے ہین اپنے دل مین اثر بولتے نہین

کیونکر نہ مین لگائے رہون باتون مین انہین
چپ ہوتے ہین تو دو دو پہر بولتے نہین

جب یاد ہم دلاتے ہین وہ اگلی صحبتین
لیتے ہین ٹھنڈی سانسین مگر بولتے نہین

ہم شوقِ گفتگو مین اودہر بیقرار ہین
وہ لاکھ آرزو سے ادھر بولتے نہین

پھنس جاتے ہین جو صحبتِ ناجنس مین کبھی
گویا زبان رکھکے بشر بولتے نہین

اے گلبدن کہان ہین وہ اب نغمہ سنجیان
شمشاد آٹھ آٹھ پہر بولتے نہین

کیون کھٹکتا ہے وہ گل آنکھون کے ایوانون مین
ملکے انسان رہا کرتے ہین انسانون مین

چرچے یہ ہین ترے گیسو کے پریشانون مین
زلف کچھ کہتی ہی جھک جھک کے ترے کانون مین

مین ہون کیا کون ہے تو یہ بھی نہین کھلتا ہے
محو مجھسا نہین کوئی ترے حیرانون مین

اے بتِ دشمنِ دین یہ تری کافر آنکھین
رخنے مژگانون سے کر دیتی ہین ایمانون مین
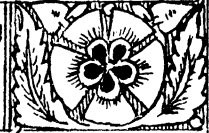
اوسکو عشاق کی کیا قدر رہو جس کے در پر
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے ہون دربانون مین

اے مسیحا مری صحت کی یہی ہے صورت
درد ہی درد بھرا ہو مرے درمانون مین

ہنسکے کہتا ہے جو کہتا ہون وسے جان جہان
ایک جان آپ نہ اولجھایئے سو جانون مین

آپ ان مین تو ذرا بھی نہین کوئی لذت
صرف امید مزا دیتی ہے ارمانون مین

صاف کہتے ہین ترے موے مژہ کے گھائل
توڑ ایسے نہین دیکھے کہین پیکانون مین

کس ادا پر ہے فدا دل کو نہین اسکی تمیز
شوخیان شرم مین ہین شرم تری آنون مین

کیون نہو دیر وحرم مین مجھے وقعت حاصل
کافر دین ہون گروِ شیخ مسلمانون مین

عاشقِ زلف سیہ کار سہی اے ناصح
آپ کیون بیٹھ گئے آکے پریشانون مین

یہ کسی نقش مین دیکھی نہ دعا مین پائی
جیسی تسخیر کی تاثیر ہے احسانون مین

ہاے اے دل تو ہمیشہ ہی رہا سرگردان
یاس کے درد کے اندوہ کے میدانون مین

کیا کھلایا ہے مرا غنچۂ پژمردۂ دل
ہے اثر بادِ بہاری کا تری تانون مین

بیٹھکر ملکِ قناعت کی حراست کرتے
حوصلے ایسے کہان تھے کبھی سلطانون مین

پیچلی موت ہمین کیسی اچانک آکر
ہم تو مصروف ابھی تھے بڑے سامانون مین

دل سے آنکھونمین بلاتا ہون تو وہ کہتے ہین
مردمک سان مین رہون کسلیے زندانون مین

اے گلِ تر جو ترے لال لبون نے پائی
یہ لطافت ہے کہان لعلون مین مرجانون مین

میزبانِ دلِ عاشق ہین فقط حضرتِ عشق
اور یاس والم ودرد ہین مہمانون مین

انکا ہر شعر ہے لوگون کی بیاضِ دل پر
غزلین شمشاد کی گو جمع ہین دیوانون مین

نالے جسدم شبِ غم سوے فلک جاتے ہین
تارے انگارون کے مانند دہک جاتے ہین

میری افسردہ دلی سے وہ جھجک جاتے ہین
ہون شگفتہ جو ذرا بھی تو کھٹک جاتے ہین

کام انسان کے جسوقت اٹک جاتے ہین
کیسے ہی عقل کے پتلے ہون سنک جاتے ہین

بار اندوہ سے ہوتا ہے دلِ زار سبک
آنسو دو چار جو آنکھون سے ٹپک جاتے ہین

لاغری رنج مین اب اس سے سوا کیا ہوگی
رشتۂ آہ مین ہم آپ لٹک جاتے ہین

پھولون مین بسکے جو آتا ہے مرے پاس وہ گل
در و دیوار مرے گھر کے مہک جاتے ہین

ناصحو تمکو ہوا انکو سمجھ سے سروکار
اونکے جی مین جو سماتا ہے وہ بک جاتے ہین

التجاء وصل کی کرنے ہی نہین پاتا مین
دیکھتے ہی مرے تیور وہ سرک جاتے ہین

اسقدر جوشِ نمو پر ہین اب اونکے جوبن
کپڑے مضبوط سے مضبوط مسک جاتے ہین

کردیا اونکی نزاکت ہی نے مجھکو گستاخ
ہاتھ اک بار ہٹانے مین وہ تھک جاتے ہین

رقصِ بسمل کا تماشا مین دکھاؤن کیونکر
چیخ مجروح کی سنتے وہ اوچک جاتے ہین

گو کھینچ لیتے ہین او نہین جاکے سر راہ رقیب
ہم تصور سے بھی کچھ آگے لپک جاتے ہین

لاکھ منت سے جو کہتا ہون مرے پاس آؤ
اور پہلو مین رقیبون کے کھسک جاتے ہین

جوبن ایام ونکے پھٹے پڑتے ہین وقت شباب
غنچے جب رنگ پر آتے ہین چٹک جاتے ہین

کیون کھٹکتے نہ رہین عاشقِ ناشاد سے وہ
اپنے سائے سے بھی رہ رہکے جھجک جاتے ہین

ماند ہو جاتی ہے خورشیدِ قیامت کی چمک
آبلے جب دلِ سوزان کے جھلک جاتے ہین

اپنے معشوق کو کوئی کہتے ہین اپنا عاشق
تشنۂ عشق مین ہم ایسے بہک جاتے ہین

دل لگاوٹ سے وہ لیتے ہی کیا کرتے ہین ظلم
راہ پر لاکے ہمین آپ بھٹک جاتے ہین

ہر ستارے کو بنا دیتے ہین رشکِ خورشید
آہون کے شعلے شبِ غم جو بھڑک جاتے ہین

اسلیے اونکو سناتا ہون فسانہ اپنا
سنتے ہین میری مصیبت تو پھڑک جاتے ہین

اندھیر اس عہد مین بس ختم ہے نازک کمری
ہر قدم پر دمِ رفتار لچک جاتے ہین

عاشق زار مرے وصل کے لوٹے کیونکر
ابھی کمسن ہین دہل کر وہ بلک جاتے ہین

لاکھ وہ اپنی صفائی کرین لیکر قرآن
عاشقون کے کہین معشوقون سے شک جاتے ہین

غیر ممکن ہے مقابل مین کبھی آئین رقیب
دور سے دیکھکے جب مجھکو دبک جاتے ہین
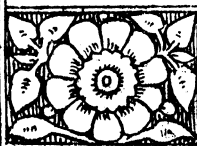
گگر خون سے جنھین انہ اثر ہین کچھ بھی معلوم
شعر شمشاد کے سنکر وہ پھڑک جاتے ہین
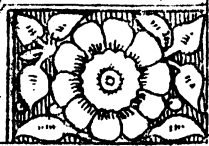
محو کچھ ایسا مین اونکی دلنشین صورت مین ہون — آئینہ وہ دیکھتے ہین اور مین حیرت مین ہون

کیا کہون اے ہمنشین مین کونسی شامت مین ہون — وہ ہین برہم اور مین اپنی اوسی جرأت مین ہون

تو ہی ہے پیش نظر تو ہی ہے دل مین جاگزین — جلوت کثرت مین ہون یا خلوت وحدت مین ہون

مین بھی کوئی آدمی ہون جب سے یہ حالت مری — وصل مین بیحال و بیخود جان بلب فرقت مین ہون

دامن ہوش و خرد کی خوب اوڑینگی دھجیان — خوف وحشت میرے دل مین اور مین حشمت مین ہون

اوسکی شوخی ادا پر اے دل ناداں نجا — شوخیان کہتی ہین اوس سے مین تری سیرت مین ہون

دل مرا محو تصور ہو گیا ہے اسطرح — مجھکو خلوت کا مزا ہے لاکھ مین صحبت مین ہون

دل سے آنکھو مین بلاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ — کون جھانکے کھڑکیان آرام سے عزلت مین ہون

پاؤن مفہوم ازل نے نقطہ مین رکھے تھے — جب سے سرگردان و حیران وادی الفت مین ہون

میرے دل کا جب کوئی ارمان نکلا ہی نہین — کیا بتاؤن تجھکو اے ظالم مین کس حسرت مین ہون

دل ہے تیری یاد مین آنکھین ہین تیری دید مین — لاکھ دھندے مجھکو گھیرین مین تری طاعت مین ہون

بھاگ نکلے بوالہوس جلتے تھے سب اے جور یار — کھل گیا مجھپر فقط مین ہی تری قسمت مین ہون

کسطرح تجھ مین غم کونین نے پائی جگہ — مین تو حیران آجتک اے دل تری وسعت مین ہون

محو رکھتا ہے خیال یار اپنی ہی طرف — لاکھ بیٹھون صحبتون مین پھر بھی مین خلوت مین ہون

تیرگی گور سے مجھکو کچھ اندیشہ نہین — داغ دل کہتا ہے جا اے شمع مین تربت مین ہون

لاکھ پیرایون سے مجھکو لوٹتے ہین خود فروش — سوجھتا پھر بھی نہین کچھ ہاے کس غفلت مین ہون

کاش سینے سے نکل جاتا یہ مار آستین — مین اسی دل کی بدولت آجتک ذلت مین ہون

میری جانب سے نرکھ تو اپنی بدنامی کا خوف — صابر و شاکر ہون اے ظالم مین جس حالت مین ہون

بارہا مین کہہ چکا اے حضرت عشق آپ سے — آپکی جبتک عنایت ہے بڑی راحت مین ہون

فکرِ موجود و غمِ رفتہ سے فارغ ہو گیا
ترکِ دنیا کرکے ای دل مین بڑی عشرت مین ہون

اوس گلِ تر نے جو اپنے کوچے مین دیدی جگہ
سینے ای شمشاد سمجھا جیتے جی جنت مین ہون

دل سے بہتر ترے رہنے کو کوئی گھر ہی نہین
اسمین دربان کا کیا ذکر کوئی در ہی نہین

بے بر و دوش ہے گل سرو کے تو سر ہی نہین
کس سے تشبیہ دون تجھسے کوئی بہتر ہی نہین

چلتے چلتے بڑے دعوے سے کہا قاصد نے
راہ پر اوسکو نہ لاؤن تو پیمبر ہی نہین

لذتِ سوزِ محبت نے کیا یہ ثابت
دل بھی ایک آگ کا کیڑا ہے سمندر ہی نہین

تیغ بھی خم ہے ندامت سی مرے قتل کے بعد
اشکِ خون رنگ سے تر دیدۂ جوہر ہی نہین

صبر کی مجھسے تمنا ہے عبث ای ظالم
یہ تو وہ چیز ہے جو مجھکو میسر ہی نہین

گردشِ چرخ یہ کہتی ہے تھکی مین تجھسے
مین یہ کہتا ہون مرے پاؤن مین چکر ہی نہین

وصل کی فکر مین جانکاہ مصیبت ہی مجھے
ہجر کے صدمون سے کچھ بیخود و مضطر ہی نہین

گل بھی جلتے ہین ترے گالون سے لالے کیطرح
آتشِ رشک مین وہ سوختہ اختر ہی نہین

جسکو دیکھو اوسے ہے عشق مین دعوائے کمال
عشق کہتا ہے مین اورونکو میسر ہی نہین

کیا رہا جس سے پئے زیب جڑائین زیور
ہونٹھون سے لعل خجل دانتون سے گوہر ہی نہین

خانۂ دل بھی منور ہے ترے جلوون سے
رشکِ خورشید فقط آنکھون کے منظر ہی نہین

فکر اسکی بھی ہے گردن مین اسے نذرِ اجل
جان مجھکو غمِ دلدار مین دوبھر ہی نہین

غیرتِ سرو و گل و لالہ و نسرین ہو تو کیا
ناز و انداز نہون جسمین وہ دلبر ہی نہین

اونکی رنجش کو نہ آسان سمجھنا ای دل
خاک مین مجھکو ملا دینگے مکدر ہی نہین

اے بتِ دشمنِ دین الفتِ کامل کے سوا
رام کردے تجھے ایسا کوئی منتر ہی نہین

جسمین فتنے نہ تری چال سے اوٹھین ای شوخ
کیا کہون لے سکے سوا اور وہ محشر ہی نہین

صاف کہتے ہین تری ترچھی نظر کے گھائل
ہمنے اس کاٹ کا دیکھا کوئی خنجر ہی نہین

روز عشرت کا نہ کیونکر ہو شب غم مین شمار
جب مرے سامنے اوسکا رخ انور ہی نہین

بند کرتا ہے قفس مین مجھے کیون ای صیاد
اپنے پرواز کے قابل مرے شہپر ہی نہین

کیون پسند غم کونین نہو خانۂ دل
ایسی وسعت کا زمانے مین کوئی گھر ہی نہین

شیفتہ کیون نہ رہون تیرے لب شیرین کا
اب مسلمان ہے جو تشنۂ کوثر ہی نہین

کیون کنہیا نکہے مجھکو زمانہ شمشاد
گلبدن کوئی ترے حکم سے باہر ہی نہین

دل تمھین پر نثار کرتے ہین
ہان جی ہان تمکو پیار کرتے ہین

دل کو تمپر نثار کرتے ہین
پھول نذر بہار کرتے ہین

ہم سمجھتے ہین اونکو اپنی جان
وہ ہمین کیا شمار کرتے ہین

لاکھ منہ پھیرین دو ہی نظرو نین
آنکھین وہ مجھسے چار کرتے ہین

کیون ہین آنکھین لڑی ہوئی اک سمت
کس کا ہم انتظار کرتے ہین

ہم خزان مین بہار کو رو کر
آنکھون کو لالہ زار کرتے ہین

ہاے اوسکا یہ پوچھنا مجھسے
آپ اب کسکو پیار کرتے ہین

ہم وہ قلاش رند ہین ای شوخ
میکشی بھی اودھار کرتے ہین

روکنا چاہیے ہمین دل پر
آپ ابرو کے وار کرتے ہین

دل جگر غم مین مضطرب ہو کر
مجھکو بے اعتبار کرتے ہین

ہم نماز دن مین منہ سوے کعبہ
دل سوے کوے یار کرتے ہین

دل کے ہر صفحے پہ تری صورت
نقش ہم اے نگار کرتے ہین

جو ہین دلدادۂ رضای حبیب
جبر بھی اختیار کرتے ہین

عیشِ دنیا سے تا رہین محفوظ
تیرے غم کا حصار کرتے ہین

جیتے جی ہم کسی کے کوچے مین
سیر دار القرار کرتے ہین

یون بجھاتے ہین غم مین دل کی آگ
آنکھون کو اشکبار کرتے ہین

تم سے ہر طرح قطع کر کے امید
دوستی پائدار کرتے ہین

نقشِ ہستی کو ہم مٹا بیٹھے
آپ اب تک سنگار کرتے ہین

ایک دل تھا وہ لے چکے پھر بھی
تنگ وہ بار بار کرتے ہین

کر کے تقسیم مجھ سے نا کس کی
لوگ کیون شرمسار کرتے ہین

میرے پُرداغ دل مین اے شمشاد
سیر سب گلعذار کرتے ہین

مطلوب ہون کہ طالبِ عالی نظر ہون مین
اپنی بھی کچھ خبر نہین وہ بیخبر ہون مین

ہر دل مین ہون مین ثابت بشر ہون مین
تسخیر کرون خلق کو ایسی نظر ہون مین

ناحق گلا کہ بھار رہا ہون فراق مین
ہر نالہ کہہ رہا ہے مرا بے اثر ہون مین

ادنی کرشمہ ہے ترے وصل و فراق کا
عینِ نشاط مین ہون کبھی نوحہ گر ہون مین

کیونکر نہ دیکھتے ہی کرون جان مین نثار
وہ آفتابِ حسن چراغِ سحر ہون مین

کچھ دل ہی تنگیون سے نہین غیرتِ دہن
ہو کر نزار رو کشِ موے کمر ہون مین

اغیار پر ہے تہمتِ ظلم و ستم عبث
الفت بتا رہی ہے کہ وجہ ضرر ہون مین

برداشت کر گیا مین زمانے کی ٹھوکرین
اب آرزو ہے اتنی ترا سنگِ در ہون مین

دل کو نہ میرے بیدھ نگاہ عتاب سے
کیون میرے ہوتے تم کرو عالم کو دلفگار
تجھسے جو مینے عشق کیا اے نہالِ ناز
عزلت نشین بنا دے مجھے اے غمِ فراق
بے شک کچھ اسمین رشتۂ الفت کی لاگ ہے
راحت سے منہ جو عیش مین پھیرے وہ دل مین ہے
الفت کے دور مین مری شہرت کو ناز ہے
کونین کے دو ورقے کو مین نے کیا سیاہ
پتھر عدو کا دل ہو تو پگھلا دون مین اوسے
کیونکر قدم جما کے رہون کوے یار مین
تیرے رخِ صبیح کا پرتو جو پڑ گیا
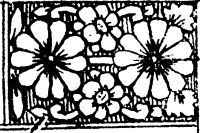
غیرت مری سرشت ہے عالی گہرون مین
اے تیر حادثات تمھاری سپر ہون مین
کہتا ہے درد دل کہ اوسیکا ثمر ہون مین
مثلِ نشاطِ دہر نہ اب دربدر ہون مین
گردش ہو چشم یار کو زیر و زبر ہون مین
ثابت قدم جو غم مین ہے وہ جگر ہون مین
کہتی ہے راستی کہ ترے بال و پر ہون مین
کہتا ہے خطِ شوق ابھی مختصر ہون مین
حسرت بھری نگاہ غم آگین جگر ہون مین
تیزیِ گامِ تیز روِ نامہ بر ہون مین
کہتا ہے دل کہ غیرت شمس و قمر ہون مین

دیتا ہون ایک خلق کو مین لذتِ سخن
شمشاد باغِ دہر مین وہ بارور ہون مین

مرے رونے سے پنہان کوہ و صحرا ہوتے جاتے ہین
نیاز و ناز نے پکڑی کچھ ایسی صورتِ وحدت
کمالِ حسن پر کامل محبت مین تماشا ہے
حواسِ مجتمع پر ناز و وصفِ گیسوِ پیچان
کس آفت کا طلائی رنگ اوس ظالم نے پایا ہے
ستم یہ ہے کہ تسلیم و رضا مین فرق آتا ہے

جو آنسو آنکھون سے گرتے ہین دریا ہوتے جاتے ہین
مرے ارمان سب اونکی تمنا ہوتے جاتے ہین
خدا کا شکر وہ ہر فن مین یکتا ہوتے جاتے ہین
مگر سامان وحشت پھر مہیا ہوتے جاتے ہین
بدن پر ہار بیلے کے مطلا ہوتے جاتے ہین
کہون کیونکر کہ مجھپر ظلم بیجا ہوتے جاتے ہین

کیا دل کو مجلّیٰ وہ تجلّیِ محبت نے
کہ اون کے رازِ پنہان تک ہویدا ہوتے جاتے ہین

انہین مین ہو گی ظاہر ایک دن صورت قیامت کی
تمھاری چال سے فتنے جو پیدا ہوتے جاتے ہین

خدا نے دلفریبی دی ہے کیا حسنِ تواضع مین
مرے دشمن برابر میرے شیدا ہوتے جاتے ہین

نظر مستی بھری آنکھون سے اِن پر ڈال ای ساقی
ترے دیوانے غفلت پاکے دانا ہوتے جاتے ہین

ترقی پر ہے ایسی حسن کی گرمی حسینو نمین
دلِ نازک تک اِن کے سنگِ خارا ہوتے جاتے ہین

کوئی وحشی کوئی دیوانہ تیرے غم مین بنتا ہے
ہمین یہ بھی نہین کھُلتا کہ ہم کیا ہوتے جاتے ہین

فریب و بیوفائی کی ادائی کیون نہو انمین
جو دنیا مین پھنسے وہ عینِ دنیا ہوتے جاتے ہین

بظاہر جنکی عمر دن مین ترقی ہوتی جاتی ہے
رہِ ملکِ عدم مین گام فرسا ہوتے جاتے ہین

تری اُفتاد کچھ ایسی ہے ای خالِ لبِ جانان
ترے دلدادہ لاکھون نکتہ پیرا ہوتے جاتے ہین

لڑکپن مین جو تھے کچھ داغِ چیچک اونکے چہرے پر
جوانی مین وہ خالِ روی زیبا ہوتے جاتے ہین

تصور مین جو وقتِ نظم تیری ساکِ دندان ہی
مرے اشعار سب عقدِ ثریا ہوتے جاتے ہین

تری آنکھون کے متوالے بغیر از منت ساغر
بلا کے مست زیرِ چرخِ مینا ہوتے جاتے ہین

ہمارا گوشۂ عزلت پری خانہ نہ بن جائے
حسینانِ جہان کیون جلوہ آرا ہوتے جاتے ہین

ادا و ناز کا اندازہ کوئی کر نہین سکتا
نئے انداز اونمین روز پیدا ہوتے جاتے ہین

ادھر سے ایک رقعہ بلکہ پُرزہ بھی نہین آتا
خطون پر خط ہماری جانب سے انشا ہوتے جاتے ہین

جو رُکنِ سلطنت تھے بھیک تک اونکو نہین ملتی
غلامی جنکا شیوہ تھا وہ آقا ہوتے جاتے ہین

ہلاکو جنکی سفاکی سے دابے دانتو نمین اونگلی
وہ اپنے زعم مین شکِ مسیحا ہوتے جاتے ہین

ترقی اسکو کہتے ہین کہ انگریزون کے بچے بھی
جو پیدا ہوتے جاتے ہین وہ بابا ہوتے جاتے ہین

عجب کیا رنگ لائے حضرتِ شمشاد کی توبہ

جو تھے نوخیز پودے سرو بالا ہوتے جاتے ہین

دل کی یہ ترجمان ہین دونون / آنکھین بھی بدگمان ہین دونون

دل جگر پہلوان ہین دونون / گو بہت ناتوان ہین دونون

ہین برابر ہمین وجود و عدم / یہ ہمارے مکان ہین دونون

لب ہین خشک یا ہون آنکھین تر / عشق کے یہ نشان ہین دونون

یاس و امید مین تفاوت کیا / دل مین جب میہمان ہین دونون

ہم ہون نالان کہ آپ ہون خندان / ایک نغمہ کی تان ہین دونون

میری وحشت ہو یا کہ رسوائی / عشق بازی کی جان ہین دونون

لب بلب ہو کے صبر کی تلقین / یہ مرے امتحان ہین دونون

غیر کا شکوہ یا گلہ تیرا / عشق ہی کے بیان ہین دونون

تیرے گال اور مہر و ماہ غلط / وہ ملاحت کی کان ہین دونون

قصہ میر اسنو کہ مجنون کا / عشق کی داستان ہین دونون

آنکھون آنکھون مین باتین ہوتی ہین / آنکھین کیا ہین زبان ہین دونون

نہین تارون سے بڑھکے ہین آنسو / آنکھین کیا آسمان ہین دونون

روٹھنا روٹھکر نہ پھر منا / آپ ہی کی یہ آن ہین دونون

دل عاشق ہے داغ سے لالہ / گال اگر زعفران ہین دونون

میری آنکھون مین کیا نہین موجود / ایک خاصہ جہان ہین دونون

روز فرقت ہو یا شب ہجران / میرے ہی قدردان ہین دونون

دیر مین بیٹھون یا حرم مین ہون / تیرے ہی آستان ہین دونون

وعظ مین کیا ہے کیا ہے لکچر مین / لوٹنے کی دو کان ہین دونون

تیری مژگان ہین تیر کے دستے / ترچھے ابرو کمان ہین دونون

دیدہ و دل جو مجھسے ہین برہم / میرے ہی مہربان ہین دونون

حضرتِ عشق کی عنایت پر / دل جگر ارمغان ہین دونون

مین نحیف اور آپ ہین نازک / سچ تو ہے دہان پان ہین دونون

تھامے دم سے نامِ عشق و جنون / مین نہین بے نشان ہین دونون

دل جگر پر جو ٹھیک بیٹھے ہین / کن نگاہون کے بان ہین دونون

نالہ ناقوس کا جرس کا شور / معرفت مین اذان ہین دونون

عشق ہو یا جنون ہو مجھ مین / ایک ہی خاندان ہین دونون

آپ مطلوب ہم ہوے طالب / ایک ہی کی یہ شان ہین دونون

آپ گل عندلیب ہے شمشاد
خندہ رو خوش بیان ہین دونون

مری حالت وہ کسنیکو مین دکھا ہی نہ سکون / غم بھی وہ غم کہ جو چاہون تو سنا ہی نہ سکون

درد وہ دے کہ دوا اوسکی مین پا ہی نہ سکون / بیخودی ایسی کہ مین آپ مین آ ہی نہ سکون

کسطرح اونکو کرون رحم کے جانب مائل / جب دلِ زار کا حال اونکو سنا ہی نہ سکون

یہ نیا حکم ہے تعزیر نئی ہے سنیے / حال تو عرض کرون ہونٹھ ہلا ہی نہ سکون

دردِ فرقت ہے سلامت تو مری ہستی کیا / حرفِ قسمت تو نہین یہ کہ مٹا ہی نہ سکون

عشق نے فکرِ معیشت سے رہائی دیدی / غم ہے وہ نعمتِ جاوید کہ کھا ہی نہ سکون

یارِ دیرینہ ہو مدت مین ملے ہو بیٹھو / تم ہو کیا اوٹھتی جوانی کہ اٹھا ہی نہ سکون

جان کہنے کی سزا ہے کہ وفا تم نہ کرو
عمرِ رفتہ تو نہین ہو کہ بُلا ہی نہ سکون

قتل کرکے مجھے کس ناز سے کہتا ہے وہ شوخ
رشکِ عیسےٰ ہون نہو گا کہ جلا ہی نہ سکون

مجلسِ وعظ سے بدتر ہے وہ بزمِ عشرت
جس مین جا ہی سکون رنگ جما ہی نہ سکون

کیون نہو آپکی محفل مین خجالت اوجھن
پہلے تو آنہ سکون آؤن تو جا ہی نہ سکون

سوز کیسا ہے مری شعلہ فشان آہون مین
آپ تو جل نہ سکون آگ لگا ہی نہ سکون

دل کی اوجھن ہی کا اظہار ہے مشکل ورنہ
کون حالت ہے جسے صاف کہا ہی نہ سکون

ایسی دولت تو ہے افلاس کے غم سے بدتر
جسکو کھا ہی نہ سکون اور کھلا ہی نہ سکون

اپنے پہلو مین جو دشمن کو جگہ دی تمنے
کوہِ الفت تو نہین یہ کہ ہٹا ہی نہ سکون

آپ احسان کرین صرف اجازت دیدین
غیر ہے کیا سرِ خجلت کہ اوٹھا ہی نہ سکون

میرے مرجانیکی گر جانیکی یہ صورت ہے
ہو کے شمشاد مین ای گل تجھے پا ہی نہ سکون

روزِ فراق سب کی نگاہون مین خوار ہون
گویا شرابِ عشرتِ شب کا خمار ہون

ایسا فنا سے بادہ و محوِ بہار ہون
مین خاک ہو کے سبزۂ مینا نگار ہون

کیون دہر کے مذاق مین مین ناگوار ہون
انکارِ کار ہون نہ غمِ کار و بار ہون

مین عاشقِ چمن نہ فدای بہار ہون
مصروفِ سیرِ گلشنِ روی نگار ہون

عاشق سے بیخودی مین بھی تسلیم ہے محال
خورشید لاکھ کہدے کہ مین روے یار ہون

صیاد اوسکی آنکھین ہین زلفین ہین دامدار
ابتک نہ یہ کھلا کہ مین کسکا شکار ہون

ناوک فگن کو مجھسے نہ پوچھو یہ دیکھلو
بسمل ہون بیقرار ہون مین دلفگار ہون

رگ رگ مین اضطراب تڑپ بال بال مین
اوسپر بھی کیا مجال ذرا بیقرار ہون

کیونکر نہ بھر فاتحہ آئے خیالِ یار — دل کہہ رہا ہے آرزوون کا مزار ہون

مجھکو نکالتا ہے جو دشمن کی چھیڑ پر — کیا مین ترے بھرے ہوے دل کا غبار ہون

وحشت اوڑا رہی ہے مرے تن کی دھجیان — دامن کی آرزو ہے کہ مین تار تار ہون

دل داغہاے عشق سے ہے غیرتِ چمن — خونابِ اشکِ سرخ سے مین لالہ زار ہون

تیری شبِ فراق مرا جامۂ سیاہ — ای آرزوی کشتہ ترا سوگوار ہون

میری طلب کسیکو نہ مجھسے کوئی نفور — دورِ نشاط ہون نہ غمِ روزگار ہون

جز نام کچھ نشان نہین ہے وجود کا — عنقا ہون یا مین اپنے ہی دل کا قرار ہون

اوس سے تبِ فراق کا کیونکر کرون گلا — کہتا ہے کیا کرون مثلِ یک انار ہون

تم سمجھو ہمنشین کہ سمجھو مجھے غلام — صرف اتنی آرزو ہے کسی مین شمار ہون

آخر بتا دو یہ بھی کہ اب چاہتے ہو کیا — صدقے بھی ہون فدا بھی ہون تم پر نثار ہون

ہمصحبتون کو یاد کرو مجھکو دیکھکر — وارفتگانِ قافلہ کا مین غبار ہون

آنکھین امیدِ خواب مین جھپکاؤن کسطرح — کہتا ہے دیدہ مین تو پئے انتظار ہون

میرے خلاف کیون ہین تری ساری گردشین — اے پیرِ چرخ مین بھی اطاعت شعار ہون

پہچانتا ہون تجھکو تری یاد دل مین ہے — اوسپر بھی بدحواس ہون غفلت شعار ہون

شمشاد ہون خزان سے ہون آزاد سر بسر
گلرویون کی نظر مین سراپا بہار ہون

جو آپ کرتے ہین شغلِ شراب ناب کہین — تو سوزِ رشک سے ہوتا ہے دل کباب کہین

یہ کیا ستم ہے بگڑ کر دو عتاب کہین — اوسی کے ساتھ ہون الطافِ بیحساب کہین

ترے پسینے مین خوشبو بھی آب و تاب بھی ہے — کہین ہے گوہرِ تابان تو ہے گلاب کہین

یہی خلاصۂ شرحِ بہشت و دوزخ ہے
کہین کرم ہے تمھارا تو ہے عتاب کہین

سنادون دلکی جو حالت ہے یہ تو ممکن ہے
مگر یہ ڈر ہے نہو مجھسے اجتناب کہین

بدل دون رنگ ہی سارا مین اونکی صحبت کا
جو ایک روز بھی ہو جاؤن باریاب کہین

بروزِ حشر وہ منھ دیکھتے ہین رحمت کا
جو میرے جرمون کا ملتا نہین حساب کہین

گمانِ محض ہے تفریقِ طالب و مطلوب
وہی ہے ذرہ کہین اور آفتاب کہین

وہ بزمِ عیش مین دہوکے سے لیچلا مجھکو
مگر یہ ڈر ہے کہ آنکھین نہون پُر آب کہین

کوئی دیار نہین درسِ عشق سے خالی
مگر درست نہین آجتک نصاب کہین

مٹا دو سارے حسینون کے حسن کا دعوے
ہٹا دو چہرے سے اے جانِ جان نقاب کہین

نکالتا مین کسر ساری ضعفِ پیری کی
جو اتفاق سے ملتا مجھے شباب کہین

فروغِ چہرۂ جانان مین ہین عجیب نیرنگ
ضیای چشمِ بصیرت کہین حجاب کہین

عجب ادا سے بگڑتے ہین منھ چڑھاتے ہین
اگر وہ بحث مین ہٹتے ہین لاجواب کہین

جو دل ملے ہین تو اغیار لاکھ فکر کرین
طریقِ وصل کا ہوتا ہے سدِ باب کہین

بگڑ کے دیکھتے ہین ناز سے مرے تیور
نصیب کسکو ہے اس لطف کا عتاب کہین

دلون مین رہتی ہے ارمانِ کثرتِ تعداد
ہمارے شعر نہین ہوتے انتخاب کہین

یہ بے سبب نہین آہِ رسا مین ہی مرغول
کسیکی زلف کے دیکھے ہین پیچ و تاب کہین

نہ حرف آئے تو کیون التفاتِ ساقی پر
خمارِ عیش کہین نشۂ شراب کہین

بروزِ حشر دکھائین وہ فتنۂ قامت
نظر نہ آئے قیامت کا انقلاب کہین

ہجومِ اہلِ غرض سے وہ تنگ آئے ہین
نہو طریقِ مروت کا سدِ باب کہین

جما کے اونکے تصور کو عرضِ حال کرون
جو دور ہو دلِ مضطر سے اضطراب کہین

سخن مین حضرتِ شمشاد جنکو کہتے ہین
اونہین کو ہمنے سنا خانمان خراب کہین

دل مین گھونگھٹ کیے جو پردہ نشین رہتے ہین
غیر کی آنکھو مین ایسے بھی کہین رہتے ہین

وہ جو ہنگام کرم چین بجبین رہتے ہین
وصل کی رات بھی ہم سخت حزین رہتے ہین

مردم چشم سے رکہتے ہین جو صد گونہ حجاب
لاکھ پہلو سے مرے دل کے قرین رہتے ہین

غیر کیا اوسکے تصور کا نہین جس مین گذر
شکر صد شکر کہ اوس دل مین ہمین رہتے ہین

کعبہ و دیر مین اونکو نہ کسی نے پایا
پھر بھی اصرار ہے سبکو وہ یہین رہتے ہین

عبرت انگیز ہے ایسونکی مآل اندیشی
جمع دولت مین جو ہر وقت غمین رہتے ہین

اے بتِ دشمنِ دین اسکو نہ تبخانہ بنا
دل وہ کعبہ ہے جہان عرش مکین رہتے ہین

رشک ارژنگ نہین غیرتِ فردوس ہین وہ
جن مکانون مین پریزاد مکین رہتے ہین

اب نہین میرے سوا چاہنے والا اونکا
جب سے وہ تیغ بکف چین بجبین رہتے ہین

ہم تڑپتے ہین اثر کے لیے بالای زمین
نالۂ بیتاب سرِ عرشِ برین رہتے ہین

کعبہ و دیر تو دیکھے چلو دل بھی دیکھین
سنتے ہین اوسمین بھی وہ گوشہ نشین رہتے ہین

کوچۂ یار مین پلکون کے بناتا ہون قدم
آنکھون کے پردے وہان فرشِ زمین رہتے ہین

لطف یہ ہے کہ صباحت مین نمک ہے تمیر
سانولون مین بھی بہت کم نمکین رہتے ہین

غم و اندوہ و الم حسرت و یاس و ارمان
یہی ویرانے مرے زیرِ نگین رہتے ہین

لب تک آئے بھی اگر نامِ خدا کیا حاصل
کعبۂ دل مین بسے دشمنِ دین رہتے ہین

شرم سے آنکھ ملانا بھی جنہین تھا دشوار
اب کسی بات مین وہ بند نہین رہتے ہین

پھیر لی کسنے نظر میری طرف سے یارب
اٹھو احباب بھی آمادہ بکین رہتے ہین

معدنِ فکر وہ لاتی ہے جواہر باہر | غرقِ آب و عرق اب دُرِّ ثمین رہتے ہین

اونکو شمشاد سے تھا ربط کرین لاکھ انکار
گل ہین جس باغ کے وہ ہم بھی وہین رہتے ہین

الزام کیا جو اپنے ہم دل کو ڈھونڈھتے ہین | لیلی کی آرزو مین محمل کو ڈھونڈھتے ہین
کشتِ امید دل سے حاصل کو ڈھونڈھتے ہین | جو بوسہ گہ ہو لبِ اوس تل کو ڈھونڈھتے ہین
دل کا مکین تو ہے ہم دل کو ڈھونڈھتے ہین | زہرہ کی آرزو مین بابل کو ڈھونڈھتے ہین
یہ دلبرانِ عالم بیدل اگر نہین ہین | ہم بیدلونکی صورت کیون دل کو ڈھونڈھتے ہین
دقت پسند تیرے ہمت مین ہین نرالے | ہو سہل آپ ایسی مشکل کو ڈھونڈھتے ہین
کامل ہمین ہین سمجھے جانِ کمال عالم | ہم نازِ بے کمالی کامل کو ڈھونڈھتے ہین
کرتی ہے ایسی بیخود مجمع مین تیری صورت | محفل مین بیٹھکر ہم محفل کو ڈھونڈھتے ہین
دیر و حرم سے بڑھکر ہو بھی تو ہمکو مطلب | جو دل ہو گھر تمھارا اوس دل کو ڈھونڈھتے ہین
اوس کی ادا کو حاصل جب ہے سند قضا کی | اب لوگ کیون ہمارے قاتل کو ڈھونڈھتے ہین
بیوجہ یہ نہین ہے قاتل نگہ کی گردش | یہ تیر پھر پلٹ کر بسمل کو ڈھونڈھتے ہین
ہمت بڑھی ہوئی ہے نادان ہون کہ دانا | تھک کر تری گلی مین منزل کو ڈھونڈھتے ہین
اتنو ہمین یہ دولت ایسی ہوئی اجیرن | ہم اپنے نقدِ دل کے سائل کو ڈھونڈھتے ہین
رہ رہ کے ابرو نین بیوجہ کب ہے جنبش | پھر پھر کے اب وہ اپنے بسمل کو ڈھونڈھتے ہین
دل اور دین و ایمان دیکر ہین جان دیتے | ہمسے سوا وہ اب کیا باذل کو ڈھونڈھتے ہین
ملکر کبھی الگ ہو ایسے کی دوستی کیا | وصلی کی طرح باہم واصل کو ڈھونڈھتے ہین
چرچے ہین قاتلون کے مقتولون کے فسانے | ہم کب سے سرکبف ہین قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

دل مین ہے عشقِ دنیا لب پہ ہے ذکر مولے | پردے مین حق کے زاہد باطل کو ڈھونڈتے ہین

نقادِ عاشقون مین جو ہین ہمارے ایسے | دل دیتے ہین سمجھکر قابل کو ڈھونڈتے ہین

ہو چارہ گر کہ دشمن مطلب نہین کچھ اس سے | ہے وصل کی تمنا موصل کو ڈھونڈتے ہین

ہم رندِ اہلِ دنیا کرتے ہین کچھ جو طاعت | بحرِ فنا کے ڈوبے ساحل کو ڈھونڈتے ہین
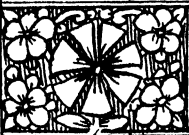
زاہد کو ہو مبارک فردوس تک رسائی
شمشاد ایک گل کی منزل کو ڈھونڈتے ہین

دل کی جو حالت ہے وہ تحریر ہو سکتی نہین | اصل شے ہرگز کوئی تصویر ہو سکتی نہین

درحقیقت سچی الفت مین اگر ہے کچھ اثر | اونکے دل مین غیر کی توقیر ہو سکتی نہین

محو ہو جاؤن فنا ہو کر اونھین مین یکدن | اس سے بہتر وصل کی تدبیر ہو سکتی نہین

ہے لبِ خاموشِ جانان پر اگر قفلِ حیا | میرے رازِ عشق کی تشہیر ہو سکتی نہین

عشق کا بندہ ہون محوِ یار مسلک ہے وفا | کوئی مذہب ہو مری تکفیر ہو سکتی نہین

یار نا شنوا ستم یہ مین سراپا بیزبان | مدعا وہ جسکی کچھ تقریر ہو سکتی نہین

کیون نہ چشمِ خلق سے پنہان ہے شکلِ ہما | خود نمائی مین کبھی توقیر ہو سکتی نہین

اوسکی رحمت نے دکھائی مجھکو جنت کی بہار | خوابِ غفلت کی تو یہ تعبیر ہو سکتی نہین

ساری تکلیفونکا مرجع ہے اکیلی احتیاج | طبعِ مستغنی کبھی دلگیر ہو سکتی نہین

پیشِ داور وہ بتِ ظالم کہے حق کس طرح | نالۂ ناقوس مین تکبیر ہو سکتی نہین

دور سے کرتی ہے جو اوس ترک کی نوکِ مژہ | تجھسے جبکر وہ خلش اے تیر ہو سکتی نہین

کر چکا ہے خون وقتِ ذبح قاتل کا لحاظ | اب دبے خاک دامنگیر ہو سکتی نہین

آپ بندھ جا اوس شکار انداز کے فتراک مین | اتنی ہمت تجھسے اے نخچیر ہو سکتی نہین

یہ شرف ہے صرف تیرے حسن میرے عشق مین
اور شہرت کوئی عالمگیر ہو سکتی نہین

کوے جانان کی حراست مین کرونگا شوق سے
میری جنت مین اگر جاگیر ہو سکتی نہین

ابروِ قاتل اوڑا سکتے ہین پرزے روح کے
اتنی کاری آہنی شمشیر ہو سکتی نہین

داغِ دل ہی نے کیا ہے نام روشن عشق کا
نیرِ اعظم مین یہ تنویر ہو سکتی نہین

میری سیدھی سیدھی تدبیرین بھی اولٹی ہو گئین
منقلب اب خیر کی تقدیر ہو سکتی نہین

ہو نہ اوٹھتے ہی دلِ نالان کو کردین پاش پاش
ایسے نالون مین کبھی تاثیر ہو سکتی نہین

وہ بتِ عیار کیونکر آئے میرے دام مین
عاشقِ صادق ہون مین تزویر ہو سکتی نہین

میری آنکھون مین سمایا ہے تو اے شیرین نقش
یون تو کوئی نہر جوے شیر ہو سکتی نہین

تیرے گھونگھر والے بالو نین ہون مجھ وحشی کے ہاتھ
پاؤن کے لائق تو یہ زنجیر ہو سکتی نہین

کیا ستم ہے عندلیبِ زار پر اے شمرد
عاشقِ گل ہے مگر گلگیر ہو سکتی نہین

جلد اگر صورت نہ نکلے گی تمھارے وصل کی
جان دینے مین کوئی تاخیر ہو سکتی نہین

سچ کہا اے خوش گلو غنچہ دہن شمشاد نے
ان زمینون مین ادای میر ہو سکتی نہین

ردیف واو

دلدادۂ ادا ہون تم مانو یا نمانو
ہر ناز پر فدا ہون تم مانو یا نمانو

درماندۂ جفا ہون تم مانو یا نمانو
سرمایۂ وفا ہون تم مانو یا نمانو

دل کی ہے کیا حقیقت حاضر ہے جان میری
مین دل سے مبتلا ہون تم مانو یا نمانو

ہے رعد چیخ میری بوندین ہین میرے آنسو
فرقت مین رو رہا ہون تم مانو یا نمانو

مجھکو سوا تمھارے الفت نہین کسی سے
سچ سچ مین کہہ رہا ہون تم مانو یا نمانو

کیسی تھی میری صورت اب کیا ہے میری حالت
آدھا نہین رہا ہون تم مانو یا نمانو

منہ تمنے کیا چھپایا مجھکو سڑی بنایا
منہ ڈھانکے رو رہا ہون تم مانو یا نمانو

فرہاد و قیس کیا تھے وامق کا ذکر ہی کیا
ان سب سے مین سوا ہون تم مانو یا نمانو

اک گل کی جستجو ہے شمشاد کو کہ دن بھر
چکر مین دیکھتا ہون تم مانو یا نمانو

رخ روشن پر اوسکی زلف پیچان دیکھتے جاؤ
خدارا ارتباط کفر و ایمان دیکھتے جاؤ

بکھارے چوچلے واعظ نے کیا کیا وصف جنت مین
ذرا اے ساکنان کوی جانان دیکھتے جاؤ

کیا ترک تعلق بھی تو کیا بیجا کیا مین نے
ذرا تم بھی تو اپنے عہد و پیمان دیکھتے جاؤ

نہ پوچھو ہمین ارمانون نے کیا آفت مچائی ہے
سرای دل مین آکر ناز مہمان دیکھتے جاؤ

دکھا کر اپنی آرائش کی چیزین مجھسے کہتے ہین
تم اپنے قتل کے سب ساز و سامان دیکھتے جاؤ

اگر ہمراہ دشمن جھولنے جاتے ہو ساون مین
تو میری آنکھ سے بھی جوش باران دیکھتے جاؤ

چھڑا کر تجھسے ناجنسون مین غربت کے دیے صدمے
تم اپنے شیفتہ پر جور دوران دیکھتے جاؤ

ستم ہے اپنے جانبازون سے ای نازک بدن کہنا
نگہ کی برچھیون کے وار مردان دیکھتے جاؤ

شراب ناز کی مستی مین کیا مغرور پھرتے ہو
کباب آسا دل عاشق کو بریان دیکھتے جاؤ

ادائین اونکی میرے دل مین ہین مین اونکے قبضے مین
جسے چاہو اوسے محبوس زندان دیکھتے جاؤ

لب رنگین کے غم مین لخت دل آنکھون سے بہتے ہین
نئے معدن کی یہ لعل بدخشان دیکھتے جاؤ

پھونکر دل ترے کوچے مین کس فرحت سے کہتا ہے
یہی گلشن ہے رشک باغ رضوان دیکھتے جاؤ

اشارہ ابروون سے کرنے مین اونکا یہ ایما ہے
کہ جانبازی کرو شمشیر بران دیکھتے جاؤ

میان کفر و ایمان لڑکے کیون تفریق کرتے ہو
مرے انداز اسے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

سگئے ہین طور و چرخِ چارم و عرش معلی پر   جو آنکھین ہون تو اوجِ جاہِ انسان دیکھتے جاؤ

کسیکے سرو قد مین پنجۂ رنگین یہ کہتا ہے   صنوبر مین نموے شاخِ مرجان دیکھتے جاؤ

رقیبِ حیلہ گر کو خوب سوجھی ہے نصیحت کی   بشکلِ وعظ اسکا مکرِ شیطان دیکھتے جاؤ

نہ دیکھا ہو جو یو پھٹنے کو میٹھی نیند والون نے   کہو اونسے مرا چاکِ گریبان دیکھتے جاؤ

اگر گلگشت کو اصرار سے دشمن کے جاتے ہو
سوِ شمشاد اے سروِ خرامان دیکھتے جاؤ
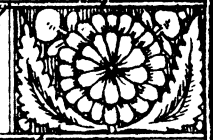
داخلِ بزمِ طرب کسطرح وہ ناشاد ہو   دمبدم جسکے لبون پر نالۂ و فریاد ہو

مثلِ دامِ زلف اوجھن مین رہے برباد ہو   طائرِ دل کا اگر تیرے سوا صیاد ہو

کعبۂ دل تک کو جو ویران کرکے شاد ہو   اوسکو کیا پروا ہے اک عالم اگر برباد ہو

اے ستمگر جب کوئی طرزِ ستم ایجاد ہو   مین ترا درد آشنا ہون میری پہلے یاد ہو

روز کردیتے ہو میری لاکھون امیدونکا خون   شک نہین اسمین ذرا بھی تم بڑے جلاد ہو

مین تو جسکو دیکھتا ہون وہ ہے تیرا شیفتہ   اس بلا کی قید سے شائد کوئی آزاد ہو

اوسمین ہین زہاد و عباد اسمین سب اچھے برے   کوچۂ جانان کے آگے خلد کیا آباد ہو

اس سے بڑھکر اور کیا ہو گرمیِ عشقِ بتان   آبلے دل مین پڑین لب پر اگر فریاد ہو

کس بنا پر اب کرون تمسے تمنا رحم کی   میرے حق مین جب تمھارا ہر کرم بیداد ہو

صفحۂ دل پر مرے تصویر اوسکی کھینچ کر   اے تصور آج رشکِ مانی و بہزاد ہو

ہے ترا عاشق وہی اے لیلی شیرین منش   رو کشِ مجنون رہے غیرت دہ فرہاد ہو

میری حیرت آپکی تمکین رخصت دے اگر   اپنے اپنے وقت پر کچھ عرض کچھ ارشاد ہو

ایک قطرہ خون اے وحشت مری رگ مین نہین   فصد مین کیا سر خرو اب نشترِ فصاد ہو

شک نہین ہمین کہ مین مشتاق ہون فریاد مین — تم بھی بیداد و جفا و جور مین اوستاد ہو
ہو نہین سکتا ہے کچھ جب تیری مرضی کے خلاف — پھر ترے جور و ستم سے کیا کوئی ناشاد ہو
زور اپنا کچھ دکھا دے اے مرے جوشِ جنون — ٹوٹین زنجیرین کچھ ایسی منفعل حداد ہو

گلرخون پر خوب ہی سکہ بٹھایا رعب کا
واہ کیا کہنا تمہارا کیون نہو شمشاد ہو

خلق محو خوش بیانی کیون نہو — گفتگو ہمسے زبانی کیون نہو
پھٹ پڑی تیری جوانی کیون نہو — کیون نہو اے میری جانی کیون نہو
مجھسے کہدیتی ہے وحدت حرف حرف — آپکا رازِ نہانی کیون نہو
میرے غم پر جو تری مرضی سے ہے — صدقے عیشِ جاودانی کیون نہو
تیری صورت کی صفت مین میری نظم — غازۂ روے معانی کیون نہو
جب فنا در پیش ہے عاشق کو بھی — یار کے جلوے مین فانی کیون نہو
جب ہمارا ہو کے اونکا ہو گیا — ہمکو دل سے بدگمانی کیون نہو
ابر ہے سیرِ چمن ہے یار ہے — اب شرابِ ارغوانی کیون نہو
جسکو سنکر آپکو آجائے نیند — وہ ہماری ہی کہانی کیون نہو
جس سے دشمن لے رہا ہے میری جان — آپ ہی کی مہربانی کیون نہو
جو ہماری جان کا خواہان رہے — وہ ہمارا یارِ جانی کیون نہو
جسکو تم کہدو جوانی سے اوڑے — اوسکو مرگِ ناگہانی کیون نہو
تیری باتون سے مراجی پک گیا — اب بھی غم کی میہمانی کیون نہو
ہو گیا ہون مین فنامی شوقِ دید — اب ادھر سے لن ترانی کیون نہو

داغ ہی دل پر جو ہے میرا نصیب
وہ کسی گل کی نشانی کیون نہو

تیری صورت کا مصور ہے خیال
غیرتِ بہزاد و مانی کیون نہو

خون بچپن کی اداؤن کا ہوا
شورِ آغازِ جوانی کیون نہو

اوس گلی سے کردیا اوٹھنا محال
کیون نہو اے ناتوانی کیون نہو

مرتے مرتے جسکو ہو تیری طلب
نزع کی اوسپر گرانی کیون نہو

میری آنکھون مین ہے ساون کی جھڑی
آپ کی پوشاک دھانی کیون نہو

ایک گل شمشاد کے پہلو مین ہے
اب بہارِ شعر خوانی کیون نہو

دل کو حاصل کامرانی کیون نہو
تم ہو پاس اب شادمانی کیون نہو

تم مین ہم مین شعر خوانی کیون نہو
پھر بہم گوہر فشانی کیون نہو

جسکی شہرت میری الفت سے ہوئی
وہ مری ذلت کا بانی کیون نہو

وہ چمن مین آج ہے محشر خرام
دنگ سروِ بوستانی کیون نہو

میرے منہ سے اونکو ہے سننے مین عار
غیر ہی کی وہ کہانی کیون نہو

مین ہون اونکا بندۂ بے زر خرید
دل پر اونکی حکمرانی کیون نہو

مجھکو حکمِ قتل اشارون مین دیا
ثابت اونکی بے دہانی کیون نہو

چشمۂ خورشید پر تیرا عبور
شرم سے وہ پانی پانی کیون نہو

غصے سے ہے لال چہرہ آپ کا
رنگِ عاشق زعفرانی کیون نہو

اے بتو یہ گھر ہے کس سرکار کا
میرے دل کی پاسبانی کیون نہو

خلعتِ خونِ عاشقِ جانباز کو
واہ کیا کی قدردانی کیون نہو

تیر مژگان مین بلا کا توڑ ہے / تیغ ابرو مین روانی کیون نہو
جانتے ہین دلبرون کا رازِ دل / عاشقون مین غیب دانی کیون نہو
غیر بھی کہتا ہے تمکو اپنی جان / مجھکو دوبھر زندگانی کیون نہو
جسکے بارِ غم سے خم ہے میری پیٹھ / اے پری تیری جوانی کیون نہو
عاشقون کے حق مین جادو آنکھ کا / اک بلائے آسمانی کیون نہو
ایک گل شمشاد سے کرتا ہے بحث / آج لطفِ خوش بیانی کیون نہو

چہرے کو بے نقاب کرتے ہو / یہ بڑا انقلاب کرتے ہو
کسکو مستِ شراب کرتے ہو / کسکو کو تر آب کرتے ہو
جس کو تم انتخاب کرتے ہو / اوسکی مٹی خراب کرتے ہو
وصل مین کیا حجاب کرتے ہو / لطف کا سدِّباب کرتے ہو
مین گنہگار تم سراپا رحم / پھر مرا کیا حساب کرتے ہو
اوسکو کھو دیتے ہو دو عالم سے / جس کو تم باریاب کرتے ہو
جسکو دیتے ہو اپنے دل مین جگہ / اوسکو خانہ خراب کرتے ہو
رہتے ہو سبکی آنکھون مین دل مین / پھر بھی سب سے حجاب کرتے ہو
ہم کو روزِ شمار سے کیا ڈر / لطف تم بے حساب کرتے ہو
قتل کے بعد غرقِ حیرت ہون / کیون تم آنکھین پر آب کرتے ہو
اور کرتے ہو شیفتہ اوسکو / جس سے تم اجتناب کرتے ہو
چہرے مین وہ ضیا ہے جس سے تم / ذرے کو آفتاب کرتے ہو

آنکھوں مین مردمک ہین یا ہو تم | کس سے آخر حجاب کرتے ہو
ہم کو مطلوب بیحساب کرم | جرموں کا تم حساب کرتے ہو
نہین کرتے شراب وصل سے مست | دل جلا کر کباب کرتے ہو
ہائے اون کا یہ ناز سے کہنا | نام الفت خراب کرتے ہو
ایک جلسے مین سارے عالم کو | منفعل لاجواب کرتے ہو
مست آنکھوں سے مست کرکے مجھے | محو ذوق شراب کرتے ہو
خون مین غرق کر چکے مجھکو | اب کیون آنکھین پرآب کرتے ہو
طرۂ زلف چہرے پر لاکر | مہر کو ماہتاب کرتے ہو

سرو نوخیز ہنستے ہین شمشاد
تم جو ذکر شباب کرتے ہو

ردیف ہای ہوز

فتنے پر فتنے ہین اوس شوخ کی رفتار کے ساتھ | فرش رہ بیٹھی مری آنکھین ہین کس پیار کے ساتھ
رنجشین بڑہتی گئین وصل مین بھی یار کے ساتھ | خفتہ بختی بھی رہی طالع بیدار کے ساتھ
رشتہ تسبیح نے جوڑا ہے جو زنار کے ساتھ | محو توحید برہمن بھی ہین دیندار کے ساتھ
شکوۂ بخت مین ہین ہاتھ بھی آنکھون کے شریک | کمر یار بھی گم ہے دہن یار کے ساتھ
سیر گلشن مین ملے وہ جو بجائے خلوت | زہر کے گھونٹ پیے شربت دیدار کے ساتھ
آنکھین معشوقون کی اوٹھتی ہین جدھر جاتا ہون | میکدے دوڑتے ہین آپ کے سرشار کے ساتھ
دست وحشت کو گریبان سے ہے کیون الجھن | رشتۂ جان کہین اولجھا نہو ہر تار کے ساتھ
رنج وراحت کے ہین اسباب بہم حسن مین بھی | خار مژگان کو نمو ہے گل رخسار کے ساتھ

لطف سے رات کٹے اسکی کچھ امید نہین
وصل کا کرتے ہین اقرار وہ انکار کے ساتھ

نقدِ دل سینے مین رہتا ہے جبھی تلک محفوظ
کام جبتلک نہین پڑتا کسی عیار کے ساتھ

تیرے تیور کے بدلتے ہی پھرا سب عالم
ایک امید ہی تیرے گنہگار کے ساتھ

اوٹھنے آئین تری آنکھین دلِ عاشق بیٹھے
مسجدین بیٹھ گئین ان خانۂ خمار کے ساتھ

اے دلِ زار کسی روز مرا کہنا مان
کج ادائی نہین کرتا کوئی غمخوار کے ساتھ

کیون نہ خلوت سے رہے زاہدِ خود بین محروم
معرفت جمع نہین ہوتی ہے پندار کے ساتھ

طاقت و تاب و توان عشق مین ہم کھو بیٹھے
سو گوارا تو جگر ہی ہے دلِ زار کے ساتھ

دھانی پوشاک جو اوس شوخ کی یاد آئی مجھے
لگی ساون کی جھڑی آنسوؤنکے تار کے ساتھ

تیرے عاشق کی کفِ پا سے ہے خورشید خجل
کیا مقابل ہو کوئی تجھ سے طرحدار کے ساتھ

وعدۂ وصل کے ایفا مین پس و پیش ہے کیا
کیون جھکی جاتی ہے گردن تری اقرار کے ساتھ

کچھ نہ کچھ اسمین بھی اسرارِ نہان ہونگے ضرور
وہ بلاتے ہین جو مجھکو بڑے اصرار کے ساتھ

عمر بھر بوسے سے اے ترک رہون مین محروم
دہنِ زخم بہم ہون لبِ سوفار کے ساتھ

ایک گل نے یہ کہا سنکے کلامِ شمشاد
کیا متانت ہے بھری شوخیِ گفتار کے ساتھ

ردیف یای مثناۃ تحتانیہ

نئے پہلو سے تصور ہین ستاتے جاتے
تیری تصویر دکھا دیتے ہین آتے جاتے

ہاے اونسے نہین کہتا کوئی آتے جاتے
اپنے روٹھے ہوئے کو آپ مناتے جاتے

کسی حیلے سے ادھر بھی کبھی آتے جاتے
اپنی صورت کسی صورت تو دکھاتے جاتے

مین وہ بدبخت ہون ہوتی جو شب وصل نصیب
مرغ تصویر بھی سب شور مچاتے جاتے

اپنے بسمل کی تڑپ پر اوٹھین آیا جب رحم
ایک ہاتھ اور دیا آپ نے جاتے جاتے

مشق حیرت کی کیا کرتی ہے ہمسے نرگس
غنچون کو طرز سخن آپ سکھاتے جاتے

صبر کو مجھسے جو کہتے ہو دم رخصت تم
تو کوئی اسکا طریقہ بھی بتاتے جاتے

نزع مین بھی مجھے اے جان تمنا ہے یہی
دیکھ لیتا مین تری شکل کو جاتے جاتے

کیون نصیحت سے دکھاتے ہو مرا سر یارو
اوس سے ملنے کی کوئی چال بتاتے جاتے

کیا بتائین ہمین خلوت کی تمنا کیون تھی
بوسے لیتے تمھین چھاتی سے لگاتے جاتے

اعتدال قد موزون کا نہوتا جو لحاظ
ہم مضامین بلند اور بھی لاتے جاتے

میرے مونس گل بازی نہ بناتے مجھکو
کچھ شگوفہ نہ اگر آپ کھلاتے جاتے

بار احسان قضا لیکے سبکدوش ہوئے
کب تک اوس شوخ کے ہم ناز اوٹھاتے جاتے

جان نثار دہن دکھا دیتے ہم اپنی ہمت
صلۂ مہر و وفا کچھ بھی جو پاتے جاتے

خیریت گذری قیامت نے لیئے آکے قدم
فتنے چالون سے برابر وہ اوٹھاتے جاتے

ناوک ناز کی یاد آئی تو ہوگی آفت
درد کو تم مرے پہلو سے ہٹاتے جاتے

تمکو دل سے جو تعلق ہے نہین اوسمین کلام
ربط آنکھون سے بھی کچھ اور بڑھاتے جاتے

کشش دل جو نہ لاتی مجھے ہر روز ادھر
میری توقیر نہ یون آپ گھٹاتے جاتے

خواب مین آنے کا وعدہ جو کیے جاتے ہو
کسی تدبیر سے تم مجھکو سلاتے جاتے

بان کو ترک نہ کرتے جو مرے سوگ مین تم
سیکڑون خون مین ہر روز نہاتے جاتے

محفل غیر مین بھی چھپ کے پہونچ جاتے ہم
تم ہمین بھی جو اشارے سے بلاتے جاتے

میری دلچسپ کہانی نہین سنتے ہو تمھین
اور سب کہتے ہین کچھ اور سناتے جاتے

زخم گہرا نہ اگر کرتی مری تیغِ زبان
ہاتھ تشنیع کے اغیار لگاتے جاتے

آنسوؤن کے مری آنکھون سے نہ بہتے دریا
تم کبھی دلکی لگی بھی جو بجھاتے جاتے

ایک بوسہ ہمین دیدیتے اگر آپ زکوٰۃ
آپکی خیر فقیرانہ مناتے جاتے

تھک کے تیورا کے اگر بیٹھ نہ جاتا دلِ زار
ناچ تنگنی کا اوسے آپ نچاتے جاتے

چشمِ اغیار مین کھٹکا نہ کھٹک کا ہوتا
اپنی الفت مین جو یہ گل نہ سنگھاتے جاتے

مین نہ دیتا جو اونھین فی لت خواری کا سبق
پٹیان آپکو اغیار پڑھاتے جاتے

جاتے جاتے تمھین ای سروِ روان لازم تھا
غنچۂ خاطرِ شمشاد دکھلاتے جاتے

آنکھ جھپکی تو عجب چال وہ چل جاتا ہی
صورتِ تارِ نظر صاف نکل جاتا ہے

جب وہ آغوش سے دم دیکے نکل جاتا ہی
طفلِ اشک آنکھون سے دامن مین مچل جاتا ہے

رازِ الفت کبھی معشوق سے چھپتا ہی نہین
دل کے آتے ہی وہ انداز بدل جاتا ہے

شوخیان مجھسے کسی دستِ حنائی کی نہ پوچھ
چٹکیون سے وہ کلیجے ہی کو مل جاتا ہے

سوز مین کم نہین پروانے سے میرا دشمن
دیکھتے ہی مری صورت کو وہ جل جاتا ہے

روز تکلیف تجھے دیتی ہے پلکون کی خراش
کون یون آنکھین ترے تلوونسے مل جاتا ہے

بھول جاتی ہے مرے یار کو اپنی شوخی
چلبلا دل جو کسی روز مچل جاتا ہے

کسطرح اوسکی وفا پر ہو مجھے ناز اے دل
بات کی بات مین وہ شوخ بدل جاتا ہے

سوزِ الفت کی کڑی آنچ کی تاثیر نہ پوچھ
شمع کی طرح تنِ زار پگھل جاتا ہے

دیکھون کسطرح ترے رخ کی صفائی اے جان
پاے نظارہ تو پڑتے ہی پھسل جاتا ہے

نام وحشت کا زمانے سے مٹا دیتا ہون
دلِ شوریدہ اگر اپکے سنبھل جاتا ہے

یاد آجاتی ہین جسوقت جفائین تیری
ہاتھون سینے مین دلِ زار اوچھل جاتا ہے

خلد مین بھی مری وحشت مجھے رکھتی ہے اوچاٹ
دل کسیدکا کہین کسطرح بہل جاتا ہے

خوفِ دشمن سے نہ رو کو نگہِ ناز کے وار
مردِ میدان بھی کہین حیلے سے ٹل جاتا ہے

دل بھر آتا ہے تری یاد سے جب اے مہِ حسن
ایک چشمہ مری آنکھون سے اوبل جاتا ہے

عاشقِ گیسوِ پُر پیچ کا انجام نہ پوچھ
اژدرِ رنج والم اوسکو نگل جاتا ہے

دلکی دہڑکن کو سمجھتا ہے کہ بجلی کڑکی
میرے رونے سے وہ اسطرح دہل جاتا ہے

جس جگہ بیٹھ کے پڑھتا ہے ترا شیدائی
ایک انبوہ وہان سننے غزل جاتا ہے

کیون نہ شمشاد تجھے اپنی غزل دے ای گل
اوسکا ہر شعر ترے گانے مین ڈھل جاتا ہے

بس اب اور کیا ہوگی عزت ہماری
ہمین کو ہے مشکل زیارت ہماری

ترقی مین اک دوسرے سے سوا ہی
مسرت تمھاری مصیبت ہماری

نگر آئی او نپر بہار جوانی
کہ مجرے کو حاضر ہے وحشت ہماری

گرایا ہے دشمن کو کیا سر چڑہا کر
جواب بھی نہ سوچین تو شامت ہماری

نہین ہمکو حاسد سے کوئی شکایت
ہماری عدو ہے لیاقت ہماری

کہی جاے ناز آپکی کج ادائی
جو ہم روٹھین کھلائے شامت ہماری

عدو سے نہین دیکھی جاتی مصیبت
محبت نے کی وہ بُری گت ہماری

پڑہا فاتحہ کس نے تیوری چڑہا کر
غبارِ کدورت ہے تربت ہماری

ہمین ہم ہین یہ سارے اجزای گونی
بدلتی ہے ہر آن صورت ہماری

وہ دین جھڑکیان ہم کرین چاپلوسی
وہ اخلاق اونکا یہ عادت ہماری

ہوا ایک ایجاد دنیا مین مذہب
جہان رنگ لائی ارادت ہماری

محبت ہے اصلِ وجودِ دو عالم
نہ کیونکر ہو یہ عین فطرت ہماری

دلاتی ہے غیرون کو جرأت ہنسی پر
شرارت تمھاری متانت ہماری

ہمین ہین جو تھے نزہتِ چشمِ خوبان
محبت نے کردی بُری گت ہماری

نہ ہم بوسہ لین گے عوض نقدِ دل کا
ہمین روکتی ہے حمیت ہماری

اوبل پڑتے الفت مین سب رازِ دل کے
نہین کُھلنے دیتی متانت ہماری

گزر جائیگی ایک دن انتہا سے
عداوت تمھاری محبت ہماری

ابھی تک تو کونین ہے رونمائی
جو کچھ بڑھکے دیدین تو ہمت ہماری

اگر حور سے بڑھکے ہے تیری صورت
تو رضوان سے کیا کم ہے سیرت ہماری

کیا ایک عالم نے ہمسے کنارہ
جو ہم تمسے بھاگین تو شامت ہماری

فریبون سے جب لے چکے نقدِ دل کو
تو اب کیا کروگے مروت ہماری

ہمین آن اپنی نہین جانے دیتی
عنان گیر اونکی ہے صولت ہماری

گل اندام ہین بذلہ سنجی کو حاضر
غنیمت ہے شمشاد صحبت ہماری

میرے دل مین وس پری کا پیار ہوکر رہگئی
وہ ادا جو شوخیِ رفتار ہوکر رہگئی

جتنی بیتابی بیانِ حال مین کرتے تھے ہم
اوسکے آگے لکنتِ گفتار ہوکر رہگئی

اصل استغنا بنا انجام مین اصرارِ وصل
آپکی ضد تو فقط انکار ہوکر رہگئی

مجھکو مرگِ ناگہانی سے بہت امید تھین
چارۂ دردِ دلِ بیمار ہوکر رہگئی

سب امنگین ہوگئین پامالِ رفتارِ شباب
آرزوے دل خیالِ یار ہوکر رہگئی

جب ترقی سے تھکی تلبیسِ ابلیسِ لعین
واعظون کا جبہ و دستار ہو کر رہ گئی

دل نے آغوشِ تمنا مین لیا کس شوق سے
جب نگہ اوس شوخ سے دوچار ہو کر رہ گئی

چارسو عالم مین ہے اسکی سیہ پوشی کی دھوم
زلفِ جانان کسکی ماتم دار ہو کر رہ گئی

جب بڑھا غم حد سے زائد سمجھے اب پائی نجات
حیف یہ ہے زندگی دشوار ہو کر رہ گئی

اب نہین کوئی تمنا غیر دیدِ روے یار
خواہشِ دل حسرتِ دیدار ہو کر رہ گئی

میرے دل مین رہگئی تھی جو لہو کی ایک بوند
سرخیِ پانِ لبِ سوفار ہو کر رہ گئی

خوفِ لغزش سے نگہ کیا پھرتی آنکھونکیطرف
بادۂ دیدار سے سرشار ہو کر رہ گئی

دردِ فرقت مین حواس و ہوش سب رخصت ہوئے
پھر بھی تیری یاد دلکی یار ہو کر رہ گئی

ہوتی ہے تقدیر پر خود ہی نچھاور شوق سے
وصل مین تدبیر جب بیکار ہو کر رہ گئی

حالتین اچھی بری جتنی تھین وہ سب کٹ گئین
اک تری الفت گلے کا ہار ہو کر رہ گئی

ولولے جتنے تھے سب منھ پھیر کر رخصت ہوئے
دلکی حسرت ہی فقط غمخوار ہو کر رہ گئی

کفر کی ظلمت کو شرماتا ہے خالِ روے یار
اوپ تو ضوءِ رخِ دیندار ہو کر رہ گئی

کھلکے لڑنیکو تھین میری اونکی آنکھین بزم مین
غیر کے ڈر سے مگر تکرار ہو کر رہ گئی

جب نپایا آستانہ حضرتِ تاثیر کا
آہ سقفِ عرش کے اوس پار ہو کر رہ گئی

رحم کیا آتا کسیکو میری صورت دیکھکر
میری حالت عشق کا اظہار ہو کر رہ گئی

شیخ کی ایسی اوڑائی آج رندون نے ہنسی
اوسکی ہیئت قہقہہ دیوار ہو کر رہ گئی

شیخ کی ہوتی بری گت رندون نے جرات نہ کی
پھبتیون ہی کی فقط بوچھار ہو کر رہ گئی

شوخیان رخصت ہوئین شمشاد ہمراہِ شباب
قابلیت رونقِ اشعار ہو کر رہ گئی

کیا ستم ہے شبِ خلوت یہ سنائے کوئی
ہون اچھوتا نہ مجھے ہاتھ لگائے کوئی

جو منانا ہے تو اسطرح منائے کوئی
کہ تصور مین گلے آکے لگائے کوئی

لوٹی پوٹی مجھے صورت نہ دکھائے کوئی
شرم سے جاکے پسینے مین نہائے کوئی

رنگ جلوے کا نہ محفل مین جمائے کوئی
خلوتِ دل ہی مین جب منہ کو چھپائے کوئی

بیحجابانہ مرے آگے نہ آئے کوئی
دل ہی مین آکے کبھی شکل دکھائے کوئی

مثلِ موسے نہین جلوے کی تمنا مجھکو
اپنی آواز ہی پردے سے سنائے کوئی

کیا ستم ہے کہ نصیحت کرے آکر ناصح
تیرے ملنے کی نہ تدبیر بتائے کوئی

بیخودی ایسی کہ تو اوس مین رہے پیشِ نظر
سخت غافل ہے اگر ہوش مین آئے کوئی

لاکھ گھونگھٹ مین ہو تم کہتی ہے البیلی چال
انکی چتون سے ذرا آنکھ لڑائے کوئی

راز بنکر جو کبھی خلوتِ دل مین آجاؤ
اسطرح تمکو چھپا رکھون نہ پائے کوئی

بوسہ مانگا تو یہ جھنجھلاکے کہا اوس گل نے
میری مانے تو تمھین منہ نہ لگائے کوئی

حورین جنت کی دکھاتا ہے مجھے کیا رضوان
دل ہو قابو مین تو آنکھون مین سمائے کوئی

کیا ستم ہے کہ مرے شیفتۂ آرائش
اور اندوہ مین زیور نہ بڑھائے کوئی

پھبتیان کہنے کو بیدرد کھڑے ہنستے ہین
رونی دھونی نہ کبھی شکل بنائے کوئی

جان پر بنتی ہے ہوتی ہے ندامت مجھکو
بوسہ دیدے کہ نہ دے منہ نہ بنائے کوئی

تجھکو دیدار سے سیری ہو کبھی یہ معلوم
کب تک اے دل ترے پہلو سے نہ جائے کوئی

اسکے ہر وار مین اک لطف نیا ملتا ہے
خنجرِ ناز سے کیا دل کو بچائے کوئی

بوسۂ چشمِ فسونگر ہو عنایت جسکے
غیر جادو نہین کیون اسکو جگائے کوئی

محو دل سے تری صورت کرے ممکن ہی نہین
اپنی ہستی کو بھلا دے تو بھلائے کوئی

جادۂ عشق کے نقشِ کفِ پا کہتے ہین
پاؤن اس راہ مین رکھکر نہ اوٹھائے کوئی

اپنے چہرے سے ندامت کا پسینہ پونچھے
شعلے اوٹھتے ہین مرے دلسے بجھائے کوئی

دل اوٹھانا تو بڑی بات ہے ای جانِ جہان
تیرے چہرے سے بھلا آنکھ اوٹھائے کوئی

جھلکیان اپنی دکھا کے نہ مجھے ترسائے
سامنے آکے مرے ہوش اوڑائے کوئی

ہنسکے ہردم نہ دکھاؤ دُرِ دندان کی چمک
غم مین ہیرے کی کنی چلکے نہ کھائے کوئی

منہ جو آنچل سے چھپایا تو دکھائے جوبن
اپنی اس شرم سے کچھ دل مین لجائے کوئی

سینے پہلو مین بڑے ناز سے پالا ہے اسے
جان لیلے مرے دل کو نہ دُکھائے کوئی

دل مین رکھتا ہے اگر گلبدنی کا دعوے
آکے شمشاد سے کچھ رسم بڑھائے کوئی

ادا ادا مین ادا مین ادا نکلتی ہے
تری ادا مین کہین انتہا نکلتی ہے

جفا مین کون کہے گا وفا نکلتی ہے
تری وفا مین بھی طرزِ جفا نکلتی ہے

ہزار بار ترے عاشقون کی جانچ ہوئی
مری ہی جان تری مبتلا نکلتی ہے

ٹٹولتے ہین طبیعت کو جب یہ شوخ نگاہ
تو دس ہزار مین اک پارسا نکلتی ہے

جو لفظ لفظ مین طعنے تو فقرے فقرے مین طنز
تمھین بتاؤ کہ بات اسمین کیا نکلتی ہے

اب امتحانِ جفا مین یہ دیکھنا ہے اونھین
کہ جان جسم مین رہتی ہے یا نکلتی ہے

اوبھارتا ہون تری شوخیون کو چھیڑکے مین
ابھی تو منھ کو چھپائے حیا نکلتی ہے

جو چوٹ کھائے ہوئے دل سے اوٹھتی ہے دمِ آہ
عجیب درد بھری وہ صدا نکلتی ہے

نہین رسا ہے جو اوس گلبدن کے کوچے مین
کہان سے روز معطر صبا نکلتی ہے

وہ کوسنے کی ادائین وہ غصے کی چتون
جو دیکھتا ہون تو منھ سے دعا نکلتی ہے

خدا سے کرتی ہے تاثیر کا گلہ گھنٹون ۔ جو سوے عرش کبھی آہ جا نکلتی ہے

مین ابتدا ہی سے محسود کوہکن ٹھرا ۔ اسی سے غم کی مرے انتہا نکلتی ہے

کمالِ صنعتِ صانع ہے انکی صورت مین ۔ بتون کی یاد مین یاد خدا نکلتی ہے

مقابلہ مین حیا کو نہ کیون ندامت ہو ۔ تری اداؤن مین شوخی سوا نکلتی ہے

جدھر نگاہ اوٹھاتا ہے وہ مسیح نفس ۔ اودھر سے منہ کو چھپائے قضا نکلتی ہے

جو کہیے حسرت دیدار کب نکالوگے ۔ تو ہنسکے کہتے ہین روزِ جزا نکلتی ہے

ضرور کشتہ ہون مین پنجۂ حنائی کا ۔ بجای سبزہ لحد سے حنا نکلتی ہے

یقین جانیے ہوش و حواس کی رخصت ۔ کہ دل سے آج صداے درا نکلتی ہے

کہین غلیظ ہے کمبخت بوی بادہ سے ۔ جو بوریاؤن سے بوی ریا نکلتی ہے

ضرور حشر مین اعضا کرینگے جھگڑا اوس سے ۔ کہ میری روح بدن سے خفا نکلتی ہے

دہوین اوڑاتی ہے سینے کے دل کے ہونٹھون کے ۔ ہماری آہ بھی کیا شعلہ یا نکلتی ہے

سنا ہے مینے جو اجبکہ ایک یکتا سے ۔ اوسی سے عشق کی کچھ ابتدا نکلتی ہے

جسے بچشمِ حقارت ہے دیکھتی دنیا ۔ کبھی کبھی وہی شی بے بہا نکلتی ہے

کرن ہے اوس درِ یکتا کے روی انور کی ۔ جو مہر و ماہ سے روشن ضیا نکلتی ہے

مکدر آکے نہ بیٹھین عزیز نزع کے وقت ۔ بدن سے روح مری باصفا نکلتی ہے

غمِ فراق سے ممکن نہین نجات ملے ۔ جو زہر کھاؤ تو اوسکی دوا نکلتی ہے
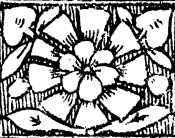
عبث روش نہین پلکون سے جھاڑتے شمشاد
ادھر سواری کسی گل کی آ نکلتی ہے

نام اوس بت نے مرا قہر خدا رکھا ہے ۔ نالون نے کیون جگر و دل کو ہلا رکھا ہے

وہ کہین صاف بلالاؤ غلط اے قاصد
اسمین مضمون کوئی تونے دبا رکھا ہے

نقدِ جان نردِ محبت مین بچے یا نہ بچے
مینے تو ابکے یہی داؤ لگا رکھا ہے

اسطرف بھی کبھی اے نازو نزاکت والے
نقدِ دل مینے پئے نذر ادا رکھا ہے

تو جو دیوانہ بنادے تو مجھے عذر ہی کیا
نام ہی مین نے ترا ہوشربا رکھا ہے

تم تو ظاہر مین خوشامد سے ہوئے مجھسے صاف
اپنے روٹھے ہوے دلکو بھی منا رکھا ہے

دہولین کھاتا ہے مگر اپنی کیے جاتا ہے
رندون نے خوب ہی واعظ کو بنا رکھا ہے

گھات پر یار کا لانا مجھے دشوار نہین
اوسکا انداز مرے دل نے بتا رکھا ہے

محو رہتی ہین مری آنکھین اوسیکے رخ پر
جسکی زلفون نے مرے دل کو پھنسا رکھا ہے

خواہش وصل مین ہین جان کے لالے پڑتے
اوسنے پہلے ہی سے یہ مجھکو سنا رکھا ہے

اب سے ہاتھ سے مین نکلکے کہان جاؤنگا
تونے جب آنکھون کے جادو کو جگا رکھا ہے

غیر کے بھیس مین آسان ہے اونسے ملنا
اونکے دربانون کو جب مینے ملا رکھا ہے

اب نکر نام ہی الفت سے کسیدن انکار
دل مین جو داغ ہے وہ تمکو دکھا رکھا ہے

اے مرے صبر و تحمل مین تمہارے صدقے
دل کو اندوہ کے صدمون سے بچا رکھا ہے

خلوتِ دل مین چلے آؤ تکلف نہ کرو
مین نے ارمانون کو پہلے ہی ہٹا رکھا ہے

آنکھو مین آتے ہی وہ دل مین اوتر آتے ہین
راستہ حسن نے یہ اونکو بتا رکھا ہے

مجھسے ملتے ہی بدلجاتے ہین اونکے تیور
کوئی فقرہ مرے دشمن نے جما رکھا ہے

کیون نہ آسان ہو اب اوسکے لیے سیر عدم
نقشِ ہستی ترے عاشق نے مٹا رکھا ہے

سنکے کہتا ہے مرا شوخ کہانی میری
اسمین جو بھید ہے وہ تمنے چھپا رکھا ہے

قیس و فرہاد کے دل یاد ن تو وہ بھی لیلون
بیدلی نے مجھے ایسا ہی ستا رکھا ہے

غیر ممکن ہے پڑے اب نظرِ غیر اوسپر
گوشۂ دل مین اوسے مینے چھپا رکھا ہے

آج خلوت مین ہو تم میری کہانی سن لو
مین نے اس قصے کو مدت سے اوٹھا رکھا ہے

دو بدو آج مرے اونکے صفائی ہو گی
مین نے غماز کو پہلے ہی بلا رکھا ہے

روے امید کبھی وہ بھی نہ دیکھے یارب
جسنے شمشاد کو اوس گل سے چھڑا رکھا ہی

جو ذرے ذرے مین وجہِ ظہور ہوتا ہے
دلِ حزین کے لیے برقِ طور ہوتا ہے

ترا خیال بھی تمکو ضرور ہوتا ہے
مگر رقیب سے جسدم قصور ہوتا ہے

حضورِ قلب سے دل شک طور ہوتا ہی
خیالِ نار سے کیا دُسمین نور ہوتا ہے

مین تمکو بھول گیا واہ یہ بھی خوب کہی
خیالِ یار کہین دل سے دور ہوتا ہے

بہشت تیرے کوچے کی آنکھون مین گردش
ترا خیال ہی جنت مین حور ہوتا ہے

شکستِ شیشۂ دل کی صدا ہے میری آہ
جو بڑھ چلے تو سمجھ چور چور ہوتا ہے

جو ہمنشین ہین اے جان اونکا کیا کہنا
غلام آپکے گھر کا حضور ہوتا ہے

شنیدن گلا کرین جھنجھلا کے خفتگان عدم
ہماری آہ مین شورِ نشور ہوتا ہے

پلا جو بادۂ الفت سے تیرے عاشق کو
کسی شراب مین کب وہ سرور ہوتا ہے

پسند جسکو ہے عفرِ گناہ کی لذت
وہ خاص بندۂ ربِ غفور ہوتا ہے

خدا کو مان نکر اضطراب ای دلِ زار
ترے شغف سے وہ زائد نفور ہوتا ہے

جو دو جہان کے اندوہ کا ہیولا ہے
اوسیکا عشق کے اندر ظہور ہوتا ہے

کچھ اسکی چاہیے تسکین اے مسیح نفس
مریضِ عشق بہت ناصبور ہوتا ہے

مری ہی طرح تجھے یاد کرتے ہین وہ بھی
جو شام و صبح کو شورِ طیور ہوتا ہے

وہ غم الم کہ ہین اوصافِ عشق کے جوہر
مرے خیالون مین اونکا وفور ہوتا ہے

حسین ہوتے ملنسار عاشقون سے سوا
مرے ہی عجز سے اونکو غرور ہوتا ہے

ستم جو تونے کیے کچھ ترا قصور نہین
جو کام ہونے کو ہے وہ ضرور ہوتا ہے

جو دل مین راز گڑے ہین وہ جانتے ہین آپ
مگر حضور کو کشفِ قبور ہوتا ہے

جو سننے مین ہمہ تن گوشِ گل بنے شمشاد
مرے نکات پر اوسکو عبور ہوتا ہے

اب نہین درکار کچھ درمانِ صحت کیلیے
مین فقط بیمار تھا تیری عیادت کیلیے

دوڑ کر دیتے قدم جھٹ دردِ فرقت کیلیے
ساتھ ہی جب آپ بھی پہونچے عیادت کیلیے

اس ادا سے تونے مجھسے باتین کی ہین دوبدو
طالع موسلے نے بوسے میری قسمت کیلیے

صابر و شاکر رہے انسان اگر تکلیف پر
غیب سے سامان ہوجاتے ہین راحت کیلیے

ناز و انداز و ادا ہین جیسے شرطِ دلکشی
چاہیے سیرت بھی اچھی خوبصورت کیلیے

سخت نادانی ہے یارو خواہشِ افراطِ مال
چاہیے پہلے سلیقہ صرفِ دولت کیلیے

مین بھڑک اوٹھا یہ سنکر دل تمھین آیا پسند
کیا جگہ ڈھونڈھی ہے تمنے اپنی عزلت کیلیے

اسلیے کرتا ہون مین آبِ ندامت سے وضو
قلبِ طاہر چاہیے تیری عبادت کیلیے

دیکھتا ہون دل کے آئینے مین شکل یار کو
کر رہا ہون فکر یون توسیعِ حیرت کیلیے

نطق تنہا اشرفیت کیلیے کافی نہین
لاکھ شیوے چاہیے ایک آدمیت کیلیے

عین غصے مین جو مین نے بوسۂ لب لیلیا
تیری شوخی نے قدم جھٹ میری جرأت کیلیے

طبعِ نازک بے رخی پر اوسکی جب برہم ہوئی
نیچی نظرین دوڑ کر آئین شفاعت کیلیے

ناصحِ بے مہر اتنی بھی نہین رکھتا خبر
خلق مین تخلیقِ آدم ہے محبت کیلیے

خود ہی نظروں سے نہ تم اوسکو گراؤ تو سہی
سر چڑہاتے ہو عدو کو میری ذلت کیلیے

یوں تو میں داغِ جگر کے سوز کا قائل نہیں
آئے خورشید قیامت بھی زیارت کیلیے

مینے یہ مانا کہ میں ہوں سب سے بڑہکر جانِ عدو
تمنے بھی حد باندہ دی ہی کوئی طاعت کیلیے

ذرہ و خورشید کی نسبت سے یہ ثابت ہوا
اتنی کثرت ہے کسی کی ایک وحدت کیلیے

تم اگر پہلو سے اوٹھے دیکھنا ای جانِ جان
جان نکلے گی بدن سے پہلے رخصت کیلیے

میرے رازِ عشق کی اونکو جو پہونچی ہی خبر
لاکھوں حیلے ڈہونڈہتے ہیں وہ اشاعت کیلیے

جان دیکر آج شمشاد شگفتہ طبع نے
گلزمین کوے جاناں پائی تربت کیلیے
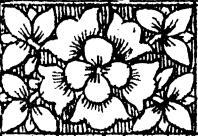
نہیں حد تیرے احسانِ اتم کی
مجھے اب فکر ہی کیا بیش و کم کی

ازل سے ہے مجھے عادت کرم کی
مگر دیکھی نہیں صورت درم کی

سناتا کیا ہے اے واعظ عدم کی
اجی یہ راہ تو ہے دو قدم کی

میں سلطانِ غم کونین جب ہوں
نہیں حاجت مجھے طبل و علم کی

جو اپنے دل میں پہلے اوسکو ڈہونڈہے
تو چھانے خاک وہ دیر و حرم کی

چھپاتے ہو عبث تم راز اوس سے
خبر ملتی ہو جسکو دم بدم کی

عدو کو تونے جو لکھا میں سمجھا
روانی دیکھکر تیرے قلم کی

کہانتک صبر سے اب کام لوں میں
کوئی حد ہے ترے جور و ستم کی

خدا سے لو لگا بیٹھا مرا دل
مری توقیر اوس بت نے جو کم کی

مرا ہی دل ہے اِس عشرت سرا میں
ملی لذت جسے درد و الم کی

کسیکی یاد میں ہر موی تن ہے
حقیقت ہے یہ میرے جسم و دم کی

فقیر مست کا جامِ سفالین ۔ حقیقت کھول دیگا جامِ جم کی
صداے غنچہ پر ہے مست بلبل ۔ اوسے پروا ہی کیا ہی تال سم کی
سنا ہے نوح کا طوفان سب نے ۔ حکایت ہی وہ میری چشمِ نم کی
وہ گھبراتے ہین اپنے عاشقون سے ۔ عبث شوکت ہی اس خیل و حشم کی
نہین دیکھی ہی میرے دلکی اولجھن ۔ وہ زلفین لیتی ہین کیا پیچ و خم کی
کسی کا بزم عشرت مین یہ کہنا ۔ یہ ساری دلگی ہے تیرے دم کی
سنو کیون قصۂ فرہاد و مجنون ۔ سنا دون مین کہانی اپنے غم کی
لٹادے جسکو صرف آوازِ دولاب ۔ نہین حاجت اوسے کچھ زیر و بم کی
تسلی وعدۂ فردا سے کیا ہو ۔ اونہین عادت ہی جب جھوٹی قسم کی

وہ گل آیا جو وقتِ نزع شمشاد
نہ پوچھو لذتین اوس ایکدم کی

جو زندہ ہوگئے تیری ادا سے ۔ دوبارہ مر نہین سکتے قضا سے
جنھین ہے کام تسلیم و رضا سے ۔ وہ کیون ڈرنے لگے روزِ جزا سے
ہوئین جو راز کی باتین خدا سے ۔ وہ سُن لین مینے پیارے مصطفےٰ سے
نہین ممکن وہ دین مجھکو دلا سے ۔ اونہین نفرت ہی اپنے مبتلا سے
بڑہا یا ربط تسلیم و رضا سے ۔ نہ نکلا کام جب آہِ رسا سے
کیا گستاخ دشمن کو اونھون نے ۔ وہ در گزرے تو کیا میری خطا سے
دعائین مانگتا ہون روز لیکن ۔ نہین واقف مین ابتک مدعا سے
جفائین جو گئی اوس سے وہ کرلین ۔ وہ شرمندہ ہین کیون اپنی وفا سے

کوئی کسطرح پہونچے اوس کے رخ تک
قمر شرمندہ جس کے نقش پا سے

نہ ملتا روٹھکر جو صورتِ جان
منا لایا اوسے مین التجا سے

مین سمجھایا کیا دل کو شبِ غم
مرے دیتے دیے مجھکو دلاسے

جو مجھسے بھاگتا ہے دور کوسون
اوسیکو چاہتا ہون مین خدا سے

نہو مردودِ درگاہِ الٰہی
عداوت کرکے خاصانِ خدا سے

دوبارہ پھر وہی اسے دشمنِ ہوش
لیا دل تو نے جس بانکی ادا سے

شہیدِ ناز کیونکر دل چرائے
غم و رنج و الم کے کربلا سے

جو کہیے جان بلب ہے عاشقِ زار
تو کہتے ہین مرے میری بلا سے

نہین ہین آپ سے دلبر نمایان
چلے کے فاتحے کے ہین تیا سے

جو سچ پوچھو تو عاشق ہی نہین وہ
چرائے جی اگر جور و جفا سے

اگر موقوف ہے یہ التجا پر
مین باز آیا تری مہر و وفا سے

ہمارے خون مین پیارے رنگو ہاتھ
کہین خوشرنگ ہے رنگِ حنا سے

گئے شوخی کے دن آئی جوانی
ذرا اب کام لو شرم و حیا سے

کیا دنیا سے یون ترکِ تعلق
نکل آیا مین سرحدِ فنا سے

ہماری جانین ہون قربان اوس پر
فدا جس نے کیے ہین ہزار سے

دیا اک بوسہ سو احسان رکھکر
مین باز آیا تمھاری اس عطا سے

تپِ غم مین جنھین ملتی ہے لذت
وہ کچھ مطلب نہین رکھتے دوا سے

اوڑا لائی ہے تیری بو مرے پاس
نتھی امید یہ بادِ صبا سے

مرے سر پہ ہے سایہ مصطفیٰ کا
مجھے کیا کام ہے ظلِ ہما سے

نہ رکھے مین نے سامانِ رعونت
نہ بیٹھا بوریے پر مین ریا سے

بحمد اللہ رہے فارغ سر و دوش
ریاکاری عمامے سے عبا سے

فرشتے ہنستے ہین میری دعا پر
خدا کو مانگتا ہون مین خدا سے

گلستان فنا کا مین ہون شمشاد
مجھے کیا کام ہے نشو و نما سے

تھی حسن مین جو اوسکی تجلی چھپی ہوئی
دل پر شہود کر کے وہی دلبری ہوئی

ای جان دیکھ بات نہ بگڑے بنی ہوئی
دشمن ہی تیری آنکھ ہے بیڈھب لڑی ہوئی

سمجھو کسی کے دل مین رسائی ابھی ہوئی
میرے رقیب سے جو ذرا سرکشی ہوئی

دل جسکی جستجو مین ہے دن رات بیقرار
آنکھون کے سامنے ہے وہ صورت کھڑی ہوئی

اوسکی نسیمِ ناز جو ہے رخ نظر پڑی
پژمردہ اور بھی مرے دل کی کلی ہوئی

اک روز کے لیے تو کئی قرن چاہیے
برسون مین ختم آپکی جب دو گھڑی ہوئی

تیرے مریضِ عشق کو ہے یاس اسقدر
صحت اگر ہو برسون مین سمجھے ابھی ہوئی

بیجا ہے مجھکو اپنے دلِ گم شدہ کی فکر
ملتی نہین ہے ہاتھ سے دولت گئی ہوئی

غش آگیا مریضِ محبت کو دید سے
تیمار سے تو اور بھی حالت ردی ہوئی

لوٹا نگاہِ ناز نے اوسکو بھی آج حیف
تھی جنس صبر گوشۂ دل مین پڑی ہوئی

رکھنا قدم بچائے ہوے ای خیالِ یار
ہے میرے دل مین آتشِ الفت دبی ہوئی

تدبیر اوسکے ہاتھ مین لانیکی اور ہے
جو غیر کر رہے ہین وہ ہے میری کی ہوئی

دل لیکے لے رہے ہو مجھی سے سراغ دل
انصاف اسی کا نام ہے یہ ایک ہی ہوئی

اخلاقِ نیک کا یہ نتیجہ ملا مجھے
تربت ہے عطرِ خلدِ برین سے بسی ہوئی

میرا لہو نہ پانی ہو کسطرح رشک سے
مہندی ہے اوسکے ہاتھون مین کیسی رچی ہوئی

دل کھل گیا مگر ہے جگر چاک رشک سے
آئی صبا جو تیری مہک سے بسی ہوئی

تیرے ستم مین کیون نہ ملین مجھکو لذتین
ہر ہر جفا مین ایک وفا ہے چھپی ہوئی

رحم آگیا اونھین مری صورت ہی دیکھتے
میری شفیعِ جرم مری بیکسی ہوئی

رندونکی بزم آج تھی افسردہ بے طرح
آئی جو دختِ رز تو ذرا دلگی ہوئی

مجھسے خلافِ شانِ وفا چاہتا ہے تو
ناصح یہ دوستی نہوئی دشمنی ہوئی

کب آہِ سرد سے ہوئی تسکین دل نصیب
کب التہابِ شعلۂ غم مین کمی ہوئی

کرتے ہو باتین بہکی ہوئی آنکھین سرخ ہین
شائد کہ مجھسے چھپ کے کہین میکشی ہوئی

شمشاد آگئے تو وہ گل مسکرا دیا
غنچے مین ہمنشینون کے اسپر ہنسی ہوئی

شمشاد کی آنکھون مین کہو کون کھبا ہے
دنیا مین طرحدار کوئی تمسے سوا ہے

حیرت ہے ابھی تک مجھے اے جان تو کیا ہے
شوخی ہے کہین اور کہین عین حیا ہے

اغیار جسے کہتے ہین یہ تیری جفا ہے
مجھسے جو کوئی پوچھے تو مین کہدون ادا ہے

رندونمین جو اک واعظِ بیمغز پھنسا ہے
مین کیا کہون کس لطف کا اسوقت مزا ہے

ارمان جو نکلے شبِ خلوت مرے دل سے
حیرت سے وہ اون سب کی طرف دیکھ رہا ہے

جھپکی جو ادھر آنکھ اودھر اور ہی تھا تو
ای جان ترے حسن مین کیا نشو و نما ہے

کس شان سے تم میری نگاہون مین پھرے ہو
ابتک مری آنکھون مین نشانِ کفِ پا ہے

کچھ اوسکی ستانی کی بھی سوجھی تجھی تدبیر
جو تیری جفاؤن کو یہ سمجھے کہ وفا ہے

ترساؤ دکھا کر اونھین ابھرے ہوئے جوبن
جو ہاتھ ہون گستاخ یہی اونکی سزا ہے

اے رنگِ حنا تجھکو مرے خون سے نسبت
شوخی کے سوا اسمین رچی بوی وفا ہے

اسوقت جو بیتاب تم آئے ہو مرے پاس
ایجان یہ ادنی اثرِ آہِ رسا ہے

رہ رہ کے جھجکتے ہو یہ کس سے شبِ خلوت
کیا گوشۂ دل مین کوئی ارمان چھپا ہے

اے غنچہ دہن اوٹھتی ہے جو موجِ تبسم
پژمردہ دلون کے لیے وہ بادِ صبا ہے

اوسوقت کی مین کہہ نہین سکتا ہون مسرت
جب ہنس کے کہا یار نے تو مجھسے خفا ہے

کس شان سے کہتا ہے وہ اللہ ری دلیری
مین کیون ڈرون محشر مین ترا خون ہی کیا ہے

اوٹھین کبھی غیرون کے قدم جم نہین سکتے
جس دل مین تو لے بانیِ بیداد رہا ہے

لایا ہون تمھین کھینچ کے آغوشِ عدو سے
اب بھی نہ کہوگے کہ تری آہ رسا ہے

کیون بات بناتا ہے تو اے قاصدِ دلبر
اوس شوخ کی تقریر زمانے سے جدا ہے

جاتی ہی نہین جسکی مرے دل سے کبھی یاد
افسوس یہ ہے مجھکو وہی بھول گیا ہے

عاشق کا خیال اوسکے [illegible] پائے تو کیونکر
اوس شوخ کا سر بادۂ نخوت سے بھرا ہے

اوس شوخ نے [illegible] دل کا نشانہ
جسکی نگہِ ناز بھی اک تیرِ قضا ہے

[illegible] عمدہ نتیجہ
جس کام کا آغاز حقیقت مین برا ہے

اوسکی شبِ غم کٹ نہین سکتی کسی صورت
جو زلف گرہگیر کے سودے مین پھنسا ہے

یہ عقل کی خامی ہے اگر فرق نہ سمجھے
جو بت ہے وہ بت ہے جو خدا ہے وہ خدا ہے

ملتا ہے بہر بزم وہ ہر غنچہ دہن سے
شمشاد اسی بات مین انگشت نما ہے

اونکا فروغِ حسن ہی اونکی نقاب ہے
وہ سامنے ہزار ہون پھر بھی حجاب ہے

رندون کی بوتلون مین جو ٹھہرا شراب ہے
شیشے مین شیخ شہر کے ہو تو گلاب ہے

قاصد کو بات بات مین کیون اضطراب ہے
دیدے ملا جو اوسکو وہان سے جواب ہے

میرا لقب حضور نہ عالیجناب ہے
لیکن مرا جو شعر ہے وہ لاجواب ہے

ڈرتا ہون نقدِ دل کہین ضائع نہ کردین وہ
بچپن ابھی ہے اون مین اگرچہ شباب ہے

کیا چاند اون کے گالون سے ہوگا صبیح تر
شرمندہ جنکے تلوون سے خود آفتاب ہے

سنتا ہون انکے ماننے سے فرقت کی داستان
آخر وصال سے بھی کوئی کامیاب ہے

پہونچی ہے عرش سے بھی بہت دور میری آہ
پھر بھی کہین بلند کسیکی جناب ہے

تسکین سیلِ اشک سے بھی کچھ نہوسکی
میرے جگر کے شعلون مین وہ التہاب ہے

کیون دیتے ہو رقیب کو تم حسن کی زکوٰۃ
خیراتِ بے محل مین نہین کچھ ثواب ہے

دست و نگاہ دونون ہین کیون بے دہڑک ابہین
آنچل ڈہلک گیا ہے وہ سرمستِ خواب ہے

ابرِ بہار مجھکو نہ چھیڑے فراق مین
رونے مین کم نہین مری چشمِ پر آب ہے

ایسی چمک ہے چہرے مین جمتی نہین نظر
جتنے وہ بیحجاب ہون اونکا حجاب ہے

کیا خط کے ساتھ اسنے دیا دل بھی ہاتھ سے
قاصد کی بات بات مین کیون اضطراب ہے

کرتی ہے چور مجھکو اومنگون کی کشمکش
میرا شباب ہی مرے حق مین عذاب ہے

مجنون قیس ہی کو نہین کہتے ہین بشر
عاشق کے واسطے یہی پہلا خطاب ہے

وہ کہہ رہا ہے ہون رگِ گردن سے مین قریب
جسکی تلاش مین مری مٹی خراب ہے

دلکی اومنگون کو وہ ذرا روکتے نہین
بدنام اونکے ہاتھ سے اونکا شباب ہے

وہ شکل تمنے پائی ہے دنیا مین دلفریب
میرا رقیب دہر مین ہر شیخ و شاب ہے

خوابِ عدم سے چونکتے ہی پھر مین سو گیا
دنیا مین دیکھکر کہ بڑا انقلاب ہے

تیوری چڑہی ہوئی ہے تو آنکھین ہین لال لال
آخر مجھے بتایئے کسپر عتاب ہے

محشر مین پوچھے جائینگے دنیا کے نامور — مین کس شمار مین ہون مرا کیا حساب ہے
جسکو فریب آتے ہین شیطان سے سوا — اس دور مین وہ شیخ مشیخت مآب ہے
مہر سے معاملات مین مجھسے نہ پوچھیے — جو مرضی آپکی وہی رای صواب ہے

تو بھی ہے گلشن مین طرحدار ایک ہی
شمشاد و عاشقون مین اگر انتخاب ہے

کسطرح جلوہ جانب پیکان نہین کرتے — ہم وہ نہین جو خاطر مہمان نہین کرتے
[illegible] — تسکین دل و دیدۂ حیران نہین کرتے
[illegible] — ہم پیش کبھی لعل بدخشان نہین کرتے
[illegible] — آزاد کبھی منہ سوے زندان نہین کرتے
[illegible] — سب بھول کے قدر دُرِ دندان نہین کرتے
[illegible] نہین کچھ — وہ ان کی باتین کبھی پنہان نہین کرتے
حاصل ہے ہمین مایۂ قناعت کی حراست — ہم اب ہوس جام سلیمان نہین کرتے
عالم کو بلاؤن سے وہ کرتے ہین پریشان — جمعیت دلہاے پریشان نہین کرتے
رکھتے ہین جنکے دل ادھر بر مناب رضا سے — سینے کو ہدف تیر سے وہ [illegible] نہین کرتے
رہتے ہین تری یاد مین جو شاد شب روز — دل آتش غم مین کبھی بریان نہین کرتے
ہم کیون جگر و دل کو کرین داغون سے گلشن — وہ تو کبھی سیر چمنستان نہین کرتے
ہمت نہین دیتی ہے جنھین کچھ بھی سہارا — وہ فکر گران باری احسان نہین کرتے
ہو جاتی ہین کسطرح درست اونکی نمازین — جو رخ طرف کوچۂ جانان نہین کرتے
دکھلاتے ہین دل مین تجھے داغون کا تماشا — بے تیرے کبھی سیر گلستان نہین کرتے

گالون کی محبت مین لگاتے نہین دھبا — ہم دل مین خیالِ مہ تابان نہین کرتے

جو وصل سے ٹھنڈا نہین کرتے ہین کلیجا — دل سوختۂ آتشِ ہجران نہین کرتے

وحشت نے کچھ ایسا مرے پاؤن کو تھکایا — اب ہاتھ بھی رخ جانبِ دامان نہین کرتے

ہو جاتے اگر اصلِ حقیقت سے خبردار — جھگڑے کبھی یون گبر و مسلمان نہین کرتے

وحشت مین جو ہاتھون سے ہمارے نہ اولجھتے — ہم چاک کبھی جیب و گریبان نہین کرتے

ہم یار کے کوچے ہی مین رہتے ہین شب و روز — مجنون کیطرح سیر بیابان نہین کرتے

مانا کہ پری پیروہی انسان ہو پھر بھی — کیون پیروی سیرتِ انسان نہین کرتے

سمجھے ہین کہ ہے سانپ انکے کا محافظ — رخ سے وہ الگ گیسوئے پیچان نہین کرتے

گل نغمۂ بلبل سے رہا کرتے ہین سرمست — تم ہمکو کبھی روز غزلخوان نہین کرتے

نادان جو کر لیتے ہین دو شعر بھی موزون — نخوت سے نظر جانبِ دیوان نہین کرتے
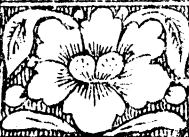
کس ناز سے اک شوخ نے یہ ہنسکے کہا تھا
شمشاد ہو عشقِ گلِ خندان نہین کرتے

مصیبت یا کہ راحت جو خدا دے — وہی دے جو مرے دل کو مزا دے

مین تجھسے کیا کہون تو مجھکو کیا دے — سوا اپنے ہر اک شی سے غنا دے

یہی جو چاہیے وہ میرا خدا دے — مجھے توفیقِ ترکِ ماسوا دے

جفا کا نام دنیا سے مٹا دے — حسینون کے دلون مین تو وفا دے

طلب پر خلد زاہد کو مبارک — مرا مقصد مجھے بے التجا دے

حسینون کو جو دی پاکیزہ صورت — انہین دل بھی محبت آشنا دے

نہو لوثِ دوئی کی جسمین تلچھٹ — مجھے وہ ساغرِ وحدت پلا دے

اگر ہے دید اوس یکتا کی منظور
حجاب آرزو دل سے اوٹھاوے

تمنا ہے یہ میری بیدلی مین
خدا دل دے مگر بے مدعا دے

دیارِ عشق مین کرتے ہی منزل
ملے دارِ فنا کے لاکھون جا دے

غضب ڈہاتا ہے آپس کا تخالف
جو اچھی شکل دے دل پارسا دے

اگر صورت دکھانے مین ہو کچھ عار
مجھے آواز ہی اپنی سناوے

تنک ہو جاے خورشیدِ قیامت
اگر تو چاند سی صورت دکھاوے

نہین وہ دوست بھی دشمن سے کچھ کم
جو میری ہان مین ہان بہی ملاوے

شبِ وصل اور خلوت ہے خدارا
حجابِ شرم کا پردہ اوٹھاوے

اوسے کیا قدر میرے نقدِ دل کی
جو اپنے حسن کی دولت لٹاوے

رخِ زیبا کی رکھتا ہون محبت
دل اپنا زلف کو میری بلاوے

کرونگا تن من اوسپر مین نچھاور
مرے روٹھے ہوے کو جو مناوے

مری وہ داستانِ درد و غم ہے
دلِ دشمن کو سینے مین ہلاوے

مین اپنا نقدِ دل نذرانہ دیدون
اگر بوسہ مجھے وہ خود نما دے

شفا ہے بوسۂ عنابِ لب مین
یہی اے چارہ گر مجھکو دوا دے

مجھے غش دیکھکر بولا وہ کمسن
اسے قرآن کی کوئی ہوا دے

تجھے کہتا ہون مین جب راحتِ جان
نہ ایسی بات کر جو دل دکھاوے

اگر انسان کو قدرت ہو کچھ بھی
کرے وہ جس سے اک عالم دعا دے

کہا شمشاد سے اک گل نے ہنسکر
غضب کے شعر لکھے سادے سادے

مست رکھتی ہے مجھے مستی نگاہِ یار کی
مجھکو کچھ حاجت نہین اب ساغرِ سرشار کی

شرط بیداری جو ٹہری آپ کے دیدار کی
طرزِ نرگس نے اوڑالی دیدۂ بیدار کی

ہے زمانے سے نرالا تیرے عاشق کا لباس
زیبِ تن آبِ روان ہے آنسوون کے تار کی

اسکی تکلیفون مین بھی ملتی ہین لاکھون لذتین
دردِ الفت مین نہین حاجت کسی غمخوار کی

نوحہ خوان پیرِ مغان ہے رند ہین ماتم کنان
نعش اوٹھی میکدے سے آج کس میخوار کی

خوگرِ تسلیم ہون اُف مُنہ سے نکلے کیا مجال
لاکھ تدبیرین نکالو تم مرے آزار کی

شیخ نے بارِ ریائی سر سے پھینکا اسطرح
رہن بادہ میکدے مین جاتے ہی دستار کی

کیا ہے سیلابِ فنا کے بعد کچھ کھلتا نہین
کشتیِ عمرِ روان کیون ہو رہی اوس پار کی

جیسے تو نے تیغِ ابرو سے کیا مجھکو شہید
تجھسے بڑہکر ہو گئی شہرت تری تلوار کی

کردیے سوراخ دلمین بھرکے ہی آغوش مین
دانہاے سبحہ مین یہ قدر ہے زنار کی

چار آنکھین ہوتے ہی آپس مین جب دل ملگئے
اب ہمارے آپکے تکرار ہے بیکار کی

بے کھلے پژمردگی لکھی تھی جب تقدیر مین
کاش میرا دل کلی ہوتا تمھارے ہار کی

وہ ہے خلدِ عاشقان جان نثار ای زاہدو
جس گلی مین روز جاتی ہین دو چار کی

گل کو کیا نسبت ہے میری غیرتِ گلزار سے
صرف بو سے بیوفائی مین ادا ہے یار کی

حسن کی دولت حسینون کو متاعِ کبر ہے
چارہ سازی کر نہین سکتے کسی ناچار کی

پند ہے بے سود ای ناصح مریضِ عشق کو
یہ غلط تدبیر سوچی ہے مرے تیمار کی

تیر مژگان کے کرین گے وار کیا ترکِ چشم
کیون کمانین کھنچ گئین ہین ابروِ خمدار کی

سر بحیرت مین کہڑا برسون سے ہے یہ سوچتا
کون سی مجھمین ادا ہے قامتِ دلدار کی

یاس مین امید بندہتی ہے سوالِ وصل پر
ہر ادا انکار کی تصویر ہے اقرار کی

بے شکست و ریخت قائم ہے ازل سے قصرِ عشق
یہ بنا ڈالی ہوئی ہے کون سے معمار کی
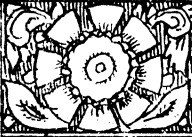
کیون کرون شمشاد مین اپنا کسیکو رازدار
دال کب گلتی ہے اوس گل کے یہان اغیار کی

حشر کیون برپا نہ کردے چال میرے یار کی
ہے قیامت ایک شوخی فتنۂ رفتار کی
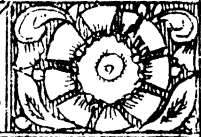
سینۂ پُر داغ مین افسردہ میرا دل ہوا
وہ کلی مرجھا گئی جو ناک تھی گلزار کی

منکشف ہوتا ہے رازِ عشق خود معشوق پر
عشق سچا ہے تو کچھ حاجت نہین اظہار کی

بھولی بھولی شکل رکھکر دیتے ہو کتنے فریب
روح تم مین آگئی ای جان کس عیار کی

صرف نقدِ دل وہان کافی ہے عزت کیلیے
عشق کی سرکار مین پرسش نہین دستار کی

سانپ میرے سینے پر لوٹے وہ فوراً اشک سے
اور لے زلفین بلائین آپ کے رخسار کی

مینے ناحق اونکی ضد پر ہاتھ اوٹھایا وصل سے
اونکو عادت پڑگئی ہر بات مین اصرار کی

ہچکیون نے اور بھی سینے مین دم اٹکا دیا
یاد کیون آئی تمھین مجھ جان سے بیزار کی

تم سے چالین سیکھکے پامال کرتا ہے مجھے
ہے یہ اک ادنی شکایت چرخِ کجرفتار کی

دوستون پر کیون عیان کرتا اپنی حاجت آشکار
انکی جانچون مین ضرورت تھی ای معیار کی

اب کہان ہے خانۂ دل جسمین ہون مہمان آپ
یہ بنا تو پہلے ہی سے آپنے مسمار کی

تھا جگر پر کچھ بھروسا اوسکو غم نے کھا لیا
کون سینے مین کرے پرسش دلِ بیمار کی

صحبتِ زاہد بھی ہوجاتی ہے رندونکو نصیب
راہ ہے مسجد سے ہو کر خانۂ خمار کی

مین ہون محوِ کوی جانان مجھسے کیا نسبت اونھین
فکر قیس و کوہکن کو وادی و کہسار کی

واہ کیا جرأت دکھائی میرے نورِ عجز نے
کعبۂ دل مین جگہ لیلی بتِ پندار کی

مرتے ہی دنیا کی ساری حسرتین رخصت ہوئین
رہگئی دل مین تمنا یار کے دیدار کی

اوسکے گھر سے خلد کو نسبت کچھ ای رضوان نہین
میرے دلبر نقش ہے صورت در و دیوار کی

آ کر ندو مین تمھارے ہاتھ ادب سے چوم لون
خوب ہی تمنے خبر لی واعظِ مکار کی

جسم و جان و عقل و ایمان نذرِ الفت ہو گئے
اس سے بڑھکر اب کوئی صورت نہین ایثار کی
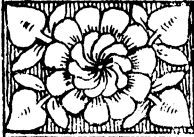
کیا ہوا کیون مجھے مژگان شق ہوئے ای کج چشم
ان بلا کے تیرون مین حاجت نہ تھی سوفار کی

اوس گلِ نوخیز کا شمشاد ہے مست و خراب
جسکی آنکھون مین ہے مستی نرگسِ بیمار کی

سر مین اوس جانِ نزاکت کے دھمک ہوتی ہے
کیون مخل سیر مین غنچہ کی چٹک ہوتی ہے

یہی نفرت تو مجھے باعثِ شک ہوتی ہے
دیکھتے ہی مجھے کیون دور دبک ہوتی ہے

آنسوون ہی مین نہان ہوتی ہے ساون کی جھڑی
سیرے نالون مین بھی بجلی کی کڑک ہوتی ہے

[illegible] طرف [illegible]
غم کے آنے کی جو محسوس جھمک ہوتی ہے

اس نزاکت کا [illegible] چٹک غنچون کی
دمِ گلگشت اوسی تو پھولون کی شلک ہوتی ہے

بار آیا مین ترے ایسے اثر [illegible] آہ
دل مین اوس جانِ نزاکت کی کسک ہوتی ہے

مین سمجھتا ہون یہی ہے شفقِ مہرِ شباب
اوٹھتے جوبن مین عجب سرخی کی جھلک ہوتی ہے

شکل کیسی ہو مگر خون مین ہنگامِ شباب
ڈانک کیطرح تہِ جامہ چمک ہوتی ہے

وصل مین بھی نہین ہوتے کسی صورت بیباک
ان حسینون مین قیامت کی جھجک ہوتی ہے

دلِ عشاق مین گڑ جاتی ہے وضعِ دلکش
تیری سج دھج مین عجب نوک پلک ہوتی ہے

فتنۂ حشر اوٹھا دیتی ہے تیری رفتار
تیرے پازیب مین آفت کی جھلک ہوتی ہے

پھونکتی ہے دلِ عاشق کو گرا کر بجلی
کس ادا سے ترے تھنو مین بھڑک ہوتی ہے

لاکھ دو لاکھ مین مین تاڑ لون تیری رفتار
کہ تری چال مین اک خاص لچک ہوتی ہے

جو تمھین دیکھ کے ایمان بچا لیتا ہے — اوسی انسان مین بس روح ملک ہوتی ہے
تو جو لیتا ہے کبھی تان مین ای شوخ او تیج — جو گنی لطف مین بائین کی کمک ہوتی ہے
دہی کرنیکے لیے ہوتے ہین دانا مجبور — تیرے دیوانے کو حسن بات کی جھک ہوتی ہے
غم سے کسوقت نہین خاک پر آنسو گرتے — کب مری آہ نہین سر بفلک ہوتی ہے
کسطرح جلنے سے بچتے خرد و ہوش و حواس — سوزش دل مین جہان سوزنیک ہوتی ہے
بادۂ غم سے ہوا کرتے ہین عاشق سرشار — سامنے جب دل بریان کی گزک ہوتی ہے
سوز غم نے ترے عاشق کی یہ حالت کردی — دل ہے ایک آبلہ روز او سمین تپک ہوتی ہے
نقش ہو جاتی ہے وہ لوح دل دانا پر — تیرے دیوانے کی وحشت مین جو بک ہوتی ہے

سیر گلزار مین شمشاد سے اک گل نے کہا — شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

کیا چشم سخنگو نے کہا تمنے سنا بھی — نظرون کا نشانہ کہین ہوتا ہی خطا بھی
مین جان سے بیزار وہ آتی نہین مجھ تک — چلتی ہی عجب ناز سے شمشیر قضا بھی
جب آنکھ لڑاتے ہو ملا لیتے ہو دل کو — تم آپ نرالے ہو نرالی ہے ادا بھی
ای اہل نظر مجھکو حقارت سے نہ دیکھو — مین ننگ خدائی ہون مگر شان خدا بھی
آیا جو دم نزع وہ سرمایۂ لذت — اس موت کی تلخی نے دیا مجھکو مزا بھی
مانا کہ نہ موڑین گے دلدادۂ تسلیم — اے بانی جور و ستم اک روز وفا بھی
انسان کو در پیش ہے جب راہ عدم کی — کیا فائدہ کچھ روز جو دنیا مین جیا بھی
عشاق ہین معشوق تو معشوقون مین عاشق — مجھسا کوئی مخلوق زمانے مین ہوا بھی
جسمین نہین ہوتا ہی ترے حسن کا مذکور — وہ بات تو بھاتی ہی نہین مجھکو ذرا بھی

مین سر بگریبان ہون وہ آتی نہین لب تک
مجوب ہے کیا میری طرح میری دعا بھی

اے برقِ تجلی ترے قربان بتا دے
کچھ خرمنِ ہستی سے مرے آج بچا بھی

اک بوسہ وہ دیکر مجھے کر دیتے ہین بیتاب
انعام جو دیتے ہین تو کرتے ہین سزا بھی

ٹھنڈی کرون آنکھین کہ مرے ہوٹون لپٹ کر
شفاف شبِ ماہ ہے ٹھنڈی ہے ہوا بھی

کیونکر نہ شبِ وصل وہ کھُل کھیلتے مجھسے
شوخی سے متانت بھی ہوئی مات حیا بھی

اوس پنجۂ رنگین سے مرا دل ہی نہین خون
پامال ہوا کرتی ہے ہر روز حنا بھی

تنہا نہین ملتا ہے کبھی لطفِ شب ماہ
ہو سیر مین ہمراہ کوئی ماہ لقا بھی

لب ہی نہین مژگان سے سیئے چینِ جبین نے
باندہے ہے مرے ہاتھ کو وہ زلفِ دوتا بھی

اک بوسہ اگر دوگے تو احسان ہی کیا ہے
دل لیکے عوض مین مجھے کچھ تمنے دیا بھی

حل مینے کیا خوب ہی الفت کا معما
اک عمر تک اسکا مجھے خلجان رہا بھی

بیجا ستم و جور کوئی اور سہے گا
اے بت یہ سمجھ لے کہ مین رکھتا ہون خدا بھی

کیا نام کیا ہے چمنِ دہر مین تم نے
شمشاد تو ہو رکھتے ہو کچھ نشو و نما بھی

تم جو آمادہ ہو جفا کے لیے
دل مرا پھیر دو خدا کے لیے

اب بھی ہے غیر مدعیِ وفا
منتخب مین ہوا جفا کے لیے

یاس نے آس اسطرح توڑی
ہاتھ اوٹھتے نہین دعا کے لیے

اونکو ضد ہے کہ ہم سنین گے نہین
مین مُصر عرضِ مدعا کے لیے

کھُل گیا رازِ دلبری سب پر
گو اونہون نے نظر بچا کے لیے

ہوگئے اوچھے ہاتھو تیر
والبِ زخم مرحبا کے لیے

اپنی شوخی سے ڈرتے رہیے آپ
ہے حریف آپکی حیا کے لیے

خون عاشق مین رنگیے اپنے ہاتھ
کیسے کیون غیر سے حنا کے لیے

یون جلایا رقیب کو مینے
اونکے بوسے دکھا دکھا کے لیے

پیشِ داور اوٹھائیگا قاتل
لاکھ حیلے مری قضا کے لیے

چارہ گر ڈھونڈہنا ہے نادانی
مرضِ عشق لادوا کے لیے

جمعِ اضداد اسکو کہتے ہین
ہے بقا عالمِ فنا کے لیے

سخت بدنام ہوگئے شمشاد
اک گل اندام دلربا کے لیے

ہزارون ہین ناز و ادا کرنے والے
ہمین اب نہین دل فدا کرنے والے

جو کونین سے ہاتھ اوٹھائے ہوئے ہین
تمہین پر ہین دل مبتلا کرنے والے

جفا کہہ رہی ہے ہین قربان تم پر
سلامت رہو تم وفا کرنے والے

عداوت کا اتمام موقوف اون پر
محبت کی ہم انتہا کرنے والے

اوتر جائینگی دل مین اونکی نگاہین
یہ ناوک نہین ہین خطا کرنے والے

تمہین وصل کا لطف کھونے سے مطلب
تم ایسے کہان کے حیا کرنے والے

شکایت کرینگے تو تم سے کرینگے
نہین غیر سے ہم گلا کرنے والے

کسی پاؤن کی ٹھوکرین کھا رہے ہین
وہی سجدۂ نقشِ پا کرنے والے

شبِ وصل ہین آپ کے نازِ بیجا
مرے لطف کو بے مزا کرنے والے

تمہارے سے انداز غیرونین کب ہین
دلِ زار کے مبتلا کرنے والے

مریضِ محبت ہون اچھا نہون گا
مسیحا اگر ہون دوا کرنے والے

سبکدوش ہوتے ہین ہم جان دیکر — نہین آپ وعدہ وفا کرنے والے

کبھی ہم بھی شمشاد تھے اس چمن مین
کسی گل کی مدح وثنا کرنے والے

مرے پہلو ہی سے جانسوز صدا آئی ہے — دل نے تکلیف محبت مین کوئی پائی ہے
کون گوشے مین چھپی تیری مسیحائی ہے — ناز کرتی ہوئی کیون میری قضا آئی ہے
آپکی زلفِ گرہگیر کا شیدائی ہے — ایک خلقت جسے کہتی ہے کہ سودائی ہے
جگری داغ سے دل لالۂ صحرائی ہے — جوہری حسن کا ایک سکا تماشائی ہے
ہمسری کی جو مرے خون سے شوخی کے سبب — دست بستہ ترے ہاتھونکی حنا آئی ہے
عشق اگر جرم نہین عاشق محزون کے سوا — کسنے بے جرم زمانے مین سزا پائی ہے
تیری صورت نے مٹایا وہ خیالِ اغیار — عینِ محفل مین بھی حاصل مجھے تنہائی ہے
اونکے اعضا کے جو کرتا ہون بتفصیل اوصاف — کہتے ہین تیری نظر ایک ہی ہرجائی ہے
حسن ہی حسن نظر آنے لگے گا ہر سو — اپنے عیبون کو ذرا دیکھ جو بینائی ہے
دل کسی حال مین تجھسے نہین کرتا ہی خلاف — عشق سے اسنے جو تعلیم ادب پائی ہے
قابلِ شکر ہے فیاضِ ازل کی ہر چیز — مگر اک دل یہ عجب شی مرے ہاتھ آئی ہے
جسکی بیباختگی ہین ہو بلا کا جوبن — کب وہ منت کشِ اسباب خود آرائی ہے
اوسطرف لاکھ ادائین ہین ہر اک تاب شکن — اسطرف ایک مرے دل کی شکیبائی ہے
ذرے ذرے سے نمودار ہے تیری وحدت — عینِ کثرت مین عیان جوہر یکتائی ہے
مجھکو معلوم نہین اور طریق طاعت — تیری چوکھٹ ہے مری ناصیہ فرسائی ہے
شہرت و عز و تسلط نہین آثار خرد — بے تعلق رہے دنیا سے یہ دانائی ہے

دل ملے ہین تو سر بزم ہمارے اونکی
آنکھین لڑتی ہین عجب معرکہ آرائی ہے

کس متانت سے ہے دل مشقِ وفا مین مصروف
جیسے اک شوخ جفا کار کا شیدائی ہے

راہ مین نقشِ قدم تک بھی ہین مسجودِ انام
تیری چوکھٹ ہی نہین وقفِ جبین سائی ہے

اپنی ہی سانسون سے پامال ہون لیکن دل مین
عشق کا زور ہے الفت کی توانائی ہے

خام ہے عشق اگر کچھ ہو خیالِ ناموس
باعثِ عزتِ جاوید یہ رسوائی ہے

میرے آرام کی باقی کوئی صورت نہ رہی
جیسے وہ شکلِ دلاویز نظر آئی ہے

دو ہی فقرون مین وہ اے گل تجھے لایا گھر تک
کم نہین سحر سے شمشاد کی گویائی ہے

بعد مدت کے جو حاصل ہوئی تنہائی بھی
ساتھ ہی ساتھ مری ہو گئی رسوائی بھی

مین نے مانا کہ مسلم ہے تری یکتائی
پھر بھی مشہور جہان ہے تری رعنائی بھی

تجھسے شرمیلے سے کرتے ہین تجھی کو وہ طلب
کیسے بیباک ہین اے جان تمنائی بھی

تیرے دیدار سے افسوس ہے وہ بھی محروم
حُسن مین خود جو تماشا ہے تماشائی بھی

آہ سے دل نہ دکھا اے دلِ نادان اون کا
کام آئیگی کسی روز شکیبائی بھی

رات جاگے ہو جگایا ہے نصیبِ دشمن
یہ جماہی ہی نہین کہتی ہے انگڑائی بھی

آپکو دیکھکے سب ہوگئے اوسکے قائل
فرد ہے عشق مین اب آپکا شیدائی بھی

جی کے پھر کشتۂ اعجاز مین ہو جاتا ہون
تنگ ہے میرے مسیحا کی مسیحائی بھی

عاشقِ رخ ہون وہ بلبل ہی کہا کرتے ہین
زلف کے پاس سے کہدیتے ہین سودائی بھی

نقد دل لیکے وہ دیتے نہین اوسپر ہے یہ لطف
بیدلون سے وہ لکھا لیتے ہین بھرپائی بھی

سادگی دیکھیے اوس شوخ سے کہدی مینے
راہ کی بات جو دل نے کبھی سمجھائی بھی

عشق ہی کے نہین کچھ اسنے چھڑائے چھکے
بات ہے حسن خدائی سے خود آرائی بھی

کس بنا پر مری وحشت مین نظر آئے گی
آئینے میری طبیعت کبھی بہلا لی بھی

نہین کرتے ہین کبھی بندہ نوازی کی نظر
دیکھتے ہین وہ مری ناصیہ فرسائی بھی

توجو آوارہ رہی دل سے نکلکر اے آہ
چھاؤن تاثیر کی تونے نہین کچھ پائی بھی

کھل گیا حضرت یعقوبؑ کے افسانے سے
تابع حسن ہے عشاق کی بینائی بھی

آخر اوس سرو گل اندام کو لائی ڈھب پر
کام آجاتی ہے شمشاد کی گویائی بھی

حیا کے پردے مین تیری ادا فوج بلا لائی
شب وصل آئی لیکن ساتھ پیغام قضا لائی

کلیجہ کھینچکر لب تک مری آہ رسا لائی
مگر اے بیخبر تجھکو نہ لے آئی تو کیا لائی

نہین ممکن کہ میرے چارہ گر کا وہم بھی پہونچے
جہان جاکر طبیعت روگ الفت کا لگا لائی

سمجھکر مجھکو دیوانہ وہ بہونچانے چلے آئے
مری تقریر بے معنی اونھین گھر تک لگا لائی

نہ لطف آیا ترے کپڑونکی بھینی بھینی خوشبو کا
صبا پھول سے جاکر شمیم جانفزا لائی

قیامت کا سفر تو نے سوتے سوتے کاٹا ہے
لحد کی پہلی منزل تک قضائے تیز پا لائی

ہزارون سوتے فتنے ہر طرف سر پیٹتے اوٹھے
قیامت میرے سر پر وہ ادائے دلربا لائی

گئے جب روٹھ کر وہ مین بھی کھینچ بیٹھا وہ آپ آئے
تعجب ہے کہ میری بے رخی اونکو منا لائی

نیاز عاشقان معشوق را در نازمی آرد
مصیبت ساری مجھپر میری ہی فرط وفا لائی

مرے مرنے کا کچھ اونکو بھی غم ہے تب تو کہتے ہین
بلائے تازہ مجھپر آج تاثیر دعا لائی

مناتے ہین وہ مجھکو روٹھکر مین کیون نہین منتا
طبیعت ناز محبوبی مگر اونسے اوڑا لائی

طبیعت کی یہ گستاخی ہو یا اخلاص تم جانو
نہ تھا حسن عمل کچھ تحفۂ جرم و خطا لائی

شبِ فرقت جو میرے دل میں سوزِ دردِ پنہاں تھا / اوسیکا ایک پرتو تابشِ روزِ جزا لائی

گلو میں یہ نتھی قدرت کہ اوسکا رنگ اوڑا لاتے / مگر تو کیوں نہ بو ہی یار اے بادِ صبا لائی

شکایتہائے بیجا کا کیا تھا حرص نے خوگر / بھلا ہو شرم کا جو مجھ میں تسلیم و رضا لائی

نہ کرتے کیوں نچھاور نقدِ جان ہم خیر مقدم میں / ہمارے خون کا محضر تری گلگوں قبا لائی

دلا یا یاد اوسنے یار کے دیدار کا وعدہ / قیامت ہجر دردِ لا دوا کی کچھ دوا لائی

مری قسمت کی خوبی رہزنوں نے رہبری کر دی / بتوں کی بیوفائی جانبِ یادِ خدا لائی

بہت توڑی گئی پیسی گئی باندھی گئی پھر بھی / نہ رنگ خونِ عاشق تیرے ہاتھوں کی حنا لائی

نہ اوکھڑے پاؤں میدانِ وفا میں میری ہمت کے / مصیبت پر مصیبت آپکی فوجِ بلا لائی

ہدایت ہوشیاری کی تو کیوں کرتا ہے ای ناصح / مجھے مستی ہی سیرِ عالمِ بالا دکھا لائی

گلہ ہر گل کو تھا شمشاد کی گستاخ دستی کا / مگر پیری اونہیں بھی موکشاں سوی حیا لائی

بظاہر کنزِ مخفی تھا ترا رازِ درونِ دل / مگر شمشاد کی فکرِ رسا اوسکو اوڑا لائی

جو تو یہ سنتے تھے پارسا ہونیوالے / وہ ہیں رندوں کی پیشوا ہونیوالے

بلا سہتے ہیں منتخب جو ہوئے ہیں / وہ ہیں آپ کے مبتلا ہونیوالے

دیت میں بھی تمسے جفا چاہتے ہیں / تمہارے شہیدِ وفا ہونیوالے

حیاتِ ابد کی نہ پائینگے لذت / ہلاکِ غمِ ماسوا ہونیوالے

وہ کھینچے ہوئے تیغِ عریاں ہیں کہتے / کہاں ہیں ہمارے فدا ہونیوالے

گرے اشک عشقِ مجازی میں ناحق / یہ موتی تو تھے بے بہا ہونیوالے

مری جان کی بیوفائی بھی دیکھیں / کہاں ہیں وہ محوِ جفا ہونیوالے

نہین چاہتا ہین عوض جان و دل کا — یہ قرضے نہین ہین ادا ہونیوالے
وفا مین نچھوڑا کوئی مینے پہلو — ستم سب ہین مجھپر بجا ہونیوالے
نہین حور و غلمان کی رکھتے تمنا — ترے جان و دل سے فدا ہونیوالے

کبھی ہم بھی شمشاد تھے مثل بلبل
چمن مین گلون پر فدا ہونیوالے

وہ بھی ہے تمنا جو مرے دل مین نہین ہے — وہ بھی ہے ستم جو دل قاتل مین نہین ہے
وہ بات نہ کہنا جو ترے دل مین نہین ہے — جو حق مین ہے لذت کبھی باطل مین نہین ہے
میرے دل مجروح سے پوچھے کوئی لذت — یہ کون کہیگا کہ نمک تل مین نہین ہے
اک رشتۂ الفت ہے فقط اوسکے گلے مین — دیوانہ ترا طوق و سلاسل مین نہین ہے
کیون قیس کو نظارۂ لیلی مین نہو رشک — جز تار نظر پردۂ محمل مین نہین ہے
دریاؤن سے سنتے مرے اشکونکی روانی — افسوس طلاقت لب ساحل مین نہین ہے
فوارے کا کیا خاک تمھین لطف دکھاوے — اک بوند لہو کی رگ بسمل مین نہین ہے
تم دل مین رہو یا مری آنکھون مین سماؤ — وہ ماہ نہین جو کسی منزل مین نہین ہے
بے آپ کے کب مجمع عشاق ہے ممکن — پروانے کہان شمع جو محفل مین نہین ہے
تسکین یہ کہکر مجھے دیتی ہین بلائین — انسان نہین جو کسی مشکل مین نہین ہے
جنت مین تو پھر اور مزے ہونگے ستم کے — جب رحم کسی حور شمائل مین نہین ہے
بھر دے تو اسے گوہر تسلیم و رضا سے — جز نام خدا دامن سائل مین نہین ہے
نقش ستم و جور نظر آتے ہین لاکھون — تعویذ وفا تیری حمائل مین نہین ہے
مینے اوسے دیکھا ہے ابھی قیس کے دل مین — کیا غم ہے جو لیلی کسی محمل مین نہین ہے

بدظن مری جانب سے نہ ہو جائیے للہ | جو آپ ہین سمجھے وہ مرے دل مین نہین ہے
اللہ سے ڈرتا ہون بتون سے ہون ہراسان | کچھ فرق ہی گویا حق و باطل مین نہین ہے
جس سے ہو رسائی کبھی اوس چاہ ذقن تک | جادو کوئی ایسا چہ بابل مین نہین ہے
اوسکی مین خوشامد مین کرون کسلیے تعریف | جس بات کی وسعت ہی مری دل مین نہین ہے
کردے جو مجھے جوش مین سیرابِ شہادت | وہ آب ذرا خنجرِ قاتل مین نہین ہے
اے جان کبھی بھول کے بھی مجھسے نہ کرنا | جس وعدے کا کچھ پاس تمہے دل مین نہین ہے
کرتے ہو مجھے اور رقیبون کو برابر | کچھ تمکو تمیز اب حق و باطل مین نہین ہے

کیون خوش نہو شمشاد کے نالون سے وہ گلرد
لذت یہ کبھی شورِ عنادل مین نہین ہے

یہ تو تقدیر کی خوبی تھی کہ رہبر نہوئی | اے صبا تو بھی مرے حق مین ہمیر نہوئی
عمر بھر آنکھون کو ناسور بنائے رکھا | دل کے پھوڑے کو کبھی حاجت نشتر نہوئی
وہ یہ کہدینگے کہ عشق دُرِ دندان معلوم | بوند آنسو کی اگر غیرتِ گوہر نہوئی
تیرگیِ شبِ اندوہ نے اندھیر کیا | روزِ محشر بھی مجھے صبح میسر نہوئی
نَحنُ اَقرَب تو ہے ادنی سی عنایت اونکی | مین نے وہ بات سنی جو مجھے باور نہوئی
روز افزون تری الفت نہ ہے کیا معنے | حسن کی حد تری صورت مین مقرر نہوئی
جس سے اک خلق کا دل تمنے لُبھا رکھا ہے | وہ عنایت کی نظر کیون کبھی مجھپر نہوئی
وار ابرو کے سے پھر بھی سسکتا ہی رہا | طائرِ جان کو دو دم تیغ بھی شہپر نہوئی
جان تمکو بھی کسی روز کہا تھا مین نے | جان اسواسطے مجھکو کبھی دوبھر نہوئی
سینے خورشید صفت کی وہ صفائی حاصل | روح میرے تنِ خاکی مین مکدر نہوئی

کہتے ہو اسمین کرونگا دلِ وحشی کو اسیر
پھر یہ زنجیر ہوئی زلف معنبر نہوئی

سنگ در سے بھی سوا سر کو مین سمجھا بدتر
جب نصیب وسکو تری پاؤن کی ٹھوکر نہوئی

بوسۂ لب سے کسی طرح مرا جی نہ بھرا
تشنگی دور سرِ ساحل کوثر نہوئی

ہجر مین تھا جو تڑپنے کا ہمیشہ خوگر
دل کو تسکین شبِ وصل بھی دم بھر نہوئی

میری آہون کے دھوین سے تھے فرشتے نالان
آنکھ اوس شوخ کی اسپر بھی کبھی تر نہوئی

دیکھتا مین بھی ذرا ایک روش کی زفتار
گردشِ چرخ مرے پاؤن کا چکر نہوئی

کر دیا آنکھ لڑاتے ہی مجھے دو ٹکڑے
پھر بھی وہ ترچھی نظر کاٹ مین خنجر نہوئی

تونے وہ رنگ حریفون کے اوڑائے ای شوخ
تیری تصویر کبھی تیرے برابر نہوئی

کیا کہون کسنے بنایا مجھے بیدل دمِ دید
کون سی تیری ادا تھی جو وہ دلبر نہوئی

وصل مین بھی وہ گل تر نہ گلے سے لپٹا
میری پوشاک کسی روز معطر نہوئی

جامۂ تن کو بھی کیون چاک دمِ نزع کیا
جانِ شمشاد اگر بوی گلِ تر نہوئی

تجھسے غفلت مجھے دم بھر نہوئی
دید اسپر بھی میسر نہوئی

ہم جسے کھیل سمجھتے تھے وہ بات
دعوے پر کرنے سے اکثر نہوئی

کر دیا اسنے نکما مجھکو
پھر بھی الفت مجھے دوبھر نہوئی

شغل اعضا شکنی تن کا ہے
اس سے فرصت مجھے مر کر نہوئی

دل کے پھوڑے کی تپک مین افسوس
نگہِ ناز بھی نشتر نہوئی

اونکے پیغام سے کیا خوش ہوتا
بات ایسی تھی کہ باور نہوئی

نخلِ الفت مین بجز درد والم
کوئی شاخ اور ثمر ور نہوئی

ہو شبِ وصل کہ ہو روزِ وصال — انکی تاریخ مقرر نہوئی
رام ہوتا بھی تو کیونکر وہ غزال — مجھکو صحبت ہی میسر نہوئی
بارِ خاطر ہین زمانے کو ہمین — کُل خدائی اسے دوبھر نہوئی
نام زد مین تری الفت مین ہوا — غیر سے جب یہ مہم سر نہوئی
کیا ملے وصل کی راحت اوسکو — جسکو تکلیف میسر نہوئی
وصفِ گیسو مین پریشانی سے — غلطی بال برابر نہوئی
کیون نہ تدبیر بھٹکتی پھرتی — میری تقدیر ہی رہبر نہوئی

تم گلِ تر ہو تو شمشاد ہون مین
جوڑ گیا اب بھی برابر نہوئی

جنکو تقدیر کی خبر نہوئی — اونکو راحت بھی عمر بھر نہوئی
کب دُکھا دہر مین کسیکا دل — کب مری آنکھ غم سے تر نہوئی
سینے سے دل کے پار جاتی ہے — یہ تو برچھی ہوئی نظر نہوئی
کب نہ تارے نمود دن کو ہوے — کب مری آہ پُر شرر نہوئی
غمِ کونین کا اوٹھایا بار — پھر بھی دوہری مری کمر نہوئی
داغِ دل سے جو ہٹ گیا خورشید — روزِ محشر کی دوپہر نہوئی
کب مرادِ دل نہین ہوا پامال — کب تری چال فتنہ گر نہوئی
تھک کے تاثیر ہو گئی تابع — جب مری آہ بے جگر نہوئی
دل نے پوشیدہ اونسے کر لی راہ — مجھکو الفت کی کچھ خبر نہوئی
وہ اوٹھے اور جل گیا دشمن — شکر ہے آہ بے اثر نہوئی

دل کو پامال کرکے کہتے ہین
چال وہ کیا جو فتنہ گر نہوئی

میری آنکھین جو فرش تھین سرراہ
آئے تم غیر کو خبر نہوئی

چبھ گئے دل مین تیرے موے مژہ
مجھکو تکلیف بال بھر نہوئی

صرف آنسو بہا دیے دو چار
شمع تربت بھی نوحہ گر نہوئی

آندھیان نالون سے اوٹھین شمشاد
اوس گل تر کو کچھ خبر نہوئی

جس گلی مین حکم قتل عام ہے
اوسمین جانا روز میرا کام ہے

طعن ہے تشنیع ہے الزام ہے
میری خدمت کا یہی انعام ہے

بھولون مین کسطرح ای ناصح اوسے
میرے دل پر نقش جسکا نام ہے

صبح محشر اوس سے تھرا جائیگی
میرے غم کی وہ ڈرونی شام ہے

ای بت پندار اگر تو دل مین ہے
کفر سے بدتر مرا اسلام ہے

کیا بتاؤن مین تمھین اسکا مآل
عشق کا آغاز ہی انجام ہے

وصل کی امید کچھ کچھ بندھ گئی
آشتی پر وہ بت خودکام ہے

جسکو ہے کچھ قدر تیرے حلم کی
اوسکو تو دوزخ مین بھی آرام ہے

نیکنامی جسنے دیکھی ہی نہین
وہ تمھارا عاشق ناکام ہے

مجھکو ہے سودائے زلف عنبرین
چارہ گر کیا سمجھے ہین سرسام ہے

نزع مین ہون دیکھ جائے چارہ گر
اب مرا یہ آخری پیغام ہے

دو قدم دنیا سے ہے عقبے کا ملک
منزل گورا سمین پہلا گام ہے

مین ہون دل کا اک غلام زرخرید
دل تمھارا بندۂ بیدام ہے

ناچتے ناصح بھی ہین تنگی کا ناچ
میری محفل مین وہ دورِ جام ہے

کس سے مین چکر مین دون اپنی مثال
کون وقفِ گردشِ ایام ہے

عشق کی ابجد ہی مین یہ کھل گیا
خوب اس آغاز کا انجام ہے

کیا کہون آرائشِ قصرِ لحد
چادرِ مہتاب فرشِ بام ہے

مجھپر اپنی خاکساری سے کھلا
انکساری قابلِ اکرام ہے

کون گل شمشاد سے واقف نہین
عاشقون مین وہ بہت بدنام ہے

آج کچھ نالون سے ہنگامہ سوا ہوتا ہے
خانۂ دل مین ذرا دیکھو تو کیا ہوتا ہے

دل کا آنا ہی مری جان برا ہوتا ہے
پھر تو جو کچھ سے عاشق وہ بجا ہوتا ہے

جلوۂ یار مین جو شخص فنا ہوتا ہے
اوسکا اندازِ محبت ہی جدا ہوتا ہے

عشقِ گیسو کا ہر اک پیچ بلا ہوتا ہے
اس بلا سے کہین انسان رہا ہوتا ہے

کیون نہ دل دینے کا لوگون سے گلا ہوتا ہے
کچھ محبت کا بھی حق تمسے ادا ہوتا ہے

اصل کو چھوڑ کے ہر ذرہ فنا ہوتا ہے
جو شرر آگ سے اوٹھتا ہے وہ کیا ہوتا ہے

یہی انسان جو ہے خاک کا پتلا مشہور
جوشِ رفعت مین کبھی عرش رسا ہوتا ہے

کسطرح سمجھے کوئی اصلِ حقیقت اوسکی
جو ترا کام ہے وہ ہوش ربا ہوتا ہے

لاکھ تدبیر سے مٹتی نہین تحریر جبین
ہو کے رہتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

آگیا جب مرے قابو مین دل نازسرشت
اب ترے لطف و مدارات سے کیا ہوتا ہے

کیا بتاؤن مین تجھے اوس کے ستم کی راہین
جسکے ہر لطف مین اندازِ جفا ہوتا ہے

ملنے جلنے کا ذرا اسمین نہین ہوتا دخل
دل کے آجانے کا اندازِ جدا ہوتا ہے

ہو کے حیرت زدہ تاثیر بھی تکتی ہے منہ
جب ترا شیفتہ مصروفِ دعا ہوتا ہے

لاکھ تدبیر سے اوسکو نہین ملتی عزت
جب کوئی آپکی نظرون سے گرا ہوتا ہے

نزع مین تو جو عیادت کیلیے آپہونچا
اب اجل لاکھ ستم ڈہائے تو کیا ہوتا ہے

میرے دعوے کو اگر داورِ محشر نے سنا
ختم اک فیصلہ مین روزِ جزا ہوتا ہے

دامِ گیسو مین نہ لائین اوسے جبتک صیاد
طائرِ دل بھی کہین رشتہ بپا ہوتا ہے

تیرے ہاتھون سے سن اے غیرتِ ابنِ مریم
زہرِ قاتل بھی مرے حق مین شفا ہوتا ہے

کنگھی چوٹی کی شبِ وعدہ اونھین کیون سوجھی
ای مرے دل کی کشش دیکھیہ کیا ہوتا ہے

ایک سے ایک سوا ہوتے ہین تقدیر مین پیچ
عشقِ گیسو بھی حقیقت مین بلا ہوتا ہے

وصل کے لطف مین لذت ہے مگر سچ ہے یہی
دردِ فرقت مین کہین بڑھکے مزا ہوتا ہے

اس حیا کا ہو برا مجھسے جو وہ ملتے ہین
آکے کہدیتی ہے چپکے سے یہ کیا ہوتا ہے

چپ اگر بیٹھون تو مغرور بناتا ہے وہ شوخ
اور کچھ بولون تو جھنجھلا کے خفا ہوتا ہے

نام اللہ کا رہتا ہے لبون پر جاری
کام انسان کا جسوقت رکا ہوتا ہے

مست کردیتی ہے شمشاد کو ای گل ہر تان
جب کبھی باغ مین تو نغمہ سرا ہوتا ہے

صلح ہوتی ہے کہ ہنگامہ سوا ہوتا ہے
اوسکے گھر جاکے ذرا دیکھون تو کیا ہوتا ہے

سبز رنگونکی محبت نے یہ باندہا ہے طلسم
زخم بھرنے نہین پاتا کہ ہرا ہوتا ہے

کس سے کرتے ہین وہان جور و جفا کی تعبیر
ظلم کا نام جہان مہر و وفا ہوتا ہے

لطف دیجاتی ہے ژولیدہ بیانی اوسکی
جسکا دل گیسوئے پیچان مین پھنسا ہوتا ہے

مین تو لاکھون مین کہون صاف یہی اونکا ناز
کبھی شوخی ہے کسی روز حیا ہوتا ہے

بیخودی کا یہ کرشمہ ہے انا الحق کیسا
کہین انسان بھی دعوی سے خدا ہوتا ہے

دہنِ زخم سے کہتے ہین ترے کشتۂ ناز
جان ادا لیتی ہے بدنام قضا ہوتا ہے

دل سے دل ملنے مین کچھ بھی نہین باقی رہتا
لب سے لب جب کہین خلوت مین ملا ہوتا ہے

تاڑ لیتی ہے اوسے بھی تری جادو نظری
گوشۂ دل مین جو ارمان چھپا ہوتا ہے

وصل مین کہتی ہی شوخی سے متانت اونکی
تو نہ مانیگی تو لے خونِ حیا ہوتا ہے

اوسکے اوٹھتے ہی نہین عالمِ تجرید مین پاؤن
جو کوئی بارِ تعلق سے دبا ہوتا ہے

اوسکو نادان سمجھ لیتے ہین ہے جہل متین
ایک ڈورا رگِ جان کا جو لگا ہوتا ہے

آپ ہی کہیے کہ عاشق کرے کسطرح تمیز
ہر ستم آپکا ہر رنگِ ادا ہوتا ہے

کچھ ٹھکانا ہے اس اندھیر کا اے مذہبِ عشق
جو ستم وہ کرین وہ اونکو روا ہوتا ہے

سوچ اے قاتلِ نافہم کے دستِ رنگین
خونِ بسمل سے خجل رنگِ حنا ہوتا ہے

دل کو سینے مین حسینون کے ہلاتا ہے یہی
نالۂ عاشقِ کامل وہ رسا ہوتا ہے

کبھی کہتے ہین وہ دیوانہ کسیدن مجنون
ایک القاب ہمین روز عطا ہوتا ہے

کور مجھ رند سے واعظ کی دبی ہے ایسی
میرے آتے ہی وہ منبر سے ہوا ہوتا ہے

جس جگہ ہوتی ہے اقبال کی آمد بیہم
سایۂ بوم وہان ظلِ ہما ہوتا ہے

غیر ممکن ہے مرے سامنے آجاے رقیب
میری اک گھڑکی مین پیشاب خطا ہوتا ہے

کیون نہ چھا جاے خزان اب چمنِ ہستی پر
اک گل اندام سے شمشاد جدا ہوتا ہے

اب نہوگا مرے بدخواہ کو غم اور کوئی
یار کرتا ہی نہین تازہ کرم اور کوئی

کیجیے چھیڑ کے اسباب بہم اور کوئی
ظلم ہو اور کوئی تازہ ستم اور کوئی

ابرو دن ہی سے جو ہوتا ہے مرا کام تمام
آپ کیون ڈھونڈہتے ہین تیغ دو دم اور کوئی

رلبنا باہم کے نہ سامان مین آجائے کمی
نہ سہی لطف و کرم جور و ستم اور کوئی

آپ ملتے ہین رقیبون سے تو ملیے اچھا
ڈھونڈھ لینگے کہین معشوق بھی ہم اور کوئی

ہمتو نقشِ کفِ پا ہینگے نہین ٹلنے کے
تیرے کوچے سے اوٹھائینگے قدم اور کوئی

کھاتے ہو اپنی صفائی مین مرے سر کی قسم
بس بس اب چپ ہو یا کھاؤ قسم اور کوئی

تنگِ ہستی سے ہوے عشق دہن کر بیٹھے
اس سے بہتر ہی نتھی راہ عدم اور کوئی

ہم تو جان اپنی سمجھتے ہین خدا شاہد ہے
کہتے ہونگے تمھین اے یار صنم اور کوئی

جان دی جسکے لیے اوسکے تو آنسو نہ گرے
کیون کرے اب مرے مرجانیکا غم اور کوئی

کل جو خوش تھے تو ہمین ہم تھے تمھارے دل مین
آج بگڑے ہو تو بس ہو گئے ہم اور کوئی

ہم تو کر لیتے ہین دل ہی مین زیارت تیری
جاتے ہونگے طرفِ دیر و حرم اور کوئی

اونکی شرمیلی اداؤن کی حمایت مین ہو جن مین
مجھپر اب کر نہین سکتے وہ ستم اور کوئی

میرے دشمن سے یہ کیون زہر اوگلواتے ہو
کیا مرے قتل کے قابل نہین سم اور کوئی

مین ہون غم دوست مگر پھر بھی یہی کہتا ہون
جز غمِ یار نہو دل مین الم اور کوئی

کیا کہون دلکی مصیبت شنوائی ہے محال
مین تو گونگا نہین لیکن ہے اہم اور کوئی

آپ مجھ عاشقِ صادق کو نہ سمجھین ایسا
جسطرح آپکو دیتے رہے دم اور کوئی

سیلے آپس مین برابر رہین رعنائی کے
رحم بھی اور کوئی ہو جو ستم اور کوئی

ہم تو ہل سکتے نہین نقشِ کفِ پا کیطرح
دوڑ کر آپ کے اب لینگے قدم اور کوئی

اوٹھنے والا نہین اوس گل کی گلی سے شمشاد
جائیگا جانبِ گلزار ارم اور کوئی

جو آئے ہو تو کچھ بیٹھو یہ جانے کی ابھی کیسی
عدو کا پاس کیسا اور ایسی بے بسی کیسی

مصیبت عشق کی مجھپر یکایک آپڑی کیسی
مرے دعویِ آزادی کی دولت لٹ گئی کیسی

کسیکو دل کے دینے مین ہمین اب بے بسی کیا ہے
ہمارے دشمنون سے آپ نے کی دوستی کیسی

دکھاتے ہین وہ پردے مین حجاب اپنا ظہور اپنا
اندھیری رات کیسی اور چھٹکی چاندنی کیسی

جو سچ پوچھو تو یہ سارے کرشمے ہین من و تو کے
ہماری دوستی کیا اور اونکی دشمنی کیسی

مگر کھلا چلا تھا تختہ میرے دل کے داغون کا
لگا دی دونون آنکھون نے یہ آنسو کی جھڑی کیسی

ہماری جب کوئی ہستی نہ اونکے سامنے ٹھہری
ہمارے ساتھ اونکی جنگ کیسی آشتی کیسی

ترا دستِ ستم بڑھکر یکایک کیون نہ رک جاتا
سفارش پر تُلی بیٹھی تھی میری بیکسی کیسی

نیاز و ناز کی آپس مین ساری جلوہ سازی ہے
ہماری دلدہی کیسی یہ اونکی دلبری کیسی

طبیعت کے تلون نے یہ سب نقشے جمائے ہین
جہان ہے شانِ یکرنگی وہان نیکی بدی کیسی

وہ مجھ تک آتے آتے رک گئے کیون کوے دشمن مین
مرے دلکی کشش نے وقت پر کردی کمی کیسی

ہمارے ہاتھونکی گستاخیان مانا کہ بیجا ہین
تمہارے جوبنون کی آخر اتنی سرکشی کیسی

نگاہِ شوق کو جلتے جو برقِ حسن سے دیکھا
تمہاری زلف گالون پر یکایک آپڑی کیسی

اگر تم میرے دل لینے سے صاف انکار کرتے ہو
تمہاری ہر ادا مین ہے یہ شانِ دلبری کیسی

مذاق آپس مین ہو لیکن رہے حفظِ مراتب بھی
کسیکی جسم مین ہو تو ہین ایسی دل لگی کیسی

سُن اے شیرین ادا فرہاد کا مین بھی قائل ہون
ہوئی جب زندگی تلخ اوسنے کرلی خودکشی کیسی

وہی تو ہے کہ تجھپر ہر طرح مجھکو بھروسا تھا
بتا اے میرے دل آخر یہ تیری خودسری کیسی

اگر تجھکو نہین افسوس میرے قتلِ ناحق پر
یہ بیٹھے بیٹھے آہِ سرد اے ظالم بھری کیسی

سموم آہ مین کیونکر ہو نہین تاثیر کا قائل
نہالِ عمر مین ہے شاخِ غم اب تک ہری کیسی

قناعت مین ہی یہ ادنیٰ مزا اے حرص کے بندو
طبیعت لذتِ دنیا سے ہے میری غنی کیسی

مری تحریر نور افزای چشم دل یہ کہتی ہے
سیاہی مین بھی رکھی ہی خدا نے روشنی کیسی

اگر دل اور آنکھون مین جگہ دلکش لطیفون سے
عداوت پر جو ہو محمول اس ڈھب کی ہنسی کیسی

اگر تم مجھ سے روٹھے تھے تو کیون مڑ کر ادھر دیکھا
نگاہِ ناز نے یہ چھیڑ میرے دل سے کی کیسی

اوترتا ہی نہین ہے بادۂ دیدار کا نشہ
کسیکی مست آنکھون نے سکھا دی میکشی کیسی

نتھا آسان پروانے کو محفل مین جلا دینا
سراپا شمعِ کافوری بھی آخر جل گئی کیسی

جوانی منتظم رکھتی ہے سلکِ دُرِّ دندان کو
بکھر جاتی ہے پیری مین یہ موتی کی لڑی کیسی

تری آنکھونکی گردش کام دیجاتی ہی انجن کا
وگرنہ چرخِ گردان کی یہ ہمسے کجروی کیسی

جسے دیکھو ہوا جاتا ہے وہ طاعون کا لقمہ
بلائے ناگہانی شہر پر یہ آپڑی کیسی

اوٹھائینگے زکین شمشاد ان پیچیدہ مولون سی
یہ ہین کجباز ان کے ساتھ اتنی راستی کیسی

لیگئے تجھکو وہ کس انداز سے
پوچھنا ہے یہ دلِ دمساز سے

تمنے دیکھا مجھکو کس انداز سے
دل ہوا گھائل نگاہِ ناز سے

میرے کانون کو ہی آنکھون پر شرف
مینے پہچانا اونھین آواز سے

آنسوون نے تھم کے رکھ لی آبرو
خوف جو تھا وہ انھین غماز سے

مات ہو جاتا ہے سحرِ سامری
آپکی چشمِ فسون پرداز سے

سچ کہو اسمین بھی کچھ سوچی ہی چال
کیون بڑھاتے ہو مجھے اعزاز سے

عشق مین بھی ہائے یکرنگی نہین
کشمکش مین دل ہی سوز و ساز سے

ہو گئی وابستہ مرگ و زندگی
چشم و لب کے سحر سے اعجاز سے

نفس کو یارون نے سرکش کردیا
مدح سے تعظیم سے اعزاز سے

خون چکان ہی جنبش مژگان سے دل
جیسے طائر پنجۂ شہباز سے

کاٹتا ہون مین پر فہم و ذکا
تنگ آکر عقل کی پرواز سے

سر بکف مین اور وہ خنجر بکف
ہے صف آرائی نیاز و ناز سے

نقش کردیتے ہین دلبر مدعا
باتین کرتے ہین وہ کس پرواز سے

کیون نہ ہمچشمون کو ہمپر رشک ہو
ہم ہوئے واقف کسیکے راز سے

دل کے لیتے ہی مجھے رسوا کیا
انتہا نکلی اسی آغاز سے

آگیا گردش مین گردون میری طرح
آپکی چشم فسون پرداز سے

جب فرشتے تک نہین پاتے ہین دخل
کوئی کیا واقف ہو اونکے راز سے

چرخ کے تیر حوادث ہین خجل
غمزۂ شوخ بت طناز سے

کیون کہون کسنے کہا راز نہان
کیون خجل ہون آپکے ہمراز سے

عشق مین جب کوئی پیش آئی مہم
لی مدد مینے دل جانباز سے

کہہ گیا شمشاد سے وہ رشک گل
گوش دل مین کچھ زبان راز سے

اے دل جو کام کرو وہ ذرا امتیاز سے
مین تنگ آگیا ہون ترے سوز و ساز سے

طے ہونگی ایکدم مین حقیقت کی منزلین
دل ہٹ گیا کبھی جو ہمارا مجاز سے

کافر کا کفر بھی نکریگا اوسے قبول
زاہد کو جو ملا ہے ریائی نماز سے

مطلب کی پاتے ہی علمائے ہوس پرست
شکلین نکال لیتے ہین لاکھون جواز سے

اے شیخ مین ہون رند سراسیمہ روزگار
پھر بھی ہون پاک صاف ترے مکر و آز سے

ممنونِ عشق کیون نہ ہے حسن دہر مین
عزت ملی ہے ناز کو ساری نیاز سے

مین کوے یار سے نہین جاتا کسی طرف
زائر پلٹ کے آتے ہین کیونکر حجاز سے

ہم شیفتہ ہین اونکے اچھوتے جمال پر
مانوس وہ ہمارے دلِ پاکباز سے

باز آؤ تم جفا سے وفا سے نہ مین پھرون
رونق ہے حسن و عشق کی ناز و نیاز سے

کیا میری تاب مین جو کرون کچھ بھی التماس
واقف ہین ہر طرح وہ مرے دل کے راز سے

بسمل ہون بیقرار ہون وہ دیکھتا نہین
آنکھین لڑائین مینے عجب بے نیاز سے

روزِ ازل سے ہون رہِ الفت مین گامزن
واقف ہون خوب اسکے نشیب و فراز سے

توام نہ سمجھون شادی و غم کو مین کسطرح
دیتا صدا ہر رگ ہے عشرت کے ساز سے

اے شیخ شہر تجھسے ہے ابلیس تک خجل
تونے فریب سیکھے ہین کس جعلساز سے

تمشاد ایک گل نہ پسیجا کسیطرح
پتھر پگھل گئے سخنِ دلگداز سے

آنکھون مین پھرتی ہے ہر وقت جو صورت اونکی
ابتو ہر ذرے مین ہوتی ہے زیارت اونکی
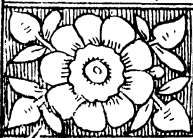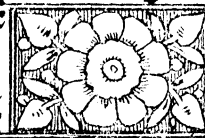
نام فردوس ہے جسکا وہ ہے صحبت اونکی
اور دوزخ جسے کہتے ہین وہ فرقت اونکی

جب گلِ تازۂ فردوس ہے صورت اونکی
نکہتِ خلدِ برین کیون نہو سیرت اونکی

روئین روئین سے مین کرتا ہون جو مدحت اونکی
ہے صلا اسکا قیامت مین شفاعت اونکی

وہ کہان اور کدھر اور گئے کب نہ کھلا
الوداعِ خرد و ہوش تھی رخصت اونکی

حُسن پر عشق کو ہر حال مین غلبہ ہی ہا
جھیپی ہے میری نحافت سے نزاکت اونکی

میرے دل ہی کے نہین لب ہین وہ تنہا مالک
میری تکلیف بھی ہو جاتی ہے راحت اونکی

توبہ کرتے ہی قسم دیکے پلایا اک جام
مجھکو تا عمر نہ بھولیگی شرارت اونکی

کعبۂ و دیر مین اک خلق کو ہے جنکی تلاش
گوشۂ دل مین سنا کرتے ہین عزلت اونکی

ایک اونکے لیے کی ہمنے دو عالم سے گریز
وہ نہ اب بھی ہون ہمارے تو طبیعت اونکی

غیر ممکن ہے کہ اب غیر کو ملجاے جگہ
دل مین آنکھون مین جگہ کر گئی صورت اونکی

لاکھ روٹھے ہوئے ہین مجھسے وہ منجائینگے
جب سفارش کو کھڑی ہوگی مروت اونکی

ہے مرض اونکو جو عاشق کی فراموشی کا
چاہیے ہمکو بھی کر آئین عیادت اونکی

جنکی محفل مین تو اے جان جہان ساقی ہو
روکشِ عشرتِ جمشید ہے صحبت اونکی

فیلسوفیِ محبت مین جو کی فکرِ دقیق
ہر ہیولے نے دکھائی مجھے صورت اونکی

یاس کیون صورتِ عنقا نہو موہومِ بسیط
ذرے ذرے کو ہے گھیرے ہوے حسرت اونکی

تیری آنکھون پر اگر مرتے ہین آہوی حرم
عاشقِ چشم اوڑا لیتے ہین وحشت اونکی

واعظون کی نہ کہو جب وہ چڑھے منہ پر
دوزخ اونکا ہے بہشت اونکی قیامت اونکی

بلبلو تمکو مین شمشاد سے دیتا تشبیہ
گل مین اک ذرہ بھی ہوتی جو شباہت اونکی

میرے ہی عشق سے دنیا مین ہے شہرت انکی
مجھکو وہ ہاتھ سے کھو دین تو یہ غفلت اونکی

بیوفا وہ ہین تو کیا اسمین شکایت اونکی
عاشق آزار ہے فطرت مین طبیعت اونکی

مجھسے تو کچھ بھی نہین ہوتی ہے خدمت اونکی
وہ اگر لاتے ہین تشریف عنایت اونکی

ہے ہجوم آج غم و رنج و الم کا جس مین
بات ہے کل کی اسی دل مین تھی خلوت اونکی

ہم فقیرونکی طرف اب وہ مخاطب کیا ہون
لگ گئی کان مین کچھ چپکے سے نخوت اونکی

جو سرافراز ترے عشق مین ہو جاتے ہین
ہر مذلت مین نکل آتی ہے عزت اونکی

کارِ دنیا مین جو کچھ درک نہین رکھتے ہین
عقلِ بقراط سے بہتر ہے سفاہت اونکی

داورِ حشر ہے حاکم مری تقدیر گواہ
لب مرے قتل سے ممکن ہے برات اونکی

جنکے فیضانِ محبت نے بنایا معشوق
کچھ سمجھتے ہی نہین رتبۂ حقیقت اونکی

جان اسواسطے دیتا ہون مین آسانی سے
ملک الموت نے لیلی ہے اجازت اونکی

بیٹھکر گوشے مین جو پیتے ہین جامِ وحدت
جشنِ جمشید سے بھی بڑھکے ہی عزلت اونکی

وہ تو کہتے ہین رگِ جان سے ہو نہین بڑھکے قریب
پھر بھی طالب رہین محروم تو قسمت اونکی

کیسے ارمانون سے پہلے تو مجھے ذبح کیا
قتل کے بعد کوئی دیکھے ندامت اونکی

ایک الزام لگاتے ہین جو اوسپر عاشق
لاکھ پیرایون مین آجاتی ہی شامت اونکی

سامنے داورِ محشر کے وہ کرتے ہین ستم
عقل حیران ہے اللہ ری جرأت اونکی

غیر ممکن ہے جگہ پائے خیالِ اغیار
ہر رگ و ریشۂ دل مین ہے محبت اونکی

شیفتہ مین ہی نہین وہ بھی ہین میرے شیدا
حال کھلنے نہین دیتی ہے متانت اونکی

جنکی ہوتی ہے زمانے مین ریائی تعظیم
سچ جو پوچھو تو یہ عزت ہی ہے ذلت اونکی

پہلے حیران تھے وہ دیکھکے میری حالت
آئنہ دیکھتے ہی بڑھگئی حیرت اونکی

جنکو ہم جبہ و دستار سے سمجھے انسان
کھلگئی ایک ہی صحبت مین حقیقت اونکی

جان شمشاد کی لی نازوادا سے جسنے
اوس گلِ تر کی گلی مین بنے تربت اونکی

اپنی ہستی کو مٹانا چاہیے
آپ ہی مین اوسکو پانا چاہیے

سیرِ قاتل کو دکھانا چاہیے
لوٹنا یا تلملانا چاہیے

جان کوشش مین لڑانا چاہیے
دلکو کھوکر اونکو پانا چاہیے

ناصحون کے پاس جانا چاہیے
چٹکیون پر پھر اوڑانا چاہیے

اوس پری رو کو بُلانا چاہیے — یا اوسی کے پاس جانا چاہیے

غنچے چٹکے آئی اے رندو بہار — خوب گلچھرے اوڑانا چاہیے

اب ذرا سا آکے اے دل آپ مین — ہنسنے والون کو رُلانا چاہیے

جسکو نظرون پر چڑھایا آپنے — اوسکو آنکھو نمین سمانا چاہیے

دل مین غصہ اور ہے آنکھون مین غیظ — اب کہین میرا ٹھکانا چاہیے

سر چڑھا جاتا ہے دشمن آجکل — اوسکو نظرون سے گرانا چاہیے

دونون عالم کے بکھیڑون سے غرض — مجھکو غم اپنا ہی کھانا چاہیے

لاکھ پوچھین گور مین منکر نکیر — نام اوسکا کب بتانا چاہیے

لاکھ اونکے جوبنون مین ہو ابھار — شوق کو دل مین دبانا چاہیے

لوثِ عصیان سے طہارت کیلیے — اشکِ خجلت مین نہانا چاہیے

سنتے ہین دروازے تک وہ آگئے — اب ہمین آنکھین بچھانا چاہیے

حد سے زائد بڑھ گئی افسردگی — اب کسی سے دل لگانا چاہیے

مل گئی ہے اوسکے کوچے مین جگہ — چھاؤنی اب ہمکو چھانا چاہیے

جس سے بگڑے رنگ بزمِ عیش کا — کب تمھین یون منہ بنانا چاہیے

حبس دم کا شک ہے میری موت پر — منہ کفن سے اب چھپانا چاہیے

تم اوٹھاتے ہو اوسیکو پاس سے — جسکو خاطر سے بٹھانا چاہیے

کر دیا جب خونِ دل مینے بحل — اب تمھین کیون منہ چرانا چاہیے

آتشِ غم دل مین ہے بھڑکی ہوئی — آنسوؤن سے اب بجھانا چاہیے

غیر اگر روٹھین تری پاپوش سے — تجھکو میرا دل لبھانا چاہیے

آج وہ خوش خوش نظر آتے ہین کچھ
قصۂ غم اب سنانا چاہیے

گلرخون کی بزم مین شمشاد آج
رنگ کچھ اپنا جمانا چاہیے

اپنی نظیر آپ ہی اے دلربا ہوئی
تیری جفا ہوئی کہ ہماری وفا ہوئی

آخر کو میری آہ کچھ ایسی رسا ہوئی
تاثیرِ شاہدانہ کی زلفِ دوتا ہوئی

سرمہ مری طرح نہ کسی روز پس سکا
ہمرنگِ خونِ دل نہ کسی ان حنا ہوئی

ہنگامِ نزع وہ جو عیادت کو آگئے
میرے قدم کو چوم کے رخصت قضا ہوئی

بالکل سیاہ نامۂ اعمال ہو گیا
تحریرِ شوق کی نہ مگر انتہا ہوئی

حق بے نیاز آپ مخالف اثر خلاف
کیونکر قبول آج ہماری دعا ہوئی

تو چونکتا بھلا مرے دل کی شکست پر
رہبر ترے خیال کی بانگِ درا ہوئی

دیتے خیالِ عیش کو ہم کسطرح جگہ
حسرت ہمارے دل سے نہ دم بھر جدا ہوئی

وہ اپنی شوخیون کو لگے آپ کوسنے
شرمندہ روزِ وصل جب اونکی حیا ہوئی

کمزور کر دیے گئے ہم سر سے پاؤن تک
نقدِ شباب کھونے پر اتنی سزا ہوئی

مجبورِ محض ہم تھے کہ مختارِ جزو و کل
اسکی تو بحث ہی نہین روزِ جزا ہوئی

دی جان کیا علاج کے جھگڑون سے چھٹ گیا
گویا ترے مریض کو پوری شفا ہوئی

قیدِ غمِ فراق کی پاتا ہون اب سزا
بے سمجھے اونکو دل جو دیا یہ خطا ہوئی

صورت دکھاتے ہی مجھے بیخود بنا دیا
پھر مجھسے پوچھتے ہین تری عقل کیا ہوئی

حیرت ہے ہم وہی وہی سامانِ عیش سب
جسکو شباب کہتے ہین وہ چیز کیا ہوئی

گلشن مین تیرے بالون سے جب ہو گئی دوچار
شرمندہ کیسی نکہتِ بادِ صبا ہوئی

شمشاد گلرخون سے جو ہو تم کنارہ کش
کسکی طرف سے چھیڑ ہوئی ابتدا ہوئی

مزا وصل کا دیگی فرقت کسیکی
اوترآئی دل مین جو صورت کسیکی

ہوا مین جو برہم غرض صرف یہ تھی
کرے بھولی صورت شفاعت کسیکی

جب اپنی حقیقت ہی مین ہمنے ڈھونڈھا
ملی عین کثرت مین وحدت کسیکی

نہ پھر جاے کسطرح مجھسے زمانہ
عداوت کی جڑ ہے محبت کسیکی

نہین حاجتین سب کی دنیا مین یکسان
امارت ہماری ہے عسرت کسیکی

اوڑے رنگ عاشق تو ہو زرد آندھی
اگر اوسکو دیکھے نزاکت کسیکی

تھا لفظ طاعت سے کوئی بھی واقف
مین کرتا ہون جبسے اطاعت کسیکی

مرا خاص سرمایہ نقد محبت
اگر حسن دلکش ہے دولت کسیکی

دم صور کیا ہے مرا آہ و نالہ
قیامت سے کے فتنے شرارت کسیکی

سمجھتے ہین وہ کشتۂ ناز اپنا
جہان دیکھ پاتے ہین تربت کسیکی

نکل آئی تسکین کی آپ صورت
بڑھی حد سے زائد جو وحشت کسیکی

کس امید پر کوئی بیمار غم ہو
نہین کرتے خوش ہو عیادت کسیکی

وہ دروازے پر آکے کہتے ہین ہنسکر
ہم آئین جو پائین اجازت کسیکی

اوسے سمجھو گوگرد احمر سے افضل
جو صورت سے اچھی ہو سیرت کسیکی

محبت کے میدان مین سامنا ہے
مری یاد ہے اور غفلت کسیکی

یہ ہین گل کھلائے ہوئے آرسی کے
ہوئی مجھپر آئینہ حیرت کسیکی

کھلا نقد دل کھو کے ہمپر یہ عقدہ
غرض کی تھی صاحب سلامت کسیکی

نہین حشر مین خون کا مجھکو دعوے / فقط آزمانا ہے جرأت کسیکی
ہمین خاک مین ملکے حاصل ہوا کیا / مکدر اگر ہے طبیعت کسیکی
نہ دعوے کرے کیون خدائی کا وہ بت / بڑھی حد سے زائد ارادت کسیکی
نہ شمشاد کو بھائے گلہائے جنت / کبھی ایسی آنکھون مین نزہت کسیکی

بلند ایسی مری آہ رسا ہے / کہ تاثیر آج اوسکی خاکِ پا ہے
نہین شایانِ الطافِ خدا ہے / جسے کچھ بھی خیالِ ماسوا ہے
وہ آئے ہین اوٹھانے نعش میری / غم و شادی مین جھگڑا پڑ گیا ہے
کرو ہر کام مین اوس پر بھروسا / جو اپنی وضعداری کو نبا ہے
نہ اے دل شور تو بے انتہا کر / ابھی اوسکے ستم کی ابتدا ہے
دلِ زاہد مین گھر ہے ایک بت کا / لبون پر ہر گھڑی یادِ خدا ہے
وہ کہتے ہین کہ ہم تم ایک ہین جب / سوالِ وصل اب ہمسے خطا ہے
نہین اے خفتگانِ خاک یہ حشر / خرامِ یار سے فتنہ اوٹھا ہے
نہین معلوم ہوتی خیر دل کی / مرے پہلو مین کچھ شور و بکا ہے
کہین مین اپنے قابو مین نہ آؤن / دلِ سرکش کو یہ کھٹکا لگا ہے
گیا جس دن شبابِ عشرت افزا / نظامِ عیشِ دنیا سب ہوا ہے
کروڑون ہون اگر معبود تو کیا / حقیقت مین خدا ہی اک خدا ہے
وہ آکر بے تکلف سوتے ہین ساتھ / نصیب ان روزون میرا جاگتا ہے
مجھے یاد آتے ہین ایامِ فرقت / سرِ بستر جو کوئی لوٹتا ہے

حسینون سے کیا کرتا ہے شوخی
مرا دل کس غضب کا چلبلا ہے
سرِ محشر شفاعت کھولدے بال
مرا اعمال نامہ کھل گیا ہے

ہزارون پیچ مین ہے شکلِ سنبل
عبث شمشاد سے وہ گل خفا ہے

اونھین بدظن مجھے رسوا کیا ہے
دلِ نادان کا اب کیا مدعا ہے
یہ کام اچھا ہے وہ شیوہ بُرا ہے
محبت مین کہان یہ سوجھتا ہے
نہین چلتی وہان ہر ایک کی چال
وہ اوسکا ہے اوسے جو دل سے چاہے
کیا زیر و زبر عالم کو اسنے
نہ سمجھا آجتک مین عشق کیا ہے
نہین کونین مین گنجائش اوسکی
مرے اندوہ کی کچھ انتہا ہے
غرورِ حُسنِ طاعت زاہدون کو
مجھے تیرے کرم کا آسرا ہے
جلائیگی مجھے کیا نارِ دوزخ
مرا دل سوزِ الفت مین جلا ہے
ہوا جاتا ہے کیون ہمرنگِ عاشق
مگر وہ آپ اپنا بتلا ہے
بنا دے روزِ عشرت کو شبِ غم
مرا دل رات دن یہ سوچتا ہے
دیا تھا کسکے کہنے سے مجھے دل
یہ کہنا آپکا بیشک بجا ہے
دکھا کر جھلکیان چھپ جاتے ہین وہ
مگر اے آہ تو کچھ نارسا ہے
جسے ہمراہ دیکھا اور پوچھا
کہا یہ تو تمھارا آشنا ہے
جہان عالم مین ہے آتش فشان کوہ
وہان مدفون کوئی دل جلا ہے
نہین جب نقدِ جان و دل کی کچھ قدر
کوئی کس حوصلے پر تمکو چاہے
شبِ خلوت پڑے ہین سات پردے
اونھین شک ہے کہ کوئی دیکھتا ہے

تمام اشیا ہین مخلوقات اوسکی | مگر انسان ہی ظلِّ خدا ہے

کہا اک گل نے حسرت سے دمِ نزع
مرے شمشاد کو کیا ہو گیا ہے

حیا خاص اونکی ادا ہو گئی | بس اب شرم کی انتہا ہو گئی
مری آہ ایسی رسا ہو گئی | کسی بت کی زلفِ دوتا ہو گئی
محبت جو صورت نما ہو گئی | مری عقل کامل ہوا ہو گئی
وہی کام آئی قیامت کے دن | جو طاعت کبھی بے ریا ہو گئی
وہ ابیات پر دونین ہیچین ہین | مری آہ ایسی رسا ہو گئی
نہ دس دن نبھا دن سے دشمن کا سوگ | کفِ پا حنا آشنا ہو گئی
ہوا ایک سجدہ فقط راہبر | جبین اپنی جب نقش پا ہو گئی
شباب اوسکو کیا ساتھ لیتا گیا | مرے دل مین شوخی تھی کیا ہو گئی
ملا گور مین حکمِ حبسِ دوام | ترے مبتلا کی سزا ہو گئی
ترے غم نے بے موت مارا مجھے | ستم ہے معطل قضا ہو گئی
نہ آئے جو تم جانب میکدہ | گھٹا چھا کے کالی بلا ہو گئی
مرے سوزِ دل سے جو لی اک لپک | جہنم کی سوزش سوا ہو گئی
کرونگا مین کیا نقدِ عیشِ طرب | شباب ایسی شے جب جدا ہو گئی
نہ دوھرائیے تلخ باتون کا ذکر | طبیعت مری بے مزا ہو گئی
جگر سے لبون تک پڑے آبلے | مری آہ کیا شعلہ پا ہو گئی
خدا کے لیے اب کرو تم جفا | وفا تمنے کی وہ جفا ہو گئی

مری لاش سے پوچھتا ہے وہ شوخ
تری روح کسپر فدا ہو گئی

وہ بن ٹھن رہے ہین سر شام ہی
قبول آج کسکی دعا ہو گئی

چہل سال عمر عزیزت گذشت
جو ہونا تھی نشو و نما ہو گئی

مریض تب غم کی تدبیر مین
سطل دعا و دوا ہو گئی

ہنسایا گلون کو جو شمشاد نے
ہر اک سانس رشک صبا ہو گئی

نکھرینگے شکل کو سنوارین گے
ہمکو بے موت آج مارین گے

نہ کرین گے تب درون کا علاج
جان ہارین گے جی نہ ہارین گے

ہم شہیدان عشق محشر مین
جد حسنینؓ کو پکارین گے

واعظون کو اگر ملے دنیا
دین پر لات پہلے مارین گے

کہتے ہین سنکے داستان عشق
آپکا بھوت ہم اوتارین گے

نزد الفت مین ہم چلین گے وہ چال
نقد جان پہلے جاکے ہارین گے

اپنے انگو پر زخم دل سے ہم
بادۂ عافیت اوتارین گے

زخم دل دیکھ لینگے قاتل اگر
آنسوؤن سے وہ اوسکو دھارین گے

یون جو کہیے قبول کرلین ہم
بحث مین آپ سے نہ ہارین گے

لاکھ چکر کرین ہم اوس در کے
وہ نہ ہمکو کبھی پکارین گے

آتش غم جو دل مین بھڑکے گی
چھینٹے ہم آنسوؤن کے مارین گے

تارے توڑین گے آسمان سے ہم
آپ پر سے اونھین اوتارین گے

منہدم ہو گی سد عہد وفا
غیر جب آپکو اوبھارین گے

بال نوچین گے قتل کرکے مجھے
سینے پر دونون ہاتھ مارین گے

دین گے وہ ساتھ چولی دامن کا
ہم لباسِ خودی اوتارین گے

اونکی زلفون کا جب خیال کیا
سیکڑون سانپ دل مین آرین گے

جس پری نے کیا ہے دیوانہ
اوسکو شیشے مین ہم اوتارین گے

بحرِ غم مین لگاکے ہم غوطہ
کشتیِ دل کو پھر اوبھارین گے

درِ جانان کو اپنی پلکون سے
صبح و شام آکے ہم بہارین گے

ہم سے اوس بت سے جب لگے کی لگن
دیوتا پتّر ابجارین گے

عشق مین ایک گل کے ہم شمشاد
جان ہارین گے جی نہ ہارین گے

عاشقِ رخ جو کبھی سوے گلستان نکلے
چومنے پاؤن چمن سے گلِ خندان نکلے

جو گئے تیری گلی مین وہ پری خوان نکلے
کیا ترے نقشِ قدم نقشِ سلیمان نکلے

تیرے کشتون کی لحد نور سے معمور رہی
کثرتِ داغ سے تن سر و چراغان نکلے

لبِ رنگین نے اگر خون رلایا مجھکو
آنکھون سے لختِ جگر لعلِ بدخشان نکلے

چشم و مژگان کے فدائی سرِ میدانِ وفا
صیدِ آہو تھے مگر شیرِ نیستان نکلے

تھے جو زربفت مین بے خلعتِ علم و دانش
اہلِ بینش کی نگاہون مین وہ عریان نکلے

اوسکے عشاق مین مذہب کی کوئی قید نہ تھی
سخت نادم ہوے جو گبر و مسلمان نکلے

جلنے والے تو نظر آئے ہمین حد سے سوا
آتشِ عشق مین دو چار ہی سوزان نکلے

نور کے پتلے حسینون مین جنھین سنتے تھے
جاکے دیکھا تو وہی غولِ بیابان نکلے

سوزشِ دل لحدِ تیرہ مین یون کام آئی
دل کے سب داغ سیہ مہرِ درخشان نکلے

دانے دانے کو جو محتاج سے ملے ذی جوہر
اشکِ حسرت مرے اونپر دُرِ غلطان نکلے

حسنِ تدبیر نہین خوبیِ تقدیر سمجھ
کام تیرا جو کبھی ای دلِ نادان نکلے

عشقِ گیسو مین کوئی محو نہوگا مجھسا
مین اگر آہ کرون سنبلِ پیچان نکلے

صاف ظاہر ہے کہ مین آپ مین آتا ہی نہین
کسطرح دل سے مری حسرتِ پنہان نکلے

تھا جنھین غرہ ہر اک فن مین ہمہ دانی کا
مکتبِ عشق مین وہ طفلِ دبستان نکلے

کینہ و حرص و حسد کی نہ کمی کچھ نکلی
غم سے معمور بہت کم دلِ ویران نکلے

پیچ پر پیچ نظر آئے اونھین کوچۂ غم
جسطرف عاشقِ گیسوی پریشان نکلے

امتحانِ غمِ الفت مین رہے سینا کام
اسمین فرزانہ و نادان سبھی یکسان نکلے

طور پر عرشِ بریں پر فلکِ چارم پر
جس جگہ دیکھیے یہ حضرتِ انسان نکلے

قتل ہنس ہنسکے جو کرتے ہین وہ اک عالم کو
سب کے سب اونمین فدائے دُرِ دندان نکلے

دھوم سے حضرتِ شمشاد کی میت اوٹھی
نعش کے ساتھ ہزارون گلِ خندان نکلے

غیرون کو اک طرف سے جو ای جان اوٹھا گئے
مضمون میرے دل کا مگر آپ پا گئے

وہ شمع میری قبر پر آکر جلا گئے
گویا امیدِ مردۂ عاشق جلا گئے

جب تک امید تھی نہ کیا اسطرف کو رخ
بے آس ہم ہوئے تو یکایک وہ آگئے

غیرون کو کامیاب مرادون سے کردیا
نیرنگیان زمانے کی ہمکو دکھا گئے

اس سادگی کو دیکھیے بچپن ہے اسکا نام
گھر پر رقیب کے بھی ہمین وہ بلا گئے

دیکھا نتیجہ میرے سکوت اور صبر کا
اپنے کیے کی آپ سزا غیر پا گئے

پینے جو اونکے جور کے اونکو دیے نشان
نادم ہوے پسینے مین بالکل نہا گئے

اب دیکھیے وہ کرتے ہین کیا کیا تلافیان
اپنی مصیبتین تو اونھین سب سنا گئے

ہرچند شوخیون نے او بھارا خلاف پر
پھر بھی شبِ وصال وہ قابو مین آ گئے

محفل مین ہمکو منہ نہ لگایا تو کیا ہوا
جو کچھ تھے اسمین رمز وہ ہمکو بتا گئے

ہو گی ہماری یاد زمانے مین حشر تک
ہم بھی کچھ ایسے رنگ یہان پر جما گئے

جنکی شرابِ نابِ محبت سے ہم تھے مست
دھوکے مین ہمکو جامِ ہلاہل پلا گئے

ہم سب کے جان نثار ہمارے سب آشنا
کسکو کہین کہ دل کو ہمارے دُکھا گئے

ہمکو نہین خبر کہ کہان ہم ہین گھر کہان
جب سے ہمین وہ ایک جگہ پر بٹھا گئے

بدظن مری طرف سے کئی روز سے وہ تھا
سنتا ہون آج غیر بھی فقرے جما گئے

کوئی حسین پر مری پڑتی نہین نظر
میری نگاہ مین وہ کچھ ایسے سما گئے
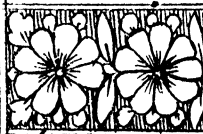
خوش طالعی مری کہ کہے ایک گلبدن
تھا جنکا ذکرِ خیر وہ شمشاد آ گئے

جو طور پر کلیم سے باتین بنا گئے
جلوے وہ لاکھ رنگ مین مجھکو دکھا گئے

ممکن نہین نشانِ قدم سے ملے سراغ
ہم پہلے اونکی راہ مین آنکھین بچھا گئے

وعدہ کبھی نہ ٹھیک کیا مجھسے وصل کا
جب آئے میرے پاس وہ باتین بنا گئے
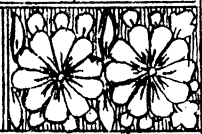
پہلو سے میرے اوٹھے جو خوفِ رقیب سے
زانو عجیب ناز سے میرا دبا گئے

ہوگا مرے کلام کا جب تمکو اعتبار
پھر دن مین غیر کے جو کسی روز آ گئے

مانا کہ شوخیون سے کیا ہے حیا کا خون
پھر بھی نظر وہ ہمسے بہت کچھ بچا گئے

کیون ہم دعائین مانگین کرین کیون خوشامدین
جنکی ہمین تلاش تھی وہ آپ آ گئے

جنکو سمندِ ناز پر اپنے گھمنڈ تھا
میری ذرا سی چال مین ٹھوکر وہ کھا گئے

خوش قامت انکو فتنۂ دجال کہتے ہین
جو وعظ مین قیام قیامت دکھا گئے

ہم خون روکے عشق بتانِ مجاز مین
دامانِ دینِ پاک مین دھبا لگا گئے

دیکھا ہمارے دل کو اونھون نے جو خودپسند
تیغِ نگاہِ ناز سے پُرزے اوڑا گئے

غیرونکو اب بھی شک ہے مری انکی صلح مین
مجھسے ہزار بار وہ آنکھین لڑا گئے

ممکن نہین کہ پہونچین مرے اونکے راز تک
اغیار لاکھ بیٹھکے کھچڑی پکا گئے

اک بوسے پر بھی اب نہین لیتا اسے کوئی
وہ بھاؤ میرے دل کا کچھ ایسا گرا گئے

زار و نزار ہم ستم دہر سے نہین
غم آخرت کے ہمکو سراپا گھلا گئے

مشق ستم مین اونکو جو حاصل ہوا کمال
حرفِ غلط کی طرح ہمین کو مٹا گئے

غیرون کے لاف میری محبت کی جانچ مین
وہ اک سرے سے دوستون کو آزما گئے

میرا کوئی قصور اونھین بھولتا نہین
اغیار ایسی کچھ اونھین پٹی پڑھا گئے

جلسے مین گلرخون کے ابھی تک ہی واہ وا
شمشاد رنگِ بزم کچھ ایسا جما گئے

وہ کم سن ہے وفا کیا جانے کیا ہے
محبت کا مزا کیا جانے کیا ہے

قیامت تیری قامت تیری رفتار
کوئی اسکے سوا کیا جانے کیا ہے

غمِ دنیا و مافیہا کو اے جان
تمھارا مبتلا کیا جانے کیا ہے

بہت کمسن ابھی الھڑ ہی وہ بت
کسی کا مدعا کیا جانے کیا ہے

نہین جسنے لگایا دل کسی سے
وہ میرا مدعا کیا جانے کیا ہے

کٹی فرقت مین ساری عمر جسکی
وہ وصل دلربا کیا جانے کیا ہے

نہ روکے جو نگاہِ ناز سے وار
تڑپنا لوٹنا کیا جانے کیا ہے

سراپا جو خودی مین غرق ہی آپ | سر یادِ خدا کیا جانے کیا ہے
رہے محبوب کی جسپر عنایت | وہ آہِ نارسا کیا جانے کیا ہے
نہ خلوت مین جو شاہونکی سے غرض | فقیرونکی صدا کیا جانے کیا ہے
عناصر جسکے ہون شوخی شرارت | وہ اندازِ حیا کیا جانے کیا ہے
قناعت ہی تو پھر حاجت سی مطلب | لبِ زاہد دعا کیا جانے کیا ہے
خوشامد مین کٹی ہو جسکی سب عمر | وہ تسلیم بجا کیا جانے کیا ہے
نہین جب راستی جز نام باقی | کوئی اسکا مزا کیا جانے کیا ہے
جو آپ اچھا خیالات اوسکے اچھے | زمانے مین بُرا کیا جانے کیا ہے
ہنسی مین کٹ گئی ہو جسکی سب عمر | مرا شورِ بکا کیا جانے کیا ہے
ترے غمزے نہین دیکھے ہین جسنے | وہ انداز و ادا کیا جانے کیا ہے
نہین واقف جو غم کی ابتدا سے | ستم کی انتہا کیا جانے کیا ہے
دُرِ کانِ صفا ہے گو مرا دل | مگر وہ بیوفا کیا جانے کیا ہے
جہنم سے ڈراتے ہو اوسے کیا | تمھارا دل جلا کیا جانے کیا ہے

ہزارون جس گلِ تر کے ثنا خوان
گلا شمشاد کا کیا جانے کیا ہے

ایک سے ایک نیا ظلم مین ایجاد رہے | تجھکو یہ عاشقِ جانباز اگر یاد رہے
ایسی تصویر تصور نے اوتاری تیری | دیکھکر دنگ اوسے مانی و بہزاد رہے
مین تو وحشت مین خدا جانے کہان جا پہونچا | فکرِ زنجیر مین جکڑے ہوئے حداد رہے
عمر بھر تھا جو مرے جوشِ جنون مین سیلاب | تشنۂ خون نہ کبھی نشترِ فصاد رہے

بے مصائب کے تقرب نہین ہوتا حاصل — کیا ہوا ہم ہی اگر موردِ بیداد رہے

او نیر ایجان ہنسی آئے تو آسے کیونکر — جن لبون پر کبھی نالہ کبھی فریاد رہے

قہر سے قتل کیا ناز سے لی جان کبھی — آپ میرے لیے ہر حال مین جلاد رہے

ایسے دل کو کوئی کیا شاد و شگفتہ رکھے — وصل مین بھی جو مکدر رہے ناشاد رہے

جب وفاؤن کا صلہ کچھ بھی نہین غیر جفا — کیون کسیکے لیے آخر کوئی برباد رہے

مین کسیطرح نہ پھندے مین کسیکے آیا — گو پھنسانیکے لیے گھات مین صیاد رہے

برسون کی دشت نوردی کو بھلایا دل سے — تیرے کوچے مین اگر ایک نفس شاد رہے

جان جانے کا ہمین کچھ بھی نہین رنج و الم — یہ مسرت ہے کہ جلاد کو ہم یاد رہے

کہتے ہین میرے جفاکش کی کھنچے یون تصویر — قیس پہلو مین رہے سامنے فرہاد رہے

جانکنی کی نہوئی کچھ بھی مصیبت محسوس — آپ کے ظلم دمِ نزع مجھے یاد رہے

تو سمن بر ہے گل اندام صنوبر قامت
تیرے پہلو مین رہے کوئی تو شمشاد رہے

انداز حسینون مین ترا اور ہی کچھ ہے — تو حسن مین بھی نامِ خدا اور ہی کچھ ہے

اے جان تری زلفِ دوتا اور ہی کچھ ہے — اوسمین جو بلا ہے وہ بلا اور ہی کچھ ہے

بتخانے مین کعبے مین کلیسا مین نہین وہ — اے بیخبرو سمجھو خدا اور ہی کچھ ہے

تکلیف مین راحت ہے تو تلخی مین ہے لذت — لاریب حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے

تم کہتے ہو بکھرے ہین مرے بال ہوا سے — اولجھن مری کہتی ہے ہوا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو مرے دل مین جگہ ہے تو تمھاری — شائد ہو یہی مینے سُنا اور ہی کچھ ہے

صحت سے سروکار نہ آرام سے کچھ کام — بیمارِ محبت کی شفا اور ہی کچھ ہے

اک گل مرے ہمراہ جو ہے سیرِ چمن مین
اسوقت تو اے بادِ صبا اور ہی کچھ ہے

دل مینے دیا جان بھی دی دین بھی کھویا
پھر بھی وہ یہ کہتے ہین وفا اور ہی کچھ ہے

اے اشک یہ ہے خاکِ درِ یار کا جامہ
ہون چاک نرالے کہ قبا اور ہی کچھ ہے

جو ہاتھ اوٹھے اونسے نہ کیون منھ کو چھپاؤن
ظاہر ہے اثر اور دعا اور ہی کچھ ہے

جس سے وہ بنا چاہتے ہین شرم کے پتلے
یہ ساری بناوٹ ہے حیا اور ہی کچھ ہے

دنیا مین بجز حسرت و اندوہ نہین کچھ
راحت کی جگہ اسکے سوا اور ہی کچھ ہے

جس سودے کو ہم آئے تھے بازارِ جہان مین
وہ تو نہ لیا اور لیا اور ہی کچھ ہے

کیونکر ہو صفائی کہ وہ کچھ اور ہین کہتے
میرے دلِ برہم نے کہا اور ہی کچھ ہے

اے حسن کی ڈیوڑھی مین تجھے دیکھ چکا ہون
وہ مہر ضیا ماہ لقا اور ہی کچھ ہے

کوئی بھی مناجات طلب سے نہین خالی
ہان تیرے فقیرونکی صدا اور ہی کچھ ہے

ہر روز کا جھگڑا ہے تو ہر وقت کی تکرار
ظاہر ہے ترے دل مین بسا اور ہی کچھ ہے

ہوتی ہے شبِ وصل ہر اک چیز مخالف
ہے وقت تو کچھ اور بجا اور ہی کچھ ہے

بوسون کے عوض دل کا مسلنا نہین انصاف
جرم اور ہی کچھ ہے تو سزا اور ہی کچھ ہے

ہر کام کے انجام مین کیونکر نہون ناکام
خواہش مری کچھ اور قضا اور ہی کچھ ہے

مطلب نہین ہوتا ستم و جور سے حاصل
دل لینے کی اے جان ادا اور ہی کچھ ہے

محشر مین مرا قتل کریگا یہی ثابت
ان ہاتھون مین یہ رنگِ حنا اور ہی کچھ ہے

مینے جو لیا بوسہ یہ مانا کہ خطا کی
تمنے جو جواب اسکا دیا اور ہی کچھ ہے

ہو سجدہ گہِ خلق تو حیرت کی جگہ کیا
تیرا تو یہ نقشِ کفِ پا اور ہی کچھ ہے

کیونکر دمِ عیسیٰ سے مین تشبیہ اوسے دون
اے گل ترے دامن کی ہوا اور ہی کچھ ہے

دولت سے نہ تسکین نہ عشرت ہی سے راحت — میرے مرض غم کی دوا اور ہی کچھ ہے
ہم رندوں کی تلقین سے مطلب ہی تمھین کیا — اے واعظ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

شمشاد کی الفت کی ترقی بھی ہوئی مات
اے سرو تری نشو و نما اور ہی کچھ ہے

اونمین شوخی بھی شرارت بھی حیا بھی آئی — ساتھ ہی ساتھ جوانی کے ادا بھی آئی
کبھی اسباب ضرر ہوتے ہین راحت کے سبب — جب جفا حد سے بڑھی دل مین وفا بھی آئی
یہی حیرت جو لقا ہے تو حجاب اکبر — اونکے پردے مین مری فکر رسا بھی آئی
میری جرأت نے جو گستاخ کیا بوسون پر — اونکی تقصیر [illegible] بھی آئی
خاص خلوت کا شب وصل نہ کچھ لطف ملا — اونکے دل مین [illegible] کے ساتھ حیا بھی آئی
کیا عجب عکس رخ یار نمایان ہو جائے — دل کے آئینہ مین جب صاف جلا بھی آئی
اے کے رسوا مری الفت نے چھوڑا یا تجھے — دل مین نقشہ تری صورت کا جما بھی آئی
خاک پامرد آب چشم کا مرہم جو بنی — دست بوسی کی تمنا مین حنا بھی آئی
تمنے ابرو کے اشارے سے اگر قتل کیا — نگہ ناز وہین بڑھ کے جلا بھی آئی
کچھ ندامت نہوئی دلشکنی سے اونکو — گو شکست دل محزون سے صدا بھی آئی
اونکے گدرائے بدن کا ہے عجب کچھ عالم — جو بن اوبھرے تو وہین نشو و نما بھی آئی
عجز نے چومے قدم نفس جو پامال ہوا — ٹوٹی جب آن تو تسلیم و رضا بھی آئی
تر نہین آب ندامت سے جبین قاتل — خون مظلوم مین تلوار نہا بھی آئی
یہ تو عنوان محبت ہی کہے دیتا ہے — دل جو اوس شوخ پر آیا تو قضا بھی آئی
خانۂ دل مین جو تھی یاس بجاے امید — نگہ ناز اوسے جا کے ہٹا بھی آئی

عشقِ گیسو مین جو تھے چاک جگر مین لاکھون
کنگھی اوس شوخ کو سر چڑھ کے دکھا بھی آئی

کیون نہین دردِ محبت کا زمانے مین علاج
ہر مرض کیلیے قدرت سے دوا بھی آئی

آئی سو حیلون سے جب وصلِ صنم کی نوبت
ساتھ ہی ساتھ مجھے یادِ خدا بھی آئی

دو بدو صورت مظلوم نہین ہے اب تک
رحم خوابیدہ کو فریاد جگا بھی آئی

آج ہے آپ مرے دل کو بٹھا کر محبوب
فتنون کو نرگسِ فتان ہی اوٹھا بھی آئی

اونکو راستی ہی نہین میری اطاعت ذکیا
اونکے بھرے ہوے غصے کو دبا بھی آئی

سچ ہے پہنچا جو قسمت مین نظر آتے ہین
عشقِ گیسو مین مرے سر پہ بلا بھی آئی

میری [illegible] محبت نے کیا یہ اعجاز
میرے روٹھے ہوے کو مجھسے منا بھی آئی

جس طبیعت نے کیا تھا مجھے اوسپہ مائل
وہی کمبخت مرے دل کو ہٹا بھی آئی

عشقِ شمشاد کا یہ فیض ہے ای غیرتِ گل
نخلِ شہرت مین جو کچھ نشو و نما بھی آئی

اے ساقی آج دورِ مئے لالہ سان چلے
آئی ہے لہر کشتیِ بے بادبان چلے

جب ہم کہتے رازِ دل کو سوئے رازدان چلے
دامانِ بیخودی مین خودی سے نہان چلے

جب رند غول باندھ کے سوے دکان چلے
ہم آگے آگے ہمرہِ پیرِ مغان چلے

حیران مین ہون غیر کے گھر اونکو دیکھکر
وہ مجھسے پوچھتے ہین کہو تم کہان چلے

یون سانس اب تو چلتی ہے تیرے مریض کی
جیسے ٹھہر کے کوئی ناتوان چلے

روح اسطرح سبک مرے تن سے روان ہوئی
جسطرح کوئی پھینک کے بارِ گران چلے

زاہد کو دیکھنا ہو جو دنیا ہی مین بہشت
مسجد سے اوٹھکے جانبِ کوے بتان چلے

پہلو سے تم اوٹھے ہو تو اتنا رہے خیال
وہم ملک نہ پہونچے جہان ہم وہان چلے

دامن پکڑ کے لوٹ گیا راہ مین اثر
نالے جب اور بڑھ کے سوا لامکان چلے

اس عافیت کے گوشے مین کیا لطف تھی آبرو
آخر کہان یہ آنکھون سے اشک روان چلے

وہ دل مین رہ کے دل کو بھی بے ہاتھ کر گئے
مل جل کے ساتھ ساتھ مکین و مکان چلے

پہلے لگا لیا ہے مرے وہم نے سراغ
مین جانتا ہون آپ یہ چھپکر جہان چلے

ہے حسرتون کی بھیڑ جنازے کے چارسو
ہمتو عدم کو لیکے بڑا کاروان چلے

تربت مین ساتھ ہے دل پر خلق و انکسار
کافور کے عوض لیے یہ عطردان چلے

قاتل جو قتلگہ کیطرف ہمکو لے چلا
اندوہ و غم ہم لیے آہ و فغان چلے

ہر دل کو آرزو تھی نشانہ مین ہی نہون
محفل مین تیرے تیر نظر جب عیان چلے

مقتل مین میرے ساتھ قیامت کی دہوم ہے
مین کیا چلا کہ لیجیے کون و مکان چلے

بلبل سے باغبان نے پھر کی ہے چھیڑ چھاڑ
اوسکی ملک کو لشکر باد خزان چلے

محفل مین تیری نیم نگہ اسطرف ہوئی
افسوس قتلگاہ سے ہم نیمجان چلے

پایا جو اپنی الفت و طاعت سے منحرف
کیا کیا نہ مجھسے چالین زمین و زمان چلے

نرگس نے آنکھین پھولون نے دامن بچھا دیے
شمشاد سیر کو جو سوے گلستان چلے

جب علم الٰہی کی تنویر نظر آئی
تدبیر ہمین بالکل تقدیر نظر آئی

جب آہ مرے دل کی شبگیر نظر آئی
بیتاب سیر گردون تاثیر نظر آئی

آنکھون سے لڑین آنکھین کسطرح نہ دل الجھے
حلقون سے ملے حلقے زنجیر نظر آئی

جب چشم جہان بین مین وحدت کا لگا سرمہ
ناقوس کے نالون مین تکبیر نظر آئی

آئینہ مین آنکھون کا کیون بوسہ نہ مین لیتا
پتلی کی جگہ تیری تصویر نظر آئی

تم ڈھلتے ہو دل کو شکوہ مین کرون کیونکر — مجھکو تو خرابی ہی تعمیر نظر آئی

مملو تھین متانت سے کچھ ایسی تری باتین — تقریر مرے دل پر تحریر نظر آئی

کشتہ جو ہوئین دل مین حرص و طمعِ دنیا — مٹی بھی اگر چھو دی اکسیر نظر آئی

ٹھوکر سے قیامت کے فتنے ہی اوٹھا بیٹھے — جب حشر مین کچھ اونکو تاخیر نظر آئی

تقدیر کے رستے پر ہم کھینچ کے لے آئے — مقصود سے جب بھٹکی تدبیر نظر آئی

دل چھین لیا میرا وحدت کے کرشمے نے — اپنی جو مجھے تیری تصویر نظر آئی

ابرو مین جو بل دیکر غصے مین ادھر دیکھا — اوسکی نگہِ قاتل اک تیر نظر آئی

محصور ہو کیا قدرت کونین کو جب دیکھا — دو حرفون کی یہ اتنی تفسیر نظر آئی

آنکھین جو ذرا جھپکین محروم ابد ٹھہرے — غفلت کی یہ ادنی سی تعزیر نظر آئی

آنکھون مین کھنچا نقشہ الفت کے مصائب کا — مجھکو جو کوئی صورت دلگیر نظر آئی

صنعت کی نگاہون نے ابتک وہ نہین دیکھی — جو شکل مرے دل مین جاگیر نظر آئی

کیون عرش کی زنجیرین آہون سے ہلاتا ہین — میری ہی دعا مجھکو تاثیر نظر آئی

اے صید فگن تو نے کیون تیر کا رخ پھیرا — بیتاب رگِ جانِ نخچیر نظر آئی

قاصد کی رقابت پر اب شبہہ نہین مجھکو — تحریر سے کچھ بڑھکر تقریر نظر آئی

پیغام و سلام اوس نے کچھ بھی نہ کیا مجھسے — تصویر سوا تمسے دلگیر نظر آئی

اے گل تری محفل مین کس موم کی ہین شمعین — منقارِ عنادل بھی گلگیر نظر آئی

روزِ غمِ فرقت کی تکلیفون کو مین سمجھا — خوابِ شبِ عشرت کی تعبیر نظر آئی

بت کیون نہ وسیلہ ہون اللہ سے ملنے کا — بتخانون سے مسجد کی تعمیر نظر آئی

اون ابروونکی جنبش جسکی ہے سمجھ مشکل — صدرے کی تمنیٰ بالتکریر نظر آئی

اک غنچہ دہن شیشہ ہاتھون سے نہین چھوتا
شمشاد کی کیون اسمین تصویر نظر آئی

آزردہ ہین کیون آپ مری آہ و بکا سے
اے جان جہان آپ تو لڑتے ہین ہوا سے

مقصود مرا کچھ ہی رہے اپنی وفا سے
تم باز نہ آؤ کسی حالت مین جفا سے

کیا خوش دلِ افسردہ ہوا نازو ادا سے
پژمردہ کلی کھل نہین سکتی ہے صبا سے

ممکن ہے کہ باز آئین وہ اب جور و جفا سے
شرمائے ہین کچھ آج مری آہ رسا سے

کرتے ہین نظر میری طرف تیکھی ادا سے
ممکن نہین بچ جاؤن مین اس تیر قضا سے

شوخی سے شرارت سے کبھی نازو ادا سے
بت سبکو لبھاتے ہین چھڑاتے ہین خدا سے

کچھ عشق سے بھاری ہی رہا حسن کا پلہ
بڑھتی ہی گئی اوسکی جفا میری وفا سے

اولٹی ہی نظر آنے لگی ہمکو جو تاثیر
آخر کو ہمین ہاتھ اوٹھا بیٹھے دعا سے

کہتے ہین نرے جرم نہین عفو کے لائق
لیکن مری چلتی نہین کچھ اپنی حیا سے

اعضا مین بڑھا ضعف تو سمجھو کہ ڈھا تن
گرتا ہے وہ گھر جسکے دہلجاتے ہین اسے

طالب کو سراغ اسکے سوا مل نہین سکتا
تنگ آئے ہین وہ شوخیِ نقش کفِ پا سے

چھالے مرے سینے مین اوبھرتے نہین ہر دم
عرس دلِ مقتول کے بٹتے ہین بتا سے

جسنے دلِ افسردہ مین بھڑکائے ہین شعلے
اک تان مری جان وہی دلسوز صدا سے

ہیئت کے تغیر سے بدلتا ہے کہین عیب
چھائین رہے پیری مین جوانی کے مہا سے

رشتہ کو قرابت سے کہان کوئی تعلق
فرزند تھے حسنینؑ بظاہر تھے نوا سے

الفت مین نصیحت سے کمی ہو نہین ممکن
یہ وہ ہے مرض جسمین ترقی ہو دوا سے

شمشاد سے ملنے مین اگر عار ہے تمکو

تم سروِ گل اندام سہی اوسکی بلا سے

پیدا ہوئے ہین ہم تو محبت کے واسطے
ناصح کا زعم ہے کہ نصیحت کے واسطے

مخلوق سب ہوے تری طاعت کے واسطے
مخصوص کوئی کب ہے رقابت کے واسطے

مجرم ہو نین مگر ہے مجھے رحم کی امید
آنسو نکل پڑے ہین شفاعت کے واسطے

تقدیر ہے خلاف تو ہو جا مری طرف
دیتا ہون مین تجھے تری قدرت کے واسطے

قصر و محل مین صرف نہو جاے سب کی سب
دو گز زمین چاہیے تربت کے واسطے

اللہ ری نازکی کہ وہ چھو نین ہین شریک
گھر سے چلے تھے میری عیادت کے واسطے

داغِ جگر کا سوز مین ایسا ہے مرتبہ
خورشیدِ حشر آئے زیارت کے واسطے

خوفِ گنہ سے خون نہو خشک اسقدر
آنکھین بھی ترسین اشکِ ندامت کے واسطے

برپا نہ حشر کیجیے آنکھون کے سحر سے
کافی ہے فتنہ قد کا قیامت کے واسطے

آتے ہین وہ جو بہرِ عیادت تو جلد آئین
دم آگیا ہے آنکھو نمین رخصت کے واسطے

فرقت مین ہو گئے ہین وہ سب جان کے زوال
اسبابِ عیش تھے جو طبیعت کے واسطے

دنیا کے دشت و کوہ سے مین تنگ آگیا
کافی نہین ہین یہ مری وحشت کے واسطے

صورت کو دیکھتے نہین وہ پھوٹی آنکھ سے
آوارہ جو ہین خوبیِ سیرت کے واسطے

دنیا سے کوچ کرنے مین مانع نہین کوئی
اب تک رکا ہون تیری اجازت کے واسطے

آباد رکھیے یا اسے ویران کیجیے
ہے دل کا گوشہ آپکی خلوت کے واسطے

تکرار بات بات پر اچھی نہین حضور
کیا دل لیا ہے آپ نے حجت کے واسطے

ہو کوئی ایک بات تو مین ٹالدون اوسے
حیلے ہین لاکھ تیری شرارت کے واسطے

دربان اوٹھا رہے ہین نگاہِ غضب سے کیون
بیٹھا ہون مین تو چشمِ عنایت کے واسطے

بے سود ہے نصیحتِ ناصح مرے لیے
تبدیل جب محال ہے فطرت کے واسطے

اونکو کہان نصیب ہے عیشِ وصالِ دوست
تخلیق جنکی ہے غمِ فرقت کے واسطے

ملتا ہے آپ کے لبِ شیرین کا کچھ مزا
سنتا ہون تلخ باتین حلاوت کے واسطے

کیونکر نہ شیخ شہر ہو مکار بے نظیر
کچھ چاہیے کمال ارادت کے واسطے
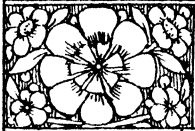
اے گلبدن تجھے ہے عداوت کی دُھن یہی
شمشاد کی سرشت ہے الفت کے واسطے
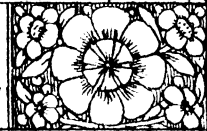
دورِ جامِ عیش میرے ساتھ چلنے دیجیے
غم سے دشمن کے کلیجے کو مسلنے دیجیے

دل مین ہے کلفت بھری اسکو نکلنے دیجیے
میری آنکھون کے ذرا چشمے ابلنے دیجیے

انقطاعِ جستجو طالب کو ہے وجہ ہلاک
عالمِ اسباب مین کیون دل بہلنے دیجیے

عشق کے پاسِ ادب کو ہے نزاکت کا خیال
آہین کہتی ہین کسیکا دل دہلنے دیجیے

سانس لینے کی اجازت ضعف سے ملتی نہین
دل یہ کہتا ہے مجھے ہاتھون اوچھلنے دیجیے

شوق لب سے لب جدا ہونا نہین کرتا پسند
آپ کہتے ہین مجھے کروٹ بدلنے دیجیے

آنسوؤن کو رو رہا ہون مین غمِ دلدار مین
آنکھین مجھسے کہتی ہین اب نیل ڈھلنے دیجیے

دیکھیے گا پیشِ داور دادخواہون کا ہجوم
حشر کے میدان مین اونکو ٹہلنے دیجیے

آفتاب حشر اوسکا اک شرر بن جائیگا
آہِ سوزان میرے سینے سے نکلنے دیجیے

میری حسرت کو نکلنے کی ملجائیگی راہ
چٹکیون سے سینے مین دل اونکو ملنے دیجیے

کیجیے پُر نور گالون سے جھروکا آنکھ کا
شمع آسا قصرِ تن مین دل کو جلنے دیجیے

شکر للہ الفتِ گیسو سے ملتی ہے نجات
جو بلا ٹلتی ہے دل سے اوسکو ٹلنے دیجیے

چور کر دیگا ہمین خود نشۂ عرفانِ عجز
بادۂ نخوت کی لغزش سے سنبھلنے دیجیے

توڑیے سنگِ متانت سے بت پندار کو
دل جو مہوِ سینہ مین مچلے مچلنے دیجیے

اوسکے گالونکی صفائی کہتی ہے کس ناز سے
اب ذرا پاے نگہ اپنے پھسلنے دیجیے

سب کی جانبازی بوقتِ امتحان کھُلجائیگی
بوالہوس چلتے ہین مقتل مین تو چلنے دیجیے

ایک دن وہ سروقامت آپ منہ کی کھائیگا
چال شمشاد رواں سے اوسکو چلنے دیجیے

جب مجھے یاد جوانی کی کبھی آتی ہے
اپنی اصلاح پر اوسوقت ہنسی آتی ہے

مجھکو حاجت مین بھی رہ رہکے ہنسی آتی ہے
بنکے حاتم جو یہ دنیا سے دنی آتی ہے

جسم وجان کا مرے کردیتے ہین وہ جھگڑا طے
جانبِ صلح طبیعت جو کبھی آتی ہے

جسمین کچھ آپکے چرچون کا نکلتا ہو لگاؤ
بات لب پر مرے رہ رہ کے وہی آتی ہے

یار چھوٹا تو گیا عیش بھی اوسکے ہمراہ
بیکسی ساتھ مصیبت کے چلی آتی ہے

خوبیان ہوتی ہین پامال صداقت مغرور
دل مین انسان کے جسوقت بدی آتی ہے

ہچکیان ڈاک بٹھا کر مجھے دیتی ہین خبر
میری یاد اونکو جو بھولے سے کبھی آتی ہے

کھینچکر دل اوسے لاتا ہے ترے کوچے تک
جبکہ انسان کی شامت کی گھڑی آتی ہے

یاد آتی ہے مجھے ایک گلِ ترکی روش
ناز کرتی جو نسیم سحری آتی ہے

کیون شگفتہ نکرے غنچۂ دل بادِ صبا
بوے پیراہن جانان مین بسی آتی ہے

سوزِ الفت نے لگادی ہے کلیجے مین وہ آگ
بو مری سانسون سے ہروقت جلی آتی ہے

یہ تو ہوتا نہین نکلے کوئی میرا ارمان
آرزو ہے کہ مرے دل مین چلی آتی ہے

گلشنِ خلد کی ہوتی ہے حقیقت معلوم
جب تصور مین کبھی تیری گلی آتی ہے

نہ کیا تونے مرے رنجِ درونی کا علاج
اے مسیحا تجھے کیا چارہ گری آتی ہے

مجھسے کہتے ہین کرو عفو عدو کی تقصیر | آپکو ایک یہی داد رسی آتی ہے
مین سمجھتا ہون کہ ہونگے مرے حسن اعمال | جنکی میزان مین سنتا ہون کمی آتی ہے

کہدے شمشاد سے اک گل کیطرف سے کوئی
اس تخلص سے بھی کچھ بوے خودی آتی ہے

آغوشِ تصور سے نکلنے نہین دیتے | ہم وہ ہین کوئی چال اونہین چلنے نہین دیتے
ہاتھون کو حنا خون کی ملنے نہین دیتے | اندازِ کرم دل کو مسلنے نہین دیتے
ہنگامِ طرب دل کو اوچھلنے نہین دیتے | جو آنسوؤن کو غم مین اوبلنے نہین دیتے
تسکینِ دلِ زار وہ کیا خاک کرین گے | جو اپنے تصور سے بہلنے نہین دیتے
میرے دل مجروح کی کیا چارہ گری ہو | اندوہِ حوادث تو سنبھلنے نہین دیتے
اس جرم مین وہ ہجر مین تڑپاتے ہین بیحد | ہم وصل مین کروٹ جو بدلنے نہین دیتے
نازک وہ ہمین پاسِ نزاکت ہے یہانتک | نبضون کو شب وصل اوچھلنے نہین دیتے
کیا تاب کہ آنسو مرے فرقت مین بھی ڈھلجائین | دانا کبھی لڑکون کو مچلنے نہین دیتے
ابرو کے کبھی وار ہین مژگان کے کبھی توڑ | سینے مین مرے دل کو سنبھلنے نہین دیتے
کیا دیکھین گے وہ کوثر و تسنیم کے جلوے | جو آنکھون کے چشمون کو اوبلنے نہین دیتے
سورج کے سوا اور بھی اسباب ہم ہین | جو ہجر کے دن کو کبھی ڈھلنے نہین دیتے
کسطرح کرین سیر وہ داغون کے چمن کی | ارمان اونھین دل مین پھلنے نہین دیتے
ہم تلخ کلامی نہین کرتے جو کسی سے | دشمن کو کبھی زہر اوگلنے نہین دیتے
ہمسے کبھی ممکن ہی نہین عشق مین لغزش | ہم پاے نگہ تک کو پھسلنے نہین دیتے
کرتے ہین اشارہ کہ اوٹھے غیر تو پلٹون | پہلو سے اوسے آپ ہی ٹلنے نہین دیتے

نالون مین ذرا نام نہین بے اثری کا
پھر بھی وہ ترے دل کو پگھلنے نہین دیتے

کہتے ہین مسیحا کہ تپ غم کے حرارے
بیمارِ محبت کو سنبھلنے نہین دیتے

دہو کا ہمین دیدینگے یہ ہے خام خیالی
ہم دال کسی غیر کی گلنے نہین دیتے

نالون مین بھی رہتا ہے ہمین پاس نزاکت
اونکے دلِ نازک کو دہلنے نہین دیتے

اوسکے رخِ روشن سے مقابل جو نہوتی
اے شمع تجھے ہم کبھی جلنے نہین دیتے

حرص و حسد و کبر و ہوا سے ہین جو واقف
ان سانپ کے بچون کو وہ پلنے نہین دیتے

واسوخت سے کسطرح جلائین ترے دل کو
ہم تو دلِ دشمن کو بھی جلنے نہین دیتے

احباب ہین شمشاد کے شعرون سے شگفتہ
دشمن انھین گو پھولنے پھلنے نہین دیتے

نہ ہم عینِ بقا ٹھہرے نہ ہم ذاتِ فنا ٹھہرے
کسی مین محو ہو کر یہ نہین معلوم کیا ٹھہرے

کسیکے ہم عدو ٹھہرے کسیکے آشنا ٹھہرے
مگر اونکی نگاہون مین نہ کچھ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تعدد کب فنائے دوست مین رکھتا ہی گنجایش
تمھارا سا جو پیدا ہو تو مجھسا دوسرا ٹھہرے

منی و تو کے مٹانے سے ہوا حاصل تو یہ حاصل
تمھارا وصف کر کے آپ ہی ہم خود نما ٹھہرے

رسائی ایسے نالون کی تمھارے کان تک کیا ہو
جو دل سے لب تک آنے مین بھی دم لے جابجا ٹھہرے

مِٹے روندے گئے پھر بھی سبھو نکی رہنمائی کی
جو ہم دنیا مین کچھ ٹھہرے تو مثلِ نقشِ پا ٹھہرے

نہین کچھ اور یہ سب عشقِ کامل کے کرشمے ہین
مرے دل کا ہر ایک ارمان اونکا مدعا ٹھہرے

فضائے دہر کے نیرنگ سنکر دل جو لہرایا
تماشا دیکھنے ہم بھی ذرا دم بھر کو آ ٹھہرے

اِدھر کونین کی عشرت اودھر تو ہے مگر تنہا
تمنا ہے کہ اس تقسیم مین تو ہی مرا ٹھہرے

یہی انصاف ہے ان بے نیازون سے کوئی پوچھے
ہماری جان پر بنجائے اور انکی ادا ٹھہرے

ہمین دنیا مین ہو کسطرح لطفِ زندگی حاصل — ہمارے دل کا دشمن جب ہمارا دلربا ٹھہرے

مخاطب وہ ہین لیکن قلب پر قابو نہین حاصل — کرون کچھ عرض اونسے دل جو پہلو مین ذرا ٹھہرے

نکر محتاج مجھکو چارہ سازانِ مجازی کا — الٰہی درد دے ایسا کہ آپ اپنی دوا ٹھہرے

جگہ دی مینے اونکو خاص خلوتخانۂ دل مین — وہ یہ کہتے ہین ایسے جیل مین میری بلا ٹھہرے

نہین معلوم میری موت مین کیا بات لکھی ہے — تماشا ہے یہ میری آرزو اونکی دعا ٹھہرے

چڑھائے آستینین ہاتھ مین خنجر وہ آتے ہین — یہ چلے ہین سر بکف ہم دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

جو ہم خواہش کرین کوئی تو گستاخی مین داخل ہو — کرین وہ بے رخی ہمسے تو یہ اونکی ادا ٹھہرے

اگر گہری نظر سے دیکھ لین ہم تم مراتب کو — نہ کوئی پر جفا نکلے نہ کوئی باوفا ٹھہرے

مٹا کر اپنی ہستی جب ہے ہم کنجِ مرقد مین — نہ دنیا ہمسے چھوٹی ہم نہ دنیا سے جدا ٹھہرے

اودھر سے تہمتون پر تہمتین سامانِ رسوائی — مرے منہ سے جو سچی بات بھی نکلے گلا ٹھہرے

ہماری یاد آئے آپکو کیونکر جدائی مین — ہوئے جب دور آنکھون سے تو دل سے بھی جدا ٹھہرے

ہمارا خون جو اسوقت زیبِ دستِ قاتل ہے — عجب کیا ہے کہ محشر مین بھی یہ رنگِ حنا ٹھہرے

تمھین کس بات مین ہے عار آخر اوسکی صحبت سے
جو گل اندام ہو شمشاد کے تم آشنا ٹھہرے

نہ ہم فخرِ جد و فرجد نہ ہم نازِ ابِ عم تھے — مگر ہر دل کے گھر کرنے مین ہم یکتائے عالم تھے

ہمیشہ گیسوئے پر پیچ عاشق کے لیے سم تھے — جوانی مین وہ ادہم تھے بڑھاپے مین وہ ارقم تھے

یہ مانا مرتبے مین آپ سے ہم ہر طرح کم تھے — مگر کوئی تمیز اسکی نتھی وہ لطف باہم تھے

مصیبت مین عدو ٹھہرے دمِ افلاس بیگانے — جو وقتِ عیش و عشرت سب انیس و یار و ہمدم تھے

غم و شادی کی لذت وصل کی شب مجھکو یکسان تھی — امید و یاس کے کھٹکے جو میرے دل مین توام تھے

مری طاعت بانیمعنی کہ میری تھی غنیمت تھی — ترے الطاف بیحد تھے مگر پھر بھی بہت کم تھے

تری فرقت مین عجب لعل فشان تھے میرے مردمِ دیدہ — مری آنکھون کے حلقے حلقہائے حزن و ماتم تھے

یہ مانا پینے مین گستاخ تھا بے شرم تھا لیکن — تمھارے لطفِ بیجا میرے حق مین اور بھی سم تھے

فلک نے بھی کمر باندھی جواب ہیرِ دل آزاری — مگر میرے ستانے کیلیے تیرے ستم کم تھے

نہ تھی نسبت تری محفل سے جسکو کون ایسا تھا — جو حاضر تھے وہ بیخود تھے جو غائب تھے وہ بیدم تھے

سنبھالا ہوش کیا ہمنے سراپا ہو گئے لغزش — خرد نا آشنا جب تک تھے کیا بیفکر و بیغم تھے

کیا حل بیخودی نے یہ معما ایک مدت مین — جو اپنے آپسے بیگانے تھے وہ تیرے محرم تھے

الٰہی خیر اب پہچانتا بھی تو نہین ہمکو — کوئی وہ بھی زمانہ تھا ترے دل مین ہمین ہم تھے

مین ختمِ انبیاے مذہبِ رسوائی الفت — اگرچہ قیس و فرہادِ حزین مجھسے مقدم تھے

سرِ بزمِ عدو تو ملتفت مجھسے نہ تھا لیکن — مرے دل پر تری نیچی نگہ کے وار پیہم تھے

کہان کا وصل کیسا ہجر غم کیسا خوشی کیسی — نہ خلوت تھی نہ جلوت تھی جہان تم تھے وہان ہم تھے

وہ غمزے روح فرسا اور اندازِ ستم افزا — ہمارے دشمنِ جان تھے تمھارے یارِ ہمدم تھے

ہمیشہ بے مے و ساغر مجھے تھا نشۂ الفت — مرے پیشِ نظر جب تک ترے ابروی پرخم تھے

لحد مین کام دیتے ہین جو مشعلہاے روشن کا — یہ ہین وہ داغِ الفت جو حریفِ فعلِ مرہم تھے

بدل لین تمنے کیا آنکھین ذلیل و خوار ہم ٹھہرے — زمانہ جب موافق تھا معظم تھے مکرم تھے

ہمارے وقت مین اخلاقِ انسانی ہی عنقا ہے — وہ جنمین آدمیت تھی وہی ابنای آدم تھے

تمھین ہم گل ہین شمشاد تم سمجھا کیے لیکن
کھلا آخر مین دونون پر نہ کچھ تم تھے نہ کچھ ہم تھے

کہتا ہون اوس لٹیرے سے مین ہاتھ جوڑکے — سب کچھ ہے تیری نذر مگر دل کو چھوڑکے

افسوس دانے دانے کو محتاج ہین وہ لوگ — جنکے یہان حساب نہ تھے کچھ کروڑ کے

جو بیخودیِ نشۂ دولت مین تھے رفیق — وقتِ خمار چلدیئے سب مُنھ کو موڑ کے

اونکو کہان دماغ کرین سیرِ باغِ خلد — تیری گلی مین بیٹھے ہین جو پاؤن توڑ کے

اوسنے گلے لگاکے مرا نقدِ دل لیا — لوٹا ہے مجھکو یار نے گردن مروڑ کے

اتنے نہ ظلم کر کہ یہ کہنا پڑے تجھے — اے جان نثار تو بھی چلا مُنھ کو موڑ کے

میرا وہ دل جو لعلِ بدخشان سے کم نتھا — کس سنگدل نے پھینکدیا توڑ پھوڑ کے

اخلاص کی شمیم مین نفرت کی بو رہی — باتین تو کین اونھون نے مگر منھ سکوڑ کے

زانوی یار پر ہے مرا بانیا زسر — فرہادِ بے مراد گیا سر کو پھوڑ کے

کہتا ہے ہچکیون کو دمِ نزع قہقہہ — قربان جان و دل مرے ایسے ہنسوڑ کے

بیچین کر گئے مجھے پلکون کو مار کر — وہ جنسِ صبر لے گئے بالکل نچوڑ کے

دل کے کھرنڈ اوکھیڑ کے چھڑکو نمک ضرور — بونا بھی تمکو چاہیے کچھ کھیت گوڑ کے

ملتا رہا ہے غیرون ہی سے نقدِ مدعا — مانگا کیے عزیزون سے مُنھ پھوڑ پھوڑ کے

ہے دہوم جن سے دہر مین طوفان اشک کی — دو بوند میرے آنسو ہین وہ بھی نچوڑ کے

مجھکو لڑا کے غیر سے تم اوسکے ہو گئے — آتے ہین تمکو فقرے بڑے توڑ جوڑ کے

کیونکر نہ بات بات مین ہو مجھکو اضطراب — وہ صبر لے گئے مرے دل سے نچوڑ کے

پیری وہ پہلوان ہے جس سے پٹ گئی — توڑیگی بند بند اوسکے جھنجھوڑ کے

ایسا غمون نے چوس لیا میرے جسم کو — جسطرح پھینکدے کوئی ہڈی چچوڑ کے

مغرور کیون ڈپٹتے ہین اتنا غریب کو — کُتّے بھی کاٹتے نہین ایسا بھنبھوڑ کے

شمشاد ایک گل کے اگر تم ہو عندلیب — بلبل کا دل دُکھاتے ہو کیون پھول توڑ کے

کیا غم جو ہم شراب سے مدہوش ہوگئے
بیخود ہوئے خودی سے سبکدوش ہوگئے

برقِ تجلیات سے ہے یا برقع حجاب
تم رونما ہوئے ہو کہ روپوش ہوگئے

کسکی لجائی آنکھون نے سرمہ کھلا دیا
کیون ہم بیانِ شوق مین خاموش ہوگئے

فرقت مین کیون رقیب کا بھی دھیان آگیا
سو شکل خیالِ یار کے ہمدوش ہوگئے

فیضِ بہارِ عشق سے سینہ بنا چمن
سب دل کے داغ لالۂ پرجوش ہوگئے

روزِ شمار آپکو کچھ خوف بھی نہین
جب آپ بیحساب ستم کوش ہوگئے

جامِ رضا مین بادۂ تسلیم پیتے ہی
بدخواہون کے جو نیش تھے سب نوش ہوگئے

ممکن نہین کہ اب کوئی آئے نئی ترنگ
جھڑکا گیا رقیب ہمین ہوش ہوگئے

رخ پر نگاہ زانوِ دلدار زیرِ سر
ہم اپنے ہوش مین ہین کہ بیہوش ہوگئے

ساقی کی زلف عکس فگن جام پر جو تھی
رندانِ بادہ خوار بلانوش ہوگئے

دل پک گیا جو آتشِ سوزِ فراق سے
چھالے بھی دیگ سینہ کے سرپوش ہوگئے

بیٹھے جو التماسِ وفا ایک روز کی
وہ اور بے حساب جفا کوش ہوگئے

ہے ہر حسین کی مرے پہلو ہی پر نظر
تم ایک دن جو زینتِ آغوش ہوگئے

کیسا خضاب مرگِ جوانی کے سوگ مین
سارے سفید بال سیہ پوش ہوگئے

ڈالی تھی اوسنے ایک ہی مستی بھری نظر
مشہورِ دہر سیکڑون مے نوش ہوگئے

سو بل پڑے کمر مین وہ نازک ہین اسقدر
دو پھول بھی جو زیبِ بناگوش ہوگئے

شمشاد ایک غنچہ دہن کے فراق مین
خونناب اشکِ چشم سے گلپوش ہوگئے

مرید ہمکو اگر شیخ جام کرلین گے
تمام رندون کو دم مین غلام کرلین گے

کسیکی یاد مین ہم کوئی کام کرلین گے ۔۔۔ خدا خدا نہ سہی رام رام کرلین گے

جو خاص خُلق کو ہم خلقِ عام کرلین گے ۔۔۔ ضرور سبکے دلون مین مقام کرلین گے

جو بیخودی مین کوئی طرفہ کام کرلین گے ۔۔۔ ہمیشہ کے لیے شغلِ مدام کرلین گے

چمن کی سیر کا یون انتظام کرلین گے ۔۔۔ خیالِ رنگِ رخِ لالہ فام کرلین گے

ظلام و نور مین یون التیام کرلین گے ۔۔۔ سلام اونھین وہ ہمین رام رام کرلین گے

کرینگے حسنِ اطاعت سے اونکے دل مین گھر ۔۔۔ ہم اونکے کام مین اپنا بھی کام کرلین گے

مدد کریگی اگر کچھ ہماری محویت ۔۔۔ تمھارے عشق مین اپنا بھی کام کرلین گے

ہمین جو اس مین لانے کی کچھ کرو تدبیر ۔۔۔ تمھارے وصل کا ہم انتظام کرلین گے

جو ہونگے خانہ بدوش آپکی محبت مین ۔۔۔ ہزار دل مین ہم اپنا مقام کرلین گے

ہم اونکے ہاتھ مین دینگے نیاز کا کوڑا ۔۔۔ سمندِ ناز کو وہ خوش لگام کرلین گے

جو بیخودی مین کہین آپ ملگئے ہمکو ۔۔۔ ہم آپ اپنے مین آنا حرام کرلین گے

عوام کیا نہ رہینگے خواص بھی بے ڈر ۔۔۔ اگر وہ تیغ کبھی بے نیام کرلین گے

چلین گے حشر مین فریاد کرنے جب عاشق ۔۔۔ یہ جان لو کہ ہمین کو امام کرلین گے

فرشتون سے بھی نہ جھپکے گی میری آنکھ کبھی ۔۔۔ ذرا جو آپ مرا احترام کرلین گے

تمھارے بالون سے کیا مشکِ خشک کو نسبت ۔۔۔ تمیز آپ ہی سب خوش مشام کرلین گے

نہ پوچھی جائیگی لیل و نہار کی طاعت ۔۔۔ کسیکی یاد جو ہم صبح و شام کرلین گے

پھرینگے جادۂ رندی سے سوی زہد و ورع ۔۔۔ ہم اس سفر کو بھی دو چار گام کرلین گے

نہ اونکے کوچے مین بیکار جائیگی فریاد ۔۔۔ نظارہ وہ بھی کبھی زیرِ بام کرلین گے

حجاب لاکھ رہین بعد بیحساب رہے ۔۔۔ مگر وہ ہمسے سلام و پیام کرلین گے

نہ سُن تو نغمۂ جانسوز ان کے ای صیاد
اسیر تجھکو اسیرانِ دام کرلین گے

جو اختلاط مین ہے کسرِ شانِ محبوبی
تو دور ہی سے تمھین ہم سلام کرلین گے

ہمارے نالے نہ ٹھہرینگے عرش کے نیچے
فلک جو روکین گے اوسمین مقام کرلین گے

ستم یہ ہمنے کیا نقدِ دل گنوا بیٹھے
یہ سمجھے تھے کہ کہین قرض دام کرلین گے

جو یار غنچہ دہن ہے تو ہم بھی ہین شمشاد
ہزار رنگ مین اوس سے کلام کرلین گے

یکایک رات گھبرا کر جو وہ روئے بہت ہلکے
یہ سب اوسی کرشمے تھے مری بیتابی دل کے

جگایا حورون نے کس ناز سے ہمکو گلے مل کے
نہ اوٹھے ہم قیامت تک کہ ماندے تھے منزل کے

حسینون مین جو ہون بھی آپکی شکل و شمائل کے
او تمہین پیچ فخر کیا حاصل کہ مالک ہین مرے دل کے

ہماری قبر پر ہوتی ہے عبرت دور بینون کو
ہوئے ہم سرمۂ چشمِ بصیرت خاک مین مل کے

حسینون کو نہو کیونکر تمنا میرے ملنے کی
ہزارون شوخ قائل ایک میرے چلبلے دل کے

وہ آئینہ او نہین ہم دیکھتے ہین چھپکے نظرون سے
غضب کی نوک جھونک اندازہین کیا کیا مقابل کے

غنی کیونکر نہ سمجھین اغنیاے حسن مجھکو بھی
وہ سائل ہون نہین جسمین طریق و طور سائل کے

نہین معلوم کتنے ہون گے تیرے دیکھنے والے
تماشائی ہین صید افگن ہزارون تیرے بسمل کے

ترستی رہگئین آنکھین نہ نکلی آرزو دل کی
رگِ جان مین کیا گھر آپ نے مجھسے گلے مل کے

مجھے فرقت مین اونکے وصل کی لذت ہوئی حاصل
بہے آنسو کے دہارے سطرح آبسمین ہل مل کے

ہمارا دم وہ بھرتے ہین تو اسمین جاے حیرت کیا
کرشمے ایسے لاکھون ہین ہمارے عشقِ کامل کے

طرازِ دل حقیقت ہے تو پھر انکی حقیقت کیا
یہ آب و رنگ و خال و خط ہین بوٹے نقشِ باطل کے

اوتارا تو نے کیون تلوار کے گھاٹ انکو ای ظالم
غریقِ بحرِ الفت کیا تمنائی تھے ساحل کے

ہم اونکے دل کے مالک وہ ہمارے دل مین رہتے ہین
نہ کوہ و دشت سے مطلب نہ حاجتمند محمل کے

چھوڑ اکر دوستون سے میرے دل کو ناز بیجد تھا
اب اوسکا توڑتا ہون کفر مین دشمن سے مل مل کے

شگفتہ خاک باغ دہر مین ہون جبتہ حالت سے
نظر کے سامنے مرجھا رہے ہین پھول کھل کھل کے

یہ مانا پینے مین کچھ بھی نہین ہین آپ تو سب کچھ
ملون حورون سے مین جنت مین کیونکر آپ سے مل کے

پس مردن تمنا بوسونکی اسطرح بر آئی
کسیکی محفل مے مین گئے ساغر مری گل کے

جب اونکا نام رٹکر جھومتا ہون جوشِ مستی مین
وہ کہتے ہین سبق بھولا رٹو پھر اسکو ہل ہل کے

نہ پڑ جائین ہزارون نیل کیونکر صورت جوہر
لب ہر زخم نے بوسے لیے شمشیرِ قاتل کے

مری گستاخیون پر ناحق اب تیور بدلتے ہو
تمھارے مُنھ لگانے نے بڑہائے حوصلے دل کے

لٹوئین عشق مین ٹھوکون تو آمین جاے حیرت کیا
ہوئی تھی قیس کو دق جھین سب آثار ہین سل کے

اداے خاص ہے جسنے ہمارے دل کو لوٹا ہے
نہ ہم رخسار کے عاشق نہ شیدا ہین ترے تل کے

مری توبہ سے کیا سرگشتہ ہین جام و سبو مینا
کہین جمنے نہین پاتے نکالے میری محفل کے

غزل کہنے کی اے شمشاد اب فرصت کہان مجھکو
کسی گل کو سنا دیتا ہون مین نغمے عنادل کے

حالت دلِ مجروح کی دیکھی نہین جاتی
اوسپر نگہ تیز کی شوخی نہین جاتی

کہتا ہون جو مین آپکی شوخی نہین جاتی
کہتے ہین کہ ہان ہان نہین جاتی نہین جاتی

ہٹ جاے اگر دل تو لگایا نہین جاتا
آجاے طبیعت تو ہٹالی نہین جاتی

وہ کہتے ہین کیا ناز اوٹھاؤگے مرے تم
جب اپنی طبیعت ہی سنبھالی نہین جاتی

کیا خوب مین اپنے دلِ پُرجوش کو روکون
دشمن کی زبان آپ سے روکی نہین جاتی

مین عاشقِ صادق ہون جو کہدون اوسے مانو
سچون کی کوئی بات بھی پرکھی نہین جاتی

بے مانگے ترے در سے ملین اتنی مرادین — خجلت سے دعا اب کوئی مانگی نہین جاتی

اک شوخ ستم کیش کے پھندے مین پھنسا ہون — اوسپر بھی شرارت مرے دل کی نہین جاتی

کسطرح نہو سبکو نصیبے کی شکایت — تقدیر کبھی پوچھکے لکھی نہین جاتی

ہے سنگدلی دال شرافت کی کمی پر — بے میل کبھی سونے کی نرمی نہین جاتی

کیونکر مین کہون خوگر فرقت ہے طبیعت — اس سے تو ذرا نام کو تلخی نہین جاتی

تنگ آکے مرے ہاتھ قلم کردیے اوسنے — اوسپر بھی مری نامہ نگاری نہین جاتی

کیا آنسوؤن کو پیکے مین الفت کو چھپاؤن — ہونٹھون کی کسی حال مین خشکی نہین جاتی

اب جی مین ہے نفرت کی تمنا کرون اوسنے — جب میری کہی بات کبھی کی نہین جاتی

احباب کی صحبت ہو کہ اغیار کی محفل — وحشت مری ہیہات کہین بھی نہین جاتی

کیونکر کہون ضدی ہین کسیکی نہین سنتے — میری تو کوئی بات بھی خالی نہین جاتی

کسطرح دل سوختہ مین سوز چھپاؤن — یہ آگ وہ ہے راکھ مین دابی نہین جاتی

مجبور ہے کیون دشمن بے عقل نہ چھیڑے — حیوان سے تحریک ارادی نہین جاتی

اوس شوخ نے تہ دی جو مرے خون کی اوسمین — اوڑتی ہے حنا ہاتھونکی سرخی نہین جاتی

تحریر بھی آتی ہے تمہاری جو مرے نام — تقدیر کا لکھا کہ وہ سمجھی نہین جاتی

برداشت ستم اوسکے نہین ہوتے کسیطرح — اور اونسے طبیعت مری پھر بھی نہین جاتی

تنے جو مرے خون مین ہاتھونکو رنگا ہے — اب جان لو تا حشر یہ سرخی نہین جاتی

شمشاد اگر تم نہین عاشق کسی گل پر
کیا وجہ کہ رخسارونکی زردی نہین جاتی

خدا کا شکر اوس ظالم نے صورت دیکھلی میری — سفارش آپ ہی کرلیگی اب تو بیکسی میری

بجا ہے مین جو دیوانہ ہون اپنی حسن سیرت کا
حسینون پر بھی کردیتی ہے جادو دلبری میری

جو اونکے دل مین شوخی ہی تو وہ کیا منھ بھلا ئینگے
متینون کو ہنسا کر چھوڑتی ہے دلگی میری

تجھے اوس سے نہین نسبت ہوا اے سرو سہی کچھ بھی
قسم کھاتی ہے جس نوخیز قد کی راستی میری

بجا ہے بعد عشرت رنج مین پہلے ہی سمجھا تھا
رولائے گی مجھے اک روز یہ بیجا ہنسی میری

مری تسلیم اونکے رحم سے یہ ہو گیا ثابت
کہ اونکا قہر جو کچھ تھا وہ تھی سب خودسری میری

او نہین یا اپنے دل کو ایک قابو مین کرونگا
نہین ممکن نہ آئے کام کچھ بھی آشتی میری

وہی ایک ایک کرکے چن لیے گلشن سے گلچین نے
گل و غنچہ مین دیکھی جن سے کچھ دلبستگی میری

نہین ملتے تھے جبتک مین تمنا اونکی رکھتا تھا
تلاش اونکو رہا کرتی ہے اب تو ہر گھڑی میری

مری تسکین کرسکتی ہے کب کونین کی عشرت
رضائے یار پر موقوف ہے ساری خوشی میری

دم بسمل کسی تکلیف کا کھٹکا نہین مجھکو
یہی غم ہے کہ تڑپا دیگی اونکو بیکلی میری

بجا ہے رشک غیرون کو اگر ہو میری قسمت پر
تمھاری آرزو جو کچھ تمنا ہے وہی میری

عیادت کو وہ آئے ہین مسیحا بنکے بیٹھے ہین
مین اونسے کہہ نہین سکتا کہ حالت ہے ردی میری

تمھاری کجروی پر چپ ہو مین تو شکایت کیا
تمھین انصاف سے کہدو کبھی تمنے سنی میری

مرے سر کو وہ زانو پر لیے بیٹھے ہین حیرت مین
غضب ہے اونکو بھی بیخود بنائے ہے غشی میری

مجھے رسوا کر دیا جان لیلو یا طرح دیدو
جو کچھ ہونا ہو ہو اب تو طبیعت آ گئی میری

مین جس سے دل سے ملتا ہون وہ مجھسے کاٹ کرتا ہی
زمانے کو بنا دیتی ہے دشمن دوستی میری

جو سچ پوچھو حقیقت مین مجھے رسوا نہین کرتے
او نھین یہ فکر ہے الفت مین ہو پردہ دری میری

مری آنکھونکی بارش ٹھنڈی سانسون سے تعجب کیا
اگر ٹھنڈی سڑک پر فوق لیجائے گلی میری

اوٹھایا ہاتھ یک لخت اوسنے اپنے رحم فطری سے
کسیکے دل مین ایسی جمکے بیٹھی دشمنی میری

مری آغوش مین بھی لب بلب مجھسے نہین ہوتے — لبِ ساحل سے ہرگز کم نہین تشنہ لبی میری

یہ مانا مین ہر فن مین ناقص ہون مگر پھر بھی — ارسطو کے فنون پر فضل رکھتی ہے کجی میری

خدا نے اونکو صورت دی تو مجھکو قامتِ زیبا

نہین شمشاد بیجا گر خون سے سرکشی میری

عشق مین سامان کیا کیا چاہیے — درد ہو دل مین بس اتنا چاہیے

رازِ الفت کا جو اخفا چاہیے — آپ مین اصلا نہ آنا چاہیے

حاصل کونین اتنا چاہیے — درد دل مین سر مین سودا چاہیے

عاشقی کچھ دل لگی یا کھیل ہے — اسکو میرا ہی کلیجا چاہیے

جلوہ ہی جلوہ ہین یہ سارے حجاب — دل مصفا چشم بینا چاہیے

قطرہ دریا مین رہا تو لطف کیا — قطرے مین روپوش دریا چاہیے

تو ہے جلوہ کس خرامِ ناز کا — اے قیامت تجھکو دیکھا چاہیے

آپ اوٹھائینگے وعدون کے حجاب — انتظارِ روزِ فردا چاہیے

عشقِ مژگان سے ہے کیون چھلنی جگر — دل مین اس کانٹے کا کھٹکا چاہیے

غیر کا جو ہو رہے کس کام کا — اے خدا مجھکو دل اپنا چاہیے

آپ اپنے جلوون مین تم مست ہو — چاہنے والا نہین کیا چاہیے

تیرے سودے مین بھی چھانی اپنی خاک — مجھسے دیوانے کو اب کیا چاہیے

میرے پہلو سے چلے جاتے ہو تم — مجھکو کیون آپے مین آنا چاہیے

آشتی دنیا سے زیبا ہے اوسے — جسکو کچھ جھگڑا بکھیڑا چاہیے

لوگ کہتے ہین ترا بندہ مجھے — تجھکو بھی کچھ پاس اسکا چاہیے

اوچھی الفت یا عداوت کچھ نہین
جو تعلق ہو وہ گہرا چاہیے

وصل کی شب کیون نہ خوفِ صبح ہو
عاقبت کا دل مین دھڑکا چاہیے

ناصحون مین یا رقیبون مین ہے
ہر جگہ تیرا ہی چرچا چاہیے

جنکو سونا ہے لحد مین ایک دن
اونکو کیا مخملی بچھونا چاہیے

مجھکو تڑپانا جلانا غیر کو
کچھ نہ کچھ تمکو تماشا چاہیے

رندو نمین ساقی بھی ہے ساغر بکف
میکدے پر ابر لہرا چاہیے

حسنِ صورت پر نہین موقوف عشق
دلبری کو طرح زیبا چاہیے

نشہ الفت مین لے دل ہوش رکھ
بیخودی کہتی ہے بہکا چاہیے

مجھکو اے شمشاد اک گلرو کی مدح
بلبلون کو شور و غوغا چاہیے

آئینے پر آنکھ ڈالی جائیگی
آپکی یون بھینٹا لی جائیگی

اک نظر تمپر جو ڈالی جائیگی
آنکھ عالم سے اوٹھالی جائیگی

وصل کی صورت نکالی جائیگی
بات میری بھی نہ ٹالی جائیگی

کیا ترو تمکو مشقِ قتل مین
جانِ رفتہ پھر بلا لی جائیگی

دور دیکر نرم کرتے ہو مزاج
کیا ادا سانچے مین ڈھالی جائیگی

ٹپکے گی حسرت جو میری آنکھ سے
نازکی گو دون مین پالی جائیگی

دل کو چھیدیگی تری نوکِ مژہ
چوٹ ابرو کی جو خالی جائیگی

مینے مانا پھیر یون مین لو نسے آنکھ
کیا طبیعت بھی ہٹا لی جائیگی

اچھی صورت پر نہ اترائین حسین
پہلے سیرت دیکھی بھالی جائیگی

کاٹ دونگا بیٹھکر راحت مین عمر ہر مصیبت جب اوٹھالی جائیگی
دل اگر ہے خوگر رنج و تعب طرزِ عشرت بھی سکھالی جائیگی
داغِ دل ہو جائینگے آتشکدے آئیگی ہولی دوالی جائیگی
جسکو چسکا عشقبازی کا پڑا وہ طبیعت کیا سنبھالی جائیگی
توہے نظر دین تو مجھسے خلد مین حور پر کب آنکھ ڈالی جائیگی
دل مین کرونگا تصور آپ کا حسرت اس حیلے سے ٹالی جائیگی
وہ عیادت تو کرین مجھ زار کی طاقتِ رفتہ بُلالی جائیگی
ڈھونڈھیگی پھر مجھکو وہ ترچھی نظر غیر پر جب چوٹ خالی جائیگی
جوشِ مستی مین جو ہونگے رندخوش شیخ کی پگڑی اوچھالی جائیگی
اپنے ہی دلبر نہین کچھ اعتماد اونکے دل کی بات پالی جائیگی
اے مسیحا میرے پہلو سے نہ اوٹھ میرے چہرے کی بحالی جائیگی
ہوگئی اونکی توجہ کی نظر اب ہماری خستہ حالی جائیگی
زور دیکر مین کہونگا حالِ دل جب طبیعت کچھ سنبھالی جائیگی
میرے منصوبے بگاڑیگا وہ شوخ بات جب کوئی بنالی جائیگی
خونِ دل پی کر کریگا صبر و شکر تیری گالی جس سے کھالی جائیگی
دینگے دل پر زورِ تسلیم و رضا یون ہماری خستہ حالی جائیگی
دیر جو کچھ ہے ترے آنیکی ہے آرزو دل سے نکالی جائیگی

مژدہ اے شمشاد کہتا ہے وہ گل
یہ غزل بھی تیری گالی جائیگی

شکر صد شکر اوسکا دل مجھسے ملا ہی پیار سے
آنکھ بھی جسکی نہین ملتی کبھی اغیار سے

اک گلِ شاداب کو الفت ہوئی مجھ زار سے
پھول کا جسطرح دامن بڑھکے اولجھے خار سے

ہاے اوسکا یک بیک کہنا ادا سے پیار سے
آج مجھکو تم نظر آتے ہو کچھ بیزار سے

پوچھتے ہین ذبح کرکے ناز کی تلوار سے
کس نے اسکی جان لیلی ہے ادا سے پیار سے

ہوتی ہے تعبیر اوسکی ابروِ خمدار سے
کرتے ہین چورنگ عاشق کو وہ جس تلوار سے

لاکھ ہو تسکین مجھکو شربتِ دیدار سے
جانبری ممکن نہین ہے عشق کے آزار سے

خارِ حسرت دل مین لیکر اوٹھے بزم یار سے
یہ وہ کانٹے ہین جنھین ہم لائے ہین گلزار سے

یار نے پھر پیش کردی کشمکش امید کی
یاس کی راحت مین ہم تھے وصل کے انکار سے

لوگ ہمسے پوچھتے ہین گرمیِ صحبت کا حال
روکے مثلِ شمع ہم اوٹھے ہین بزم یار سے

اونکی آنکھون مین ہین انداز و ادا مستی و ناز
نقدِ دل ہم ہار بیٹھے ہین انھین دوچار سے

کوئی اسکو سجدہ سمجھے یا علاجِ دردِ سر
اب تو اوٹھنے کا نہین یہ آستانِ یار سے

پڑگئے دل پر تمنا ے ہم آغوشی مین داغ
یا گرے ہین پھول کچھ تیرے گلے کے ہار سے

وعدۂ دیدار کے ایفا مین اب کیا دیر ہے
حشر برپا ہوچکا جب آپکی رفتار سے

میرے دل کے واسطے ہوتی ہے برچھی کی انی
وہ نگہ جو غیر پر کردیتے ہو تم پیار سے

ہمکو زندان سے جو وحشت سوے صحراے چلی
وقتِ رخصت ملکے ہم روئے درودیوار سے

ہمکو جو باتین نہ کہنا تھین کہین دشمن سے یون
رازِ دل جسطرح کہدے کوئی اپنے یار سے

ہاے کیا اندھیر ہے کیسی یہ چہرے کی چمک
سامنے تو سب کے پھر محروم سب دیدار سے

رات فرطِ جوش مین مینے جو باہین ڈالدین
اونکو اولجھن ہوگئی اپنے گلے کے ہار سے

نکہتِ گیسوے جانان سے نہ ٹکر کھائیگی
بوے مشک آتی ہے کیون دوڑی ہوئی تاتار سے

پڑتی تھی اونپر نگاہِ شوخ نرگس بے طرح
رشک کی چشمک سے باہر لائے ہم گلزار سے

اپنے سائے سے کیا کرتے ہین یہ رون ہم کلام
جسطرح باتین کوئی کرنے لگے غمخوار سے

والہ و دیوانہ و مجنون و شیدا ہرزہ گرد
یہ لقب مجھکو ملے ہین عشق کی سرکار سے

عابدون نے دوڑکر مسجد سے چومے میرے پاؤن
جھومتا نکلا جو مین کل خانۂ خمار سے
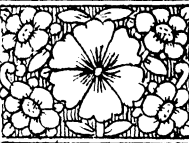
خلد مین جسکی مسیحائی کی قائل حورِ عین
عشق ہے شمشاد کو اوس نرگس بیمار سے
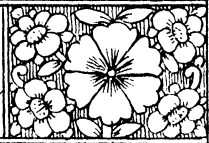
بچپنا جانے کو ہے دورِ شباب آنیکو ہے
ہاے کیون ڈھلنے کو سر پر آفتاب آنیکو ہے

جب مین یہ سنتا کہ اب مجھپر شباب آنیکو ہے
ہنسکے کہدیتا کہ ہان نقشِ بر آب آنیکو ہے

بچپنے پر اسطرح دورِ شباب آنیکو ہے
آبِ صافِ عمر پر گویا سراب آنیکو ہے

تیری رحمت اور میرے جرم دونون بیشمار
تجھکو مجھکو کیا اگر روزِ حساب آنیکو ہے

دیکھکر شرمِ جرائم سے مری گونگی زبان
شور ہے محشر مین مردِ لاجواب آنیکو ہے

پاؤن کیصورت تھکے اے نامہ بر تیری زبان
خط لکھ مین اور کہتا ہے جواب آنیکو ہے

مجرمو خوش ہو تمھاری ہی شفاعت کے لیے
ہاتھ جوڑے رحم بھی وقتِ عتاب آنیکو ہے

تیری صحبت مین اونسے کہتی ہے دل کی دھڑک
عاشقِ مضطر سراپا اضطراب آنیکو ہے

جسکا چہرہ تھا ازل سے تا ابد زیرِ نقاب
سنتے ہین محشر مین وہ بھی بیحجاب آنیکو ہے

لطفِ ساقی زخمِ دل بھرنے لگا انگور سے
جاے اشک آنکھون سے اب موجِ شراب آنیکو ہے

بوسۂ پا کی ہوس مین جسنے اپنی جان دی
خاک ہوکر چومنے تیری رکاب آنیکو ہے

میرے غش سے اونکی اوجھن بڑھتی جاتی ہے سوا
اب پسینا گال پر مثلِ گلاب آنیکو ہے

تو درِ دل ہی پر اوسکو روکدینا اے خلوص
میری جس طاعت مین امیدِ ثواب آنیکو ہے

رو دُن کیون جوشِ جوانی کو مین کیا وقف نہین
اک زمانہ اور بھی اس سے خراب آنکھو ہے

آج کی شب ہے خلل اندازِ لطفِ وصل کیون
اے جماہی رحم کہ پھر بھی وقتِ خواب آنکھو ہے

پوچھتا ہو نہین جو مقتل مین مری باری ہی کب
کہتے ہین ٹہرو کہ فردِ انتخاب آنکھو ہے

کہہ رہا ہے عیشِ بے اندازہ وقتِ شباب
دورِ عشرت مین بڑا ہی انقلاب آنکھو ہے

سوزِ الفت نے اوڑایا میرے اشکون کا دہوان
جلکے دل آنکھو نہین اب مثلِ کباب آنکھو ہے

کان رکھتے ہو تو سن لو نعرۂ قہرِ خدا
پردہ پوشی ہو چکی ختم اب عذاب آنکھو ہے

حسرتون کے ساتھ لوٹے گا ذلیل و بےمراد
دل جو سینے سے گیا کب باریاب آنکھو ہے
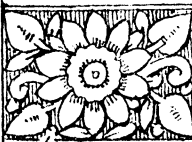
زلفِ عنبر فام پر شمشاد نے کیا جان دی
جاے کافورِ کفن کیون مشکِ ناب آنکھو ہے

سادگی دیکھے کہ سورت کہ سنورنا دیکھے
دیکھنے والے کو حیرت ہے کہ کیا کیا دیکھے

اک نظر تجھکو جو اے جان سراپا دیکھے
پھر وہ عالم کے حسینون کی طرف کیا دیکھے

تو ملے غیر سے عاشق اسے بیٹھا دیکھے
پھوٹین وہ آنکھین کہ جن سے یہ تماشا دیکھے

حیف ہے تو سرِ بازار تماشا دیکھے
ایک عالم ترے دلدادہ کو رسوا دیکھے

ہمہ تن گوش ہین گل سنکے جو وصفِ رخِ یار
بلبلون کا کوئی گلزار مین غوغا دیکھے

دل وہ ہے جو کرے ہر جزو سے کُل کی تحقیق
آنکھ وہ ہے جو ہر اک قطرے مین دریا دیکھے

غیر کی دید کا محتاج رہے کیون عاشق
محوِ معشوق ہو اپنا ہی تماشا دیکھے

دیکھتے ہی ادسے ہین پلٹی نگہ سے بسمل
دیکھنے والون کا اب کوئی تماشا دیکھے

اوسنے صورت جو دکھا کر نہ کیا وصل سے شاد
دل جگر کا کوئی اب آنکھ سے جھگڑا دیکھے

عمر بھر بنتے سنورنے کا نہ لے نام کبھی
سادگی تیری اگر کوئی خود آرا دیکھے

اسطرح آتی ہے پیری مین جوانی کی ترنگ
جسطرح خواب مین آنکھین کوئی اندھا دیکھے

دلِ عاشق مین بھی ہین ساتھ خیالِ اغیار
کون صورت ہے کہ وہ آپ کو تنہا دیکھے

وار وہ صاف کہ ہون دم مین ہزارون ٹھنڈے
قاتل اس دُھن مین کہ بسمل کو تڑپتا دیکھے

کر رہے ہین غم و اندوہ مرے دل کو تباہ
اب بھی وہ خانہ برانداز گھر اپنا دیکھے

یاس پر یاس ہے اوسپر بھی اوسے تیری طلب
دلِ ناشاد کو اب کیا کوئی سمجھا دیکھے

مرے ارمان مرا ساتھ نہین چھوڑتے ہای
او نہین یہ ضد کہ مجھے آکے اکیلا دیکھے

نہ رنگے اوسکو مرا رنگ تو مین رند نہین
میری صحبت مین ذرا شیخ کبھی آ دیکھے

تم نہ دیکھو کبھی ارمان بھرے دل کی طرف
اور تیرِ نظرِ ناز کلیجا دیکھے

میرے گل کھائے ہوئے ہاتھ تو محروم رہین
ترے جوبن کی نمو ہار گلے کا دیکھے

نام ہی اپنی سیاہی و درازی کا نہ لے
شبِ فرقت کو اگر زلفِ چلیپا دیکھے

غیر ممکن ہے نہو اگلی محبت مین جوش
تجھکو شمشاد جو بے پردہ گلِ رعنا دیکھے

ہے حقیقت ترے دیدار کی جنت کیا ہے
بحث دوزخ مین جو کچھ ہو تری فرقت کیا ہے

سمجھے انسان اگر اپنی حقیقت کیا ہے
صاف کثرت ہی مین کھلجائے کہ وحدت کیا ہے

اے فلک تیری عداوت کی حقیقت کیا ہے
ہے قناعت مرے قابو مین تو عسرت کیا ہے

انسے پوچھے کوئی کسنے یہ بری گت کردی
مجھسے جو پوچھ رہے ہین تری حالت کیا ہے

پاکے تنہا جو مرے حوصلے بڑھ جاتے ہین
تمنے گستاخ کیا ہے مری جرأت کیا ہے

عشق کی مینے روش سب سے نرالی رکھی
نہ کھلا یار پر انداز طبیعت کیا ہے

قابلیت مری عزت کے لیے ہے کافی
نقد ہمت ہے مرے پاس تو دولت کیا ہے

کونسی دل لگے سنبھلنے کی نکالون صورت
یہ تو کھلتا ہی نہین باعث وحشت کیا ہے

عشق مین جان گنوا کر بھی نہین یہ کھلتا
موت کیا شے ہے حقیقت مین محبت کیا ہے

مجھ سیاہ کار کو ہو قرب تو یہ کیا ہے بعید
بہر بخشش تری رحمت ہے عبادت کیا ہے

ہے ترے نام کے رٹنے کا وسیلہ اچھا
کیا کہون اسکے سوا مین مری لکنت کیا ہے

ہوشیاری ہے کہ اپنا نہ ذرا آئے خیال
حب نفسی کے سوا یار سے غفلت کیا ہے

لوگ کہتے ہین عبث کرتے ہو عزت برباد
مین سمجھتا ہی نہین عشق مین ذلت کیا ہے

آئینہ دیکھے ترے گالون مین اپنی صورت
مین اگر دیکھون تو اسمین تجھے حیرت کیا ہے

سینے سن لی تری اب میری بھی سن لے ناصح
ذلت عشق سلامت ہے تو عزت کیا ہے

دل مین سوراخ جگر چھلنی ہے سارا چھلنی
ناوک ناز سے سینے مین سلامت کیا ہے

یاس و امید کے جمگھٹ مین سحر کا کھٹکا
نام خلوت کا ہے در اصل یہ خلوت کیا ہے

چشم باطن کا یہ ایما ہے نظر باز وسنے
حسن سیرت ہی عجب چیز ہے صورت کیا ہے

فتنۂ قامت دلدار کو ہے یہ دعوے
ہم قیامت مین دکھا دینگے قیامت کیا ہے

مجھکو کونین کی راحت سے نہین کچھ مطلب
تم ہو خوش اسکے سوا خوبی قسمت کیا ہے

اپنی ہی شکل مین پاتا ہون کسیکا جلوہ
یہی دیدار ہے بس اور زیارت کیا ہے

اے فلک سکے ہین اک کونے مین کونین کے غم
دل شوریدہ کے آگے ترے وسعت کیا ہے

اسکے ہر رنج مین ہے لذت راحت دل کی
تلخی عشق مین کیا جانے حلاوت کیا ہے

کج ادائی کی ادا کیون نہو انمین کامل
دلبر اس سے نہین واقف کہ مروت کیا ہے

شکل اوس گل نے بلا عذر دکھادی شمشاد
نقد دل دینے مین اب آپکو حجت کیا ہے

وصل کی جب دل مین ٹھانی جائیگی
آپ کی سب لن ترانی جائیگی

جائیگی آخر جوانی جائے گی
دل کی پھر کچھ بھی نہ مانی جائیگی

دلکو روتا ہون تو ہنسکر کہتے ہین
کب تمھارے نوحہ خوانی جائیگی

میری تیری عیش سے ہوگی بسر
جب وہ یون کی بدگمانی جائیگی

لخت دل آنسو بہا لیجائین گے
اب غمون کی میہمانی جائیگی

آئیگا جب آپ کا سن تمیز
شہرت راز نہانی جائیگی

ہاتھ آئے گا در مقصود بھی
خاک جب گلیون کی چھانی جائیگی

لخت دل آنکھون مین آتے ہین تو آئین
آنسوؤن کی کب روانی جائیگی

ہم نہ آئین گے کسیدن راہ پر
ناصحون کی جانفشانی جائیگی

لب پر آئے گا بیان سوز دل
میری ساری ترزبانی جائیگی

ٹھنڈی سانسین سینے کیون بڑھ چلین
آہون کی آتش فشانی جائیگی

نقد دل جسمین گنوا آئے ہین ہم
خاک اوس کوچہ کی چھانی جائیگی

رونے سے مانا نکل جائے بخار اس
داغ دلکی کب نشانی جائیگی

ہوش اوڑ جائین گے وقت عرض حال
ساتھ ہی سب خوش بیانی جائیگی

لاکھ سمجھاؤ نہین ہین اونچ نیچ
ایک بھی میری نہ مانی جائیگی

عاشق ابرو کی گردن کاٹ کے
روز کسپر تیغ تانی جائیگی

اٹھتے ہی شمشاد کے بولا وہ گل
کیا بہار شعر خوانی جائے گی

جب کسیکی بات چھانی جائیگی
رائگان سب گلفشانی جائیگی

بات ناصح کی جو چھانی جائیگی
ایک بھی اوسکی نہ مانی جائیگی

میری الفت تمسے چھپنے کی نہین
کانون کانون یہ کہانی جائیگی

جب کرین گے عاشقون کا وہ گلہ
میری الفت ساتھ سانی جائیگی

عشق مین عشرت نہین ممکن کبھی
غم مین ساری زندگانی جائیگی

وصل سے انکار کرتے ہین کرین
آپ اونکی بے دہانی جائیگی

ہاتھ پیری مین جو نچلے بھی رہین
کب زبانی چھیڑ خانی جائیگی

وہ کمر کستے ہین میرے قتل پر
رائگان کب غیب دانی جائیگی

ہوگی جب زور آزمائی عشق سے
سب ہماری ناتوانی جائیگی

معصیت پر تُل گئے اہل زمین
کیا بلائے آسمانی جائیگی

کیجیے گا یاد میرے پند کو
آپکی جب یہ جوانی جائیگی

اونکے کانون تک نہ پہونچے گی کبھی
تا فلک میری کہانی جائیگی

ہونگی تکلیفین ہزارون آشکار
منہ چھپا کر جب جوانی جائیگی

صبح پیری خندہ زن ہونیکو ہے
عمر کی اب شب روانی جائیگی

قتل شمشاد حزین کے ساتھ ہی
خوش قدونکی سرگرانی جائیگی

تمھارے دل مین بیٹھے گی جو میرے دلسے نکلے گی
یہ لیلے پھر قیامت تک اوس محمل سے نکلے گی

جو نکلے گی تو میری روح بنکر دلسے نکلے گی
گرہ جب پڑ گئی دل مین بڑی مشکل سے نکلے گی

نہین کوئی تمنا میرے ٹوٹے دل سے نکلے گی
امید ناتوان کب یاس کی منزل سے نکلے گی

نہ نکلین گے وہ اپنے گھر سے بے تاثیر نالون پر
ندامت کھولے گھونگٹ سعی لاحاصل سے نکلے گی

وہ اپنا منہ چھپائین گے مگر میری تسلی کو
ضیائے حسن چھپنکر پردۂ حائل سے نکلے گی

نہ خالی جائے گا میرے نگاہ یاس کا خنجر
اجل بھی ہوکے بسمل کوچۂ قاتل سے نکلے گی

دم بسمل بھی وہ پاس ادب ملحوظ رکھون گا
صدائے آفرین بے ساختہ قاتل سے نکلے گی

ہزارون ہوش اڑا لیجائیگی وہ ایک شعلے مین
کسیکی آہ جب تیری بھری محفل سے نکلے گی

تمنا دید قاتل کی جو لیجاتی ہے مقتل مین
نگاہ یاس بنکر دیدۂ بسمل سے نکلے گی

وہ آہو چشم خال لب جو آئینہ مین دیکھے گا
یقیناً نکہت مشک ختن اوس تل سے نکلے گی

ریاضت گوشہ گیری کی جو خار چشم غفلت ہے
پری بنکر یہی ہر تربت کامل سے نکلے گی

کرینگے اہل زندان حسرت آگین ہا تون ماتم
مری روح حزین جب قید آب و گل سے نکلے گی

تمنا دید جانان کی جو دل مین خلوت آرا ہے
سر محشر بڑے مجمع مین اوس منزل سے نکلے گی

دیا ہے جسنے نقد عشق مجھکو جنس حسن اونکو
مری حاجت جو نکلے گی اوسی باذل سے نکلے گی

سمجھ رکھنا ابھی گر جائے گا اونکی نگاہون سے
سوالی شکل اگر کچھ صورت سائل سے نکلے گی

کنار بحر وحدت پر نکیرین آکے دم لیلین
ہماری عمر کی کشتی اسی ساحل سے نکلے گی

سر تسلیم خم رکھنے مین ہے امید کی صورت
کسیکی آرزو کب بحث لاطائل سے نکلے گی

بسا تھا جامۂ ہستی مرا جس مین پس مردن
وہی بوے محبت میرے آب و گل سے نکلے گی

جنھین دیکھا اونھین محتاج اپنے آپ سے پایا
تمنائے دلی اب کیا کسی باذل سے نکلے گی

نہ سمجھا مدعی افسوس مجھپر رشک بیجا مین
ہمیشہ بے مرادی دعوی باطل سے نکلے گی

تجھے لازم ہے تسلیم و رضا وہ صاف کہتے ہین
نہ دلکی آرزو تکرار لاحاصل سے نکلے گی

رہے بے لوث جو شیدا ہوا اوس یکتائے عالم کا
دلی حاجت نہ اخلاص غرض شامل سے نکلے گی

اطاعت کا عمل اپنے سیانے دل سے سیکھونگا
جو حاجت میری نکلے گی اسی عامل سے نکلے گی

تمنا آپکی بنکر رہے گی اپنی منزل مین
ہوس بنکر نہ میری آرزو اب دل سے نکلے گی
ترقی جہل کے ہمراہ ہوتی ہے برائی مین
نہین نکلے گی رسم بد مگر جاہل سے نکلے گی

غزل کہنا ہے سہل ممتنع شمشاد یہ سمجھو
ادائے شاعری اس طرح مین مشکل سے نکلے گی
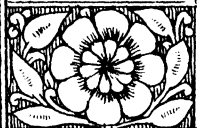
خونِ دل پیتے ہین عشاق غذا سے پہلے
ہے غذا انکی جگر وہ بھی دوا سے پہلے
عشق مین پھنستے ہین جو نشو و نما سے پہلے
جان دیدیتے ہین مفت اپنی قضا سے پہلے
کرتے ہین آپ ہی اعجاز نظر سے زندہ
قتل کرتے ہین جو وہ تیغ ادا سے پہلے
کیون نہوتا مری وحشت کا زمانہ قائل
جامۂ تن کو کیا چاک قبا سے پہلے
مین سیہ کار ہون اے شیخ تو کیا پروا ہے
وہ خطا بخش ہین مجرم کی خطا سے پہلے
جان لیتے ہو اگر میری مجھے عذر نہین
دیکھلو ایک نظر مجکو ادا سے پہلے
تیرے مانند جو کرنا ہو کسی پر قبضہ
لائے ڈھب پر اوسے تسلیم و رضا سے پہلے
روئے مقصود کا نظارہ اگر ہے منظور
چاہیے ربط کسی پردہ کشا سے پہلے
قتل کرنا جسے منظور او نہین ہوتا ہے
چرکے دیتے ہین اوسے تیغ ادا سے پہلے
رکھے انسان اگر اپنی حقیقت کی خبر
نہ فنا ہو کبھی اسبابِ بقا سے پہلے
سچ تو ہے اے بت مغرور نہ سوجھا ہمکو
التجا تیرے لیے کرتے خدا سے پہلے
اوسکے چہرے کے مقابل مہِ تابان کیا ہو
جسنے شرمندہ کیا ہے کف پا سے پہلے
شوخیان جنکی شبِ وصل ہین دلکو مرغوب
تنگ کرتے ہین وہی شرم و حیا سے پہلے
کیونکر اوس بُت کی تمنا مین خدا سے کرتا
گلہ کرتا ہے اثر کا وہ دعا سے پہلے
نہ سہی عشق حقیقی تو مجازی ہی سہی
کچھ تو آثار بقا چھوڑ فنا سے پہلے

شرم کی بات ہے ہم تم ہون سر حشر فریق
فیصلہ کر لو یہین روز جزا سے پہلے

روے مقصد کی رسائی کی ہے یہ حبل متین
دلکو اولجھاؤ کسی لٹ دوتا سے پہلے

قتل کرے مجھے بھر ہاتھون مین ملنا مہندی
استرا اچھا ہے یلے شوخ حنا سے پہلے

جب یہ معلوم وہ کرتے ہین خلاف خواہش
ہم طلبگار جفا ہون گے وفا سے پہلے

کیون نہ اونکے ستم و جور بھی ہین عین کرم
کرتے ہین وہ نظر لطف جفا سے پہلے

اے مسیحا ترے قربان مری جان عزیز
ملک الموت کی آمد ہے شفا سے پہلے

دولت حسن کی کیا مانگے کوئی تمسے کوة
لاکھ احسان جتاتے ہو عطا سے پہلے

شربت دید سے تسکین جگر ہے لازم
تیرے بیمار محبت کو دو اسے پہلے

گلشن دل مین کہلے کیا کوئی عشرت کی کلی
آندھیان آتی ہین ہر روز صبا سے پہلے

خون رلواتی ہے تمشاد کو اونکی فرقت
پودھے مرجھا گئے جو نشو و نما سے پہلے

اے بہار روے جانان کیا وہ میرا ہوش ہے
آج خورشید فلک کیون صبح سے روپوش ہے

روز غم کیون روشنی سے تیرگی ہمدوش ہے
دود دل کیا ساغر خورشید کا سرپوش ہے

خوش نصیبی سے جو مجھسے بیخودی ہمدوش ہے
یار سے غفلت رہیگی جب تک اپنا ہوش ہے

بدزبانی کج بیانی کا سراسر جوش ہے
اور جو افصح ہے ابکم سے سوا خاموش ہے

گو نہین ہے جان تن مین سب ہین بید المسیح
تو نہ اوٹھا اب تک مرے آنکھو نہین دم ہے ہوش ہے

بیخودی کی جسکے دل مین کچھ نہ کچھ لذت نہین
ہوش کا پتلا سہی لیکن بڑا بیہوش ہے

تیرے زانو پر جو سر ہے تیورون پر ہے نگاہ
مجھکو بیہوشی مین بھی ایجان اتنا ہوش ہے

جو دیا قدرت نے مین نے بے تکلف لے لیا
یہ نہ پوچھا میرے حق مین نیش ہے یا نوش ہے

یہ مری تقدیر کی خوبی ہے مین مخمور ہون
میکدے مین ہر طرف آواز نوشا نوش ہے

ہاے ساقی نے یہ کہکر میری باری ٹالدی
ایک ساغر اسکو کیا دون یہ تو دریا نوش ہے

آسمانون کو لیے پھرتا ہے جو شکل حباب
میری دریا بار آنکھون کا یہ ادنی جوش ہے

خون کا دریا جو آنکھون سے بہے کچھ بھی نہین
بادۂ تند محبت کا یہ ادنے جوش ہے

شعلۂ وحشت ہون عریانیِ تن میرا لباس
گرد کوے یار ادی اوسکا بالاپوش ہے

ساغر و مینا سبو و خم مین کیا کرتا تمیز
آج مست بادۂ وحدت ترا مے نوش ہے

مین ہی کل تک مستحقِ پایمال ناز تھا
اور میرا ہی جنازہ آج دوشا دوش ہے

کم نہین تریاق اکبر سے مجھے افضال یار
نیشِ دشمن بھی مرے حق مین برا بر نوش ہے

واے غفلت دنیوالون کو نہین اسکی خبر
ہر طفل اشک حلقہ آنکھ کا آغوش ہے

کس مجلے شے سے دے کوئی کفِ پا کی مثال
چاند سورج سے کہین بڑھکر تری پاپوش ہے

ایکدن توبہ سے بھی ملجائیگی پوری مدد
اے ندامت تو گناہون کی اگر ہمدوش ہے

ضبط سے ہونے لگا مینائے دل کیون پاش پاش
عشق چشم مست ہے یا بادۂ پرجوش ہے

درد ہجران کی شب وصل آگئی کیا دل کو یاد
شام ہی سے مثل شمع صبح کیون خاموش ہے

نقد دل تو دے چکا ایمان کی اب فکر کیا
اے بت کافر ترا دل سخت ناحق کوش ہے

میکدے پر جھوم کے بادل نہین آئے ہین یہ
دامن رحمت کسیکا ذیل عصیان پوش ہے

بعد مردن بھی جو ہے اونکا تصور ساتھ ساتھ
راحتِ جاوید تو لے گور کی آغوش ہے

جلد اے شمشاد پڑھ دو تم بھی اپنے شعرِ تر
ایک گل اندام سننے کو سراپا گوش ہے

قصیدہ در تہنیت جشن مسند نشینی نواب محی الدین حسین صاحب بہادر والی ریاست کھگڑا ضلع پورنیہ دام اقبالہ

حسب فرمائش مولوی محمد قادر بخش صاحب سہسرامی

کچھ ایسا جوش پر ہے آج فضلِ رحمت باری
مبدل جاہ و عشرت سے ہوئی ہر ذلت و خواری

جسے دیکھو وہ ہے مصروفِ عیش و عشرت و شادی
خرام ناز مین سرمست مثلِ کبکِ کہساری

عمل عالم مین آسانی کا ہے چارون طرف ایسا
کوئی عقدہ نہین ہو جسکے حل مین کوئی دشواری

نہین آثار تک باقی ہین بدبختی کے عالم مین
نہ واژون بخت ہے کوئی نہ باقی ہے نگونساری

نہین ہے مرتکب جرم و خطا کا دہر مین کوئی
ہوئے ہین محو دل سے معنئ لفظِ گنہگاری

مٹے ہین ایسے آثارِ الم یک لخت دنیا سے
نہین کرتی ہے چشمِ عاشقِ بیدل بھی خونباری

سبکرو ہو رہی ہین ساری تکلیفین زمانے سے
کسی پر آجکل فرقت کی راتین بھی نہین بھاری

جسکے دیکھو وہ مستِ بادۂ آرام و تسکین ہے
ہوئی ہے خوابِ راحت دیدۂ نرگس مین بیداری

یہانتک راستی نے کجروی کہو دی ہے عالم سے
نہین معشوق بھی عشاق سے کرتے ہین عیاری

اگر ہر ذرہ ہے پران تو رخشان مہر ہی خندان
مسرت ہی کہ ہر چھوٹے بڑے کے دل مین ہے ساری

ہوئی ہین دونون گم ایسی کہ یہ معلوم ہوتا ہے
دغابازی سے ہم پہلو گئی دنیا سے مکاری

جراحت کے عوض دیتا ہے راحت دلفگارونکو
بنا ہے مرہمِ زنگار گویا چرخِ زنگاری

ستم کا نقش ایسا مٹ گیا ہستی کے صفحے سے
جو ظالم ہین او نہین بھی ظلم مین ہے سخت دشواری

زمانہ کجروی کی چال سے مطلق نہین واقف
فلک بھی بھول بیٹھا یکبیک طرزِ ستمگاری

مجھے حیرت تھی کیون عالم کا ایسا رنگ بدلا ہے / کہا دل نے ہے جشن اوسکا ستم ہے جسکو بیزاری

محی الدین حسین اوسکا ہے نام پاک باشہرت / یہ ہے مسند نشینی اوسکی جسکی ہے یہ تیاری

امیر ابن امیر اسکو سنا ہے مینے آدم تک / ابا جدا رہا ہے اس سے دریا فیض کا جاری

ہنرمندون کا جمگھٹ اسکے گھر مین تھا ہمیشہ سے / نہ تھی داد و دہش سے نسل ہی اسکی کبھی عاری

برابر اہل جوہر خوشہ چین تھے اسکے خرمن سے / برستی تھی ہمیشہ اسکے گھر پر رحمت باری

عطا نام پدر تھا جو سراپا جود و بخشش تھے / بجز نواب نام اونکا نہ لیتا کوئی درباری

ق

جناب شہر بانو مان جناب عائشہ نانی / جناب عالی اسکے مادری جد کی عملداری

رہی ہے مرشد آباد اور اس سے منزلون آگے / ملے تھے سیکڑون انکو خطاب خاص سرکاری

مخاطب کرکے اسکو اب مین اک مطلع سناتا ہون / کہین سب سے وہ کیا کہنا یہان ہین جتنے درباری

مطلع دوم

تو وہ ابر کرم ہے تجھسے دریا فیض کا جاری / خجل ہے ابر نیسان دیکھکر تیری گہرباری

ترا بذل و کرم ہے معن و حاتم سے کہین بڑھکر / سخی ابن سخی تو لطف سے دریا فیض کا جاری

عدالت اور بیداری کا تیرے ذکر ہی کیا ہے / تری غفلت کے آگے ہے خجل کسرے کی ہشیاری

زمانے کے رئیسون سے تجھے نسبت نہین کوئی / جہاندار آپ کہتے ہین تو ہے فخر جہانداری

چھپا ہے گور مین افسردہ خاطر ہوکے حاتم بھی / سخاوت کی یہانتک تو نے کردی گرم بازاری

ترا جو فعل ہے وہ ہے نمونہ حق پرستی کا / ترا ہر کار دنیا بھی لیے ہے شان دینداری

ترے عیش و حکومت کا تہور کا کہان ثانی / تجھی پر ختم جمشیدی و دارائی و سپہداری

تری بخشش سے عالم اسقدر آسودہ خاطر ہے / کسیکے لب تک آتا ہی نہین اب لفظ ناداری

زمین شور سن سے شور سا گر شیرین زبانی کا / ابد تک غیر ممکن ہے کنوان نکلے کوئی کھاری

ترے خوف اور دہشت سے غریبون کے مکانو نمین
جسے کہتے ہین مسماری وہ خود کرتی ہے معماری

اگر تیرے غضب کا اوسطرف پورا اشارہ ہو
تو معماری کرے آکر عدو کی خانہ مسماری

غریبون اور امیرون کو جو ہے امن و امان حاصل
ترا ہی پاسبانِ عدل کرتا ہے خبرداری

جسے خورشیدِ عالم سوز گردون لوگ کہتے ہین
ترے غیظ و غضب کی اوڑگئی ہے ایک چنگاری

تری دہشت میانِ خواب جب گردون باتی ہے
رگِ جانِ عدو سے خون کی چھٹتی ہے پچکاری

اگر آئے تری تیغ روان مشکلکشائی پر
گرانی نزع کی دشمن کے حق مین ہو سبکساری

مصاحب تیرے ایسے خوبصورت حسن کے پتلے
فدا جنپر دل و جان سے پریزادانِ فرخاری

پھر اوسپر جوش مین آکر مصاحب تجھسے کہتے ہین
تری صورت کے ہم صدقے تری سیرت بھی ہے پیاری

سپاہی فوج مین بھرتی کیے کس شان کے تو نے
ہر اک جرأت مین جاپانی تنومندی مین قندہاری

جنابِ میرزا خانِ بہادر سرپرست ایسے
کرین نواب بیگم کیطرح تیری نگہداری

یہ دونون خوش ہین دائم ترے اعزاز و ثروت سے
کرے شاد ان کو تیری عز و تمکین کی گرانباری

معین الدین حسین ایسا ملا ہے قوتِ بازو
ثناگو جسکے ایرانی و تورانی و بلغاری

معینِ حق یہ تیرے کام سب حق اس سے راضی حق
جو ناحق پر ہے اسکے ہاتھ سے ہے اوسمین فراری

ریاست تیری گو گرا گو بظاہر ہے یورپ مین
مگر آفاق سے باہر ہے اوسکی چاردیواری

ترے دربار مین ممکن نہین مخمور ہو کوئی
ہمیشہ نشۂ عشرت سبھو نکی آنکھون پر طاری

تری مسند نشینی کا جو یہ دربارِ عالی ہے
سلامی مین ہین رومی اور چینی اور تاتاری

گلستانِ ارم کا صاف سب کو لطف آتا ہے
ہوئی ہے تیرے قصرِ جشن مین کچھ ایسی گلکاری

کیے جمشید نے جشنِ مسرت لاکھون ہی لیکن
یہ محفل اوس نے کب دیکھی میانِ خواب و بیداری

یہ سب کے سب دعاگو یان ہین دربارِ معلے کے
فقیہ و مفتی و قاضی و صوفی حافظ و قاری

ترے والد کا مین بھی جان نثارِ خاص و مخلص ہون
مجھے بھولی نہین اونکی ذرا بھی نغز گفتاری
وہ خوش ہنسے تھے مجھسے مجھکو بھی اونپر بھروسا تھا
یہ فرماتے تھے تجھپر ہے مراحق نمکخواری
تری تنخواہ کی آدھی تری پنشن کرونگا مین
مرے دل پر منقش ہے ترا نقشِ وفاداری
مگر اٹھارہوان سال آنے دے تو اپنی خدمت کا
سبک خیزی تری ہوگی مرے حق مین گرانباری
مجھے امید ہے یہ وعدہ پورا تجھسے ہونا ہے
سعادتمند بیٹے باپ کی کرتے ہین مختاری
عداوت سے پڑین آنکھین جو تجھپر کور ہو جائین
روا ہے اون کے حق مین مردم آزاری جفا کاری
کسی بے جرم کی گردن زنی جب تک ہی نا جائز
تری تلوار کو جائز ترے دشمن کی خونخواری

ہوا خواہان دولت جاہ و عزت کے مناصب پر
بد اندیشون کی قسمت مین ہمیشہ ذلت و خواری

متفرقات

رقعۂ نوید نکاح

ایسے یکتا کی حمد ہے زیبا
حکمِ تزویج فانکحوا اجکا
چار تک کردیے نکاح درست
تا نہو دورۂ توالد سست
کیا ہی حکمت ہے دیکھو شرط اوسکی
مہر و تعدیل و شاہدین سے کی
منع رہبانیت اوسیکا حکم
حکم مین اوس کے سب ہین صمٌّ بکمٌ
لائقِ نعت وہ رسولِ کریم
جسنے من سنّتی سے کی تفہیم
آل و اصحاب جسکے سب بے ہمتا
ایک سے ایک فضل مین یکتا
سب کے سب قابلِ درود و سلام
نام سے جنکے رونقِ اسلام

بعد اسکے مرا ہے یہ مقصود   ہے بھتیجا مرا جو صاحبِ جود
مولوی محمدؐ محسن   مرجعِ حسن ظاہر و باطن
عقد کی اونکے محفل اے یارو   ہو گی جو بیسوین محرم کو
اپنے خادم کو آکے یوسف پور   ماحضر کھا کے کیجیے مسرور
اور پچیسوین کو لیکے برات   چلیے بازید پور اے حضرات
ہوکے اس کارِ خیر مین شامل   اس وفا کیش کا بڑہایئے دل
ملتمس ہے محمدؐ صادق   آپکی مہر و لطف کے لائق

ایضاً

ملتمس اب ہے بندۂ ناچیز   سب کا خادم محمد عبد عزیز
دو بھتیجے ہین میرے بیاہنے کو   نورِ عینین و احمدؐ خوشخو
لیکے چلیے برات بی بی پور   احمد اللہ کے گھر بعیش و سرور
شب بست و ششمِ ربیع نخست   ہو گئی ہے پئے نکاح درست
قبل سے آیئے سکندرپور   اپنے طالب کو کیجیے مسرور
تھوڑی تکلیف آپ فرمائین   میرے گھر آپ کے قدم آئین
ہون احبا کہ ہون عزیز و قریب   سب سے امیدِ شرکت تقریب

مثنوی برائے مسجد جناب حاجی قادر بخش مرحوم

مسجدِ مقبولِ یزدان ہے یہی   قبلۂ اربابِ ایمان ہے یہی
اسکے بانی شیخ قادر بخش حاج   تھا مزاج اونکا متانت امتزاج

چار لڑکے اونکے چارون تھے دھنی ‏ ‏ تھے بڑے اون چارون مین عبدالغنی

تھے وجیہ و ذی وقار و امتیاز ‏ ‏ با مروت باوفا مہمان نواز

دوسرے حاجی خدابخش اونمین تھے ‏ ‏ اور مولےبخش حاجی تیسرے

چوتھے حاجی رحمت اللہ نیکذات ‏ ‏ اب یہی ان صاحبونمین ہین حیات

مرتے دم بانی کے تھی یہ ناتمام ‏ ‏ ان کے ہاتھون پاگئی کل انصرام

پہلے لکسریٹ مین تھے باعزوشان ‏ ‏ کرکے ترک روزگار آئے یہان

اور لی اسکی ولایت اپنے ہاتھ ‏ ‏ خدمت اسکی کرتے ہین رونق کے ساتھ

پہلے سے اب ہوگئے سامان ہین ‏ ‏ دنگ جنکو دیکھکر انسان ہین

وقف انھون نے کردی اسپر جائداد ‏ ‏ ہین حقیقت مین بڑے نیک نہاد

عمر مین انکی ترقی دے خدا ‏ ‏ تا کہ مسجد کی بڑھے رونق سوا

قطعۂ[عہ] تاریخ مینے کہدیا ‏ ‏ دو سنون کا جس سے ملتا ہے پتا

رقعہ از جانب مولوی ابوالخیر صاحب

اے میرے عزیز دوستو تم ‏ ‏ اس جلسے مین آکے جمع ہو تم

یکشبی کی ہے آج شب کو دعوت ‏ ‏ ٹھیک آٹھ بجے کرو عنایت

کھانے مین شریک انجمن ہو ‏ ‏ محفل مری غیرتِ چمن ہو

اس جلسے سے ہے یہ میرے جی مین ‏ ‏ دو گھنٹے کٹین ہنسی خوشی مین

ممنون ہو آپ کا ابوالخیر ‏ ‏ مفتون ہو آپ کا ابوالخیر

رقعہ برائے محفل میلاد شریف منجانب حاجی رحمت اللہ صاحب

محمود ہے منعمِ حقیقی ‏ ‏ معبود ہے منعمِ حقیقی

[عہ] واضح رہے کہ قطعہ مذکورہ قطعات تاریخ مین داخل ہے ۱۲

فرمان ہے جسکا واشکرو الی — دی شکر سے لاکھون کو ترقی
شاکر صابر رسول اوسکے — پھر بھی نتھے وہ محمد ایسے
تھے شکر مین سب سے وہ فزون تر — شاکر نہین کوئی اونسے بڑھکر
پیرو تھے اونہین کے آل و اصحاب — جیسے وہ آپ ویسے احباب
جب شکر مین ہین یہ سب مراتب — ہے شکر نعم ہمین بھی واجب
بڑہکر نہین اس سے کوئی نعمت — کیجے جو پھر آئے بعد مدت
لازم ہے کرون ہین شکر اسکا — وہ شکر جو ہے کمال زیبا
میلاد کی کردون ایک محفل — سب لوٹین ثواب ہو کے شامل
تکلیف کرین جناب یکجے — احباب ہون تھوڑی دیر یکجا
دیکھے یہ بہار رحمت اللہ — ہو شکر گزار رحمت اللہ

قطعہ فرمائشی منشی عزیز اللہ صاحب

جی مین آتا ہے کہ جی کی بات کو — ایک قطعے مین کرون مین آشکار
ہے حکومت مین عجب شو ار تر — حاکمون کو خلق و عجز و انکسار
اور رشوت سے بچانا نفس کو — صاف رکھنا اپنے سارے کاروبار
بیگنہ کی بیگناہی پر عبور — جرم مجرم پر رسائی شحنہ وار
فیصلہ کرنا تعصب سے الگ — پھر سفارش پر نکرنا اعتبار
وضع شئی تا علی غیر المحل — ظلم ہے پھر ظلم بھی ظلمت شعار
بیگناہون کو سزا دینا ستم — مجرمون پر رحم ظلم ناگوار
اس صفت کا ہے اگر حاکم کوئی — ہین حسام الدین احمد ذی وقار

حسنِ خلق و عدل مین دیکھا نہین ‏ ‏ ڈپٹیون مین انسے بڑھکر نامدار
آپ مین اوصاف ہین اِس سے سوا ‏ ‏ جنکا لکھنا ہے بہت دشوار کار
ہر کہ و مہ پر عطوفت کی نظر ‏ ‏ دردمندی آپکا ادنی شعار
جو بُلاتا آپکو تقریب مین ‏ ‏ آپ جانے مین نکرتے کچھ بھی عار
آپکا بدخواہ پیدا ہی نہین ‏ ‏ خیرخواہون کا نہین ممکن شمار
کون کافر ہے کرے جو دشمنی ‏ ‏ آپکا ہے جب خداے پاک یار
فرض و سنت مستحب سب پر عمل ‏ ‏ اپنے پیرانِ طریقت پر نثار
تھی مسلمانون کو انسے تقویت ‏ ‏ صرفِ کارِ خیر تھے لیل و نہار
پیر بھائی اک جگہ ہوتے تھے جمع ‏ ‏ سب کی کرتے خدمتین بے افتخار
حاکمِ بارعب تھے اجلاس پر ‏ ‏ گھر مین ساری قوم کے خدمتگذار
سچ تو یہ ہے باخدا ہے انکی ذات ‏ ‏ انمین خلقِ احمدی ہے بے شمار
جاتے ہین افسوس غازیپور سے ‏ ‏ انکی فرقت ہے سبھون پر سخت بار
گرچہ رخصت ہے مگر کچھ طول ہے ‏ ‏ ہے اسی سے دوستون کو انتشار
سب جنابِ فضلِ رحمٰن کے مرید ‏ ‏ خاص کر دردِ جدائی سے نزار
خاص تر منشی عزیز اللہ کو ‏ ‏ مستیِ صحبت کا ہے پورا خمار
کیونکہ یہ روزانہ حاضر باش تھے ‏ ‏ اور ہمسایون مین تھا انکا شمار
مجھکو بھی شمشاد پورا اُنس تھا ‏ ‏ دیکھ لیتا ہفتے مین دو تین بار
دیکھیے تشریف کب لاتے ہین آپ ‏ ‏ اور ہم کرتے ہین کب تک انتظار
یا الٰہی آئین واپس پھر یہین ‏ ‏ اور آمد مین ترقی یارِ غار

قطعۂ تہنیتِ تولدِ نبیسۂ جناب معلی القاب ہز ہائی نس سری مہارانی

راج ریاست ڈومراؤن دام اقبالہا

راج ڈومراؤن کی مہارانی
زہرۂ آسمانِ جاہ و جلال

ماہِ چرخِ عطا و داد و دہش
مہر جود و سخا و بذل و نوال

غیر ممکن ہے گن سکے کوئی
وہ خدا نے دیے ہین تم مین کمال

جسکو چاہو تم ایک اشارے مین
مالِ دنیا سے کردو مالامال

کیون ترقی نہو ریاست کی
ذی ہنر سارے راج کے عمال

ہین منیجر منیجری کی جان
منتظم انتظام کی تمثال

شکر الطافِ ایزدی لاکھون
فضلِ خالق کی ہے یہ ایک مثال

کہ خدا نے دیا نواسہ تمھین
دو ریاست کا نیّرِ اقبال

ایک ڈومراؤن دوسری ریوان
دونون ہین بے نظیر فارغ بال

دونون مین ہر طرف ہین جشنِ نشاط
دونون مین بٹ رہے ہین منصب و مال

اک نظر سوے چشمۂ رحمت
کہ وہ ہے بارِ قرض سے پامال

گھٹ گیا ہے جو کچھ وظیفہ مین
اس مسرت مین اوسکا ہو اکمال

چھٹیان جو بنی ہین بالتنصیف
اونمین ترمیم چاہیے فی الحال

عرضِ حاجت تو ہو چکی شمشاد
اب دعا پر اوٹھاؤ دستِ سوال

مثلِ آبا ہو نامور فرزند
اسکا حامی ہو ایزدِ متعال

عمر کے ماہ و سال ہون ان حد
ہون ابد التیام سب مہ و سال

جان نثار اس کے سب بلند رہین — اسکے اعدا ہمیشہ ہون پامال
ناہال اور دادہال اسکا — اسکے اقبال سے رہے خوشحال
ہر طرب مین کرے نیا ایجاد — ہر کرب کا کرے یہ استیصال
حسن اخلاق مین حکومت مین — لوگ دیتے رہین اسکی مثال
جو تمنا ہو اسکی بر آئے — میری یہ آرزو ہے بالاجمال

رقعہ منجانب جناب حافظ عبدالصمد صاحب بخدمت جناب شیخ عطاء اللہ صاحب

الا اے دل و دیدہ آمد بہار — شگفتہ تر از روے زیبا نگار
سمن سیم و خیری زر اندودہ شد — زر گل بگلزار ہا تودہ شد
ز سنبل برون رفت ژولیدگی — کجی رفت از شاخ سرو سہی
فرادیس را رشک از کشتہا — دوانید در دل ازان رشتہا
بگلزار کاہی سیکہ گل رسید — ز قرنای شبّو نوا بردمید
قشونے ز گلہاے قرمز بپا — بدست اندر از خار قورہا
خنک تر ز مہتاب شد آفتاب — شعاع مطرّا مطرد از آب
ہمہ سبزہ خوابیدہ بیدار شد — ہمہ خاک خاکی چو گلزار شد
ز گلہا نہان شد ہمہ خاکریز — نسیم و صبا را نہ راہ گریز
برازکوزہ گل کو خاک شد — ز خار و خس اینک زمی پاک شد
شجرہا ز بار رند در سجدہا — ز گل خوبتر میوہ خوش نما
فراز شجرہا نوازن طیور — نوائیکہ آرد بدلہا سرور

درین موسمِ خوش دلم جوش کرد ۔ غمِ کہنہ یکسر فراموش کرد

بہ خطیبیِ شیخ عبد الوحید ۔ کہ او نورِ جان ست پورِ سعید

روان میکنم نورہائے لطیف ۔ زشیرینی و میوہائے طریف (تازہ ۱۲)

پئے بیانِ سید محمد حسن (تحفہ ۱۲، ملاحظہ ۱۲) ۔ بہ بیش عطاء اللہ آبِ زمن

ستایم اگر ہر دور از ملی ۔ شود دست پا چہ بسر زیر کی

پذیرائیش چشم دارم زشان ۔ کسیل ست زاخلاص بن نوریان (بھیجنا ۱۲)

زعبد الصمد نامہ گیرد نظام ۔ سلامٌ علیکم علیکم سلام (روانہ ۱۲)

قطعہ

ایک ڈپٹی یہ بولے مین ہون رئیس ۔ مینے پوچھا کہ کوئی اسکی دلیل

مجھسے کہنے لگے اودھ مین ہے ۔ لاکھ دو لاکھ کی مری تحصیل

کارپرداز میرے اور جلیس ۔ سخت مکار ہین بلا کے محیل

مین شریفون سے دور رہتا ہون ۔ میری صحبت مین سرفراز رذیل

اُنس نوعی ہے جاہلون سے مجھے ۔ قابلون سے نہین ہے قال و قیل

اچھے کامون مین کچھ نہین دیتا ۔ بادہ و رقص مین نہین ہون بخیل

قوم کے لوگ فاقے کرتے ہین ۔ ایک پیسے سے مین نہین ہون کفیل

جھوٹی تقریبون مین اوڑاتا ہون ۔ دولتِ بیحساب کی تحویل

لڑکیان جتنی ہین مری رانی ۔ جنکی لڑکو نہین ہوتی ہے تبدیل

کوٹ پتلون اونھین پہناتا ہون ۔ ساتھ رکھتا ہون اونکو وقتِ رحیل

چیز لیکر نہین مین دیتا دام ۔ اسمین ہو جاؤن گو بہت ہی ذلیل

معنوی زہر میرے وعدۂ کذب | جنسے ہے روحِ راستی تحلیل
قابلِ مدح ظاہری اخلاق | خُبثِ باطن مین بے مثال و مثیل
دیکھتا ہون تو شاد ہوتا ہون | نابکار ونمین عہد ہاے جزیل
ہے ششن مین بھی خاص میرا دوست | ایک دیوانۂ و خبیث وکیل
کیون نہون میری چال مین خم و پیچ | ہے اوسکی صلاح میری دلیل
لوگ کہتے ہین اوسکو محسن کُش | میرے ساتھ اوسکو دیتے ہین تمثیل
مین سمجھتا ہون سبکی راے غلط | کیونکہ میرا نہین ہے کوئی عدیل
سارے عالم سے مین نرالا ہون | میرے مانند کب ہے کوئی مثیل
نہین دیتا کسیکے خط کا جواب | چاہے کاتب ہو کوئی مردِ جلیل
فہم و ادراک کی ہے یہ حالت | جانکر باز پالتا ہون چیل
شعر کہتا ہون بے حساب غلط | جنمین معنے ہون وہ بہت ہی قلیل
اپنی کرتا ہون آپ ہی تعریف | گو کہ بیٹھے ہون شاعرانِ جلیل

سنکے یہ داستان مینے کہا
تم ریاست کی جان بے تاویل

رباعیات

ہم کیا ہین ہماری فیلسوفی بھی کیا | موقوف کسی پر نہین اثباتِ خدا
عالم جسے کہتے ہین رہے یا نہ رہے | ہر حال مین اوسکو ہے وجود اور بقا

ایضاً

آخر مین کبھی لوگون سے ملتا بھی تھا | بیمار ہون آجکل تو اچھا بھی تھا

مانا کہ تمھین حال نہین تھا معلوم — کچھ تمنے کبھی کسی سے پوچھا بھی تھا

ایضاً

ایسا مرضِ صعب سے مین تنگ ہوا — دور وز معالج جو ہوا دنگ ہوا
صدمون سے ہوئی روح تو زار اور نقیہ — کاہیدہ بدن کوہِ گران سنگ ہوا

ایضاً

میرا بسِ صحت بھی عجب ڈھنگ ہوا — جسنے مجھے دیکھا وہ بہت دنگ ہوا
وہ جسم جو تھا وزن مین کوہِ البرز — کاہیدہ ہوا کاہ کے ہمرنگ ہوا

ایضاً

محشر مین سنا ہے ہونگے فتنے برپا — ہو جائینگے سب اپنے عزیزون سے جدا
کانون مین صدا آئیگی نفسی نفسی — طاعون مین ان آنکھون نے یہ سب دیکھا

ایضاً

کرتی ہی نہین کام دوا اور دعا — الزام نہین چارہ گرون پر اصلا
اس تپ مین جو ہی موت تو مرنا ہی سہل — لیکن جو شفا ہے تو یہ تکلیف ہی کیا

ایضاً

جب عمر بڑھی سمجھو کہ اب ور گھٹا — نزلے نے کمینگاہ سے مارا چھاپا
ممکن نہین اسوقت نہون بال سفید — ہوتی ہے رطوبت سے پھپھوندی پیدا

ایضاً

بے شغل تھے تم ہمسے نہوتے تھے جدا — جب شغل بڑھے بڑھ گئے ناز بیجا
یا ملکے بہم کھاتے تھے کھانا ہم تم — یا اب غمِ تنہائی و دوری ہے غذا

ایضاً

جاتے ہین جو لندن مین کمانے دنیا | اسلام کی مطلق نہین رکھتے پروا
مین کیا کہون ہی کتنی مسرت مجھکو | یکیے کو جو پابندِ شریعت دیکھا

ایضاً

ہو سکتی ہے کب اصلِ مسرت مئی ناب | انسان کی ہے موجبِ نکبت مئی ناب
لندن مین نہ سمجھا کوئی یکیے کے سوا | ہے اصل اصولِ ہر خباثت مئی ناب

ایضاً

ممکن نہین طالبِ فرارِ مطلوب | عالم کا تمام مینے دیکھا اسلوب
کہتی ہے یہی بنائے علمِ ہیئت | ہے ہار بہ جاذبہ سے بالکل مغلوب

ایضاً

جنکے لیے سلطان و گدا سب بیتاب | چیزین تو ہزارون ہی ہین ایسی کمیاب
ہر شے سے محال تر ہے جنکا ملنا | کھوئے ہوئے دوست ہین کہ گم گردہ شباب

ایضاً

بندھتا ہے جب آنکھون مین طلسمِ حیرت | کثرت ہی دکھادیتی ہی شانِ وحدت
بد شکل بھی اکثر نظر آتے ہین حسین | رکھتے ہین جو پیرایۂ حسنِ سیرت

ایضاً

حسنِ اخلاق مین ہی کیا کچھ وقعت | صورت بھی دکھادیتی ہی شانِ عزت
ہر آن ہو اوسکی دلربائی مین طاق | جسمین صورت ہو اور حسنِ سیرت

ایضاً

طاعون سے پائی تھی ذرا سی فرصت — سمجھے تھے کہ آرام کی نکلی صورت
باندھے ہے جھڑی صورتِ چشمِ عشاق — اس سال کی بارش بھی ہی پوری رحمت

ایضًا

بارش کی ہوئی جو حد سے زائد کثرت — رحمت نے دکھائی ہمین شکل زحمت
تھوڑی سی جگہ تھی جسمین پڑھتے تھے نماز — اوسمین بھی چلکش سے ہے نزولِ رحمت

ایضًا

جتنی ہے نیچری سے مجھکو ذلت — اوتنی ہی نیچری کو مجھسے عزت
مجھکو جو کمال سے ہے وقعت حاصل — کیا مال ہو اوس فضل کے آگے دولت

ایضًا

حاصل جنھین ہوتی ہی یکایک ثروت — کرتے ہین وہ کچھ حد سے زیادہ نخوت
جلتے ہین ہمیشہ خاندانی اونسے — سچ پوچھو تو دونونکی ہے آئین شامت

ایضًا

دیہاتون مین ابتک ہی کچھ اسکی عزت — شہر ونمین شرافت کی تو یہ ہو درگت
لونڈی بچے غلام زادے دو رگے — آقا سے ملا لیتے ہین اپنی نسبت

ایضًا

آبا کے پاس رہ چکی ہے دولت — مجھپر ہے حرام محض اسکی صحبت
کرتے نہین دوستی وہ اس وجہ سے — جو دین کے دلدادہ ہین میری صورت

ایضًا

کردی تپِ محرق نے مری کیا ہیئت — ہوتی ہے نظر پڑتے ہی سبکو حیرت

تھا طاقت وقوت کو کبھی مجھپر ناز — اب مین ہون کہ مرتا ہون برای طاقت

ایضاً

کیونکر نہ سوا ہو روز میری وحشت — ہر لحظہ نظر آتی ہے بدتر حالت

احباب مجھی سے پوچھتے ہین مجھکو — لے تب یہ بدلدی تونے میری صورت

ایضاً

ملجائے جو کوئی اتفاقی عزت — زیبا نہین انسان کو اوسمین نخوت

ذی رتبہ شریفون کو سنا کر گالی — کیون اپنے کمینہ پن کو دوے شہرت

ایضاً

ہے فضل وکمال اک بڑائی میراث — واللہ نہین یہ ناگہانی میراث

کچھ فخر نہین نیچری پر مجھکو — عزت تو ہے میری خاندانی میراث

ایضاً

مین آپ گنہگار مرے فعل قبیح — مین کیا کرون افعال کی اپنے تشریح

مجھپر نہین پھبتی ہے عبا و دستار — ہے بلکہ شعارِ صُلحا کی تفضیح

ایضاً

اسلام مین داخل نہین افعالِ قبیح — پھر اونکی حمایت ہوئی کسطرح صحیح

او سپر زرہ و خود د عباو دستار — اے وائے لباس علما کی تفضیح

ایضاً

عیاشی و آتشک بہم ہین گستاخ — پیدا ہین نہین سے سب مرض کے اوساخ

جسطرح نئے بانس مین لگجاتے ہین گھن — ہوجاتے ہین ہڈیون مین انسے سوراخ

ایضاً

ناکامیِ قسمت سے ہین جو مجھسے بعید ۔ رکھتے ہین مرے ملنے کا وہ شوق مزید
جو پاس ہین وہ فیض سے بالکل محروم ۔ یہ خوبیِ تقدیر بھی ہے قابلِ دید

ایضاً

دو چار اگر مجھکو نہ مانین اوستاد ۔ اسکی مجھے پروا بھی نہین اے شمشاد
جنکو ہے تفاخر مری شاگردی پر ۔ اعداد سے باہر ہے اونہین کی تعداد

ایضاً

اے سوزِ نہان تجھسے ہی آہونکی نمود ۔ تحلیلِ دلِ زار کا تجھسے ہی وجود
پایا ہے تجھی سے فلسفی نے یہ راز ۔ ہوتی ہے ہوا گرم تو کرتی ہے صعود

ایضاً

ایسے بھی زمانے مین ہین لوگ ای شمشاد ۔ مفلس ہو جو باپ کہدین ہے خانہ زاد
پوچھو جو کسی امیر کو تو کہدین ۔ وہ تو مرے بھائی ہین چچا کے داماد

ایضاً

تفریق مسلمانو ن مین ہے وجہ فساد ۔ اللہ کے گھر مین نہین اسکی بنیاد
اعلی ہو کہ ادنی ہو کمینہ کہ شریف ۔ مسجد مین برابر ہے سبھو نکی اِستاد

ایضاً

طاعون کے مستقل ہین بے شبہ شہید ۔ مفرورون کے حقمین ہر صد شومین عید
اسپر بھی جو منھ کی آئین ہمپر بزدل ۔ ہین گوزِ شتر انکے مقالاتِ پلید

ایضاً

کیون کرتے تھے ہر بات مین ہم سب گھمنڈ
گویا نہ تھے انسان سراپا تھے گھمنڈ
کچھ تو ہی بتادے اے شبابِ رفتہ
ٹوٹے ہین کن اسباب سے یہ پہلے گھمنڈ

ایضًا

اے میرِ مشاعرہ جو تم تھے بیمار
مینے بھی دیا ساتھ تمھارا اے یار
اب ضعف سے سانس تک ہے لینا مشکل
کسطرح سناؤن تمکو پُر زور اشعار

ایضًا

اعلےٰ ہو کہ ادنےٰ رہے نزدیک کہ دور
خدمت مین کسیکی نہین کرتا ہین قصور
سب کہتے ہین یہ ہے ترے رتبے کے خلاف
ایسے رُتبے سے مین ہٹ کیوں نکر ہون نفور

ایضًا

دو مرتبہ تم شہر مین آئے اے یار
مل لیتے جو مجھسے تو نہ تھا کچھ دشوار
لازم ہے مجھے بھی نہ ملو نین تمسے
لیکن ہو نہین اخلاق سے اپنے ناچار

ایضًا

کے مرتبہ تم آئے گئے غازیپور
دیدار سے اپنے مجھے رکھا مہجور
اس شہر مین لیکن نہ ملون مین تمسے
ہے میری مروت سے بہت ہی دور

ایضًا

اک کوچہ مین ناگاہ ہوا کل جو گذر
عبرت نے دکھایا کہ یہ ہے مہر کا گھر
جو مرجعِ حاجات رہا مدت تک
اوس گھر کو زمانے نے کیا ہائے کھنڈر

ایضًا

رندون سے تم اے ناصحِ مشفق رہو دور
کردینگے فضیحت تمھین وہ ہین مجبور

کسطرح سمائے اوسمین پندِ ناصح
جس سر مین بھرا ہو مۓ عشرت کا غرور

ایضاً

اسباب کہان رکھون بتادین غمخوار
گویا کہ مرے پاس نہین ہے گھر بار
بارش نے بنادیا ہے سبکو چھلنی
ہر دم کی چلپش سے بیٹھنا ہے دشوار

ایضاً

مین رند ہون بدکار ہون اسے شیخ مگر
پھر بھی ہے بڑا فضلِ الٰہی مجھپر
ہوتا ہے ہر اک کام مری حسب مراد
یہ تیری کرامت سے کہین ہے بڑھکر

ایضاً

قائل ہے اسیکا سبے کچھ بھی ہے شعور
بے صانعِ مطلق نہین عالم کا ظہور
مانا کہ مُشکّل ہے باشکال اتھر
لیکن ہے مُشکِّل بھی کوئی اسکا ضرور

ایضاً

اے دل کے بخاراتِ لطیف الاسرار
تم کوچ جو کر گئے بدن سے اکبار
ہاتھی کو جو برچھون سے گرا دیتے تھے
مکھی کے اوڑانے مین ہین وہ ناچار

ایضاً

جو آپ تھے معشوق ہمین کہتے تھے پیار
اب انکو عیادت مین بھی ہے ننگ و عار
امراض کا پیری مین نہین ہے یہ ہجوم
مستیِ شباب کا ہے جانکاہ خمار

ایضاً

ہر چند کمینہ ہو کوئی صاحبِ زر
ممکن نہین مٹ جائین رذالت کے اثر
لوہے پر اگر چڑھائے کوئی سونا
لوہے مین رہینگے وہی پہلے جوہر

ایضاً

ہو جسکی قرابت مین ذرا ننگ و عار ہم اوسکو شریفون نہین کرتے شمار
جانچین گے قرابتین کئی پشتون تک گویا کہ شرافت کی یہی ہے معیار

ایضاً

کرتے ہین جو لالچ سے قرابت گھٹکر پڑتی ہے ضرور کچھ مصیبت اونپر
کچھ بھی نہ سہی تو چھوٹ جاتے ہین عزیز سمجھو تو مصیبت ہے یہ سب سے بڑھکر

ایضاً

تقدیر سے ملجاتی ہے دولت اکبار عہدے کبھی پیشے سے پکڑتی ہی قرار
لیکن نہو جبتک کئی پشتون کا امیر ہر کام سلیقے سے ہو یہ ہے دشوار

ایضاً

کچھ انین نہین ہین قابلیت کے طور ام اُون کی تجاویز ہین کر یورا غور
تجویزِ سمیع اللہ و سر سید دیکھ ہے درسِ نظامی کی لیاقت کچھ اور

ایضاً

تنہا ہون پڑا بستر بیماری پر دو دن کے سوا کوئی نہین یاری پر
آئے بھی مہینون مین تو اکبار آئے پھٹکار ہے احباب کی دلداری پر

ایضاً

ابکے تبِ محرق مین نئے ہین آثار ہمراہ رہے ہین میری گھڑیان بیمار
مفہوم سے رُکنے کے نہ تھی جو واقف اب اوسکو بھی ہو گیا ہے چلنا دشوار

ایضاً

ملکر کرو تیزی سے اگر کوئی کار — ایک ایک کا ہو لاکھون کے مانند قرار
شمشاد نظر کرو جو وقتِ بارش — ہر قطرہ نگاہ مین ہے پانی کی دہار

ایضاً

طاعون سے کرتے ہین جو نامرد فرار — مرجاتے ہین وہین بھی ہمیشہ دوچار
مفرور الزحف ہین یہ دل کے کچے — اسلام کے غازیونکی انپر پھٹکار

ایضاً

اے فضل و کرم کی جان راما شنکر — کی تمنے کلکٹری بصد کرّ و فر
حُسن اخلاق مین یہ رتبہ پایا — ہے ختم دلونکی بادشاہی تمپر

ایضاً

اے ابرِ کرم جناب راما شنکر — اے نائبِ حکمرانِ ہفتم قیصر
سیراب رہا چشمۂ رحمت تمسے — ہین جسمین علوم کے شلالے اکثر

ایضاً

کیون نہ مرے دل مین بڑہا دردو سوز — بارش کی یہ بوندین ہین کہ تیرِ دلدوز
مین دیکھ رہا ہون اپنے گھر کی حالت — برسے اگر روز تو یہ ٹپکے دس روز

ایضاً

تب مین نہین باقی کسی لذت کی تمیز — بیکار ہین اسوقت سب اشیای عزیز
کسطرح مین کچھ کھاؤن بتا دین حضرت — مین بھوک سے واقف ہی نہین ہی کیا چیز

ایضاً

دشمن حسد و کینہ سے ہونگے ناراض — احباب ہین کسواسطے مجھسے ناراض

باتین نہین آتی ہین بناوٹ کی مجھے | شاید ہین اسیوجہ سے رہتے ناراض

ایضاً

اوس قوم کی وقعت کا خدا ہی حافظ | اوس قوم کی عزت کا خدا ہی حافظ
جس قوم کا پیشوا ہنے بندۂ زر | اوس قوم کی حالت کا خدا ہی حافظ

ایضاً

حاصل جنہین دنیا کا ہی سب عیش و فراغ | یا بادۂ مقصود سے لبریز ایاغ
لیکن جو وہ رکھتے نہین تنویر علوم | ہین خانۂ آراستہ بے شمع و چراغ

ایضاً

وہ جنکو ہر اک علم مین حاصل ہی فراغ | اور اونکی طبیعت مین بلا کا ہی سراغ
گھبرا جاتے ہین جب لاکھ تردد مین وہ | کچھ کام نہین دیتے ہین دل اور دماغ

ایضاً

مشکل تو کچھ ایسی نہین تحریر شفق | سرخیٔ بخارات سے ہے تفسیر شفق
فوارۂ خون دل مجروح نہین | اس خاکے مین ٹھیک اوتری تصویر شفق

ایضاً

ہم سمجھے کہ ملنے مین ہمین کو ہی سبق | وہ کرتے ہین دوسرونسے زق نق بق بق
کہتا ہے ہمارا دل نازک ہمسے | کیون آتے ہو حاکمونسے ملنے ناحق

ایضاً

کیون غم مین ترے جان دون مین اے شوق | کیون زندہ و درگور رہون مین اے شوق
خوگر تو ہون مین سلمہ لکھنے کا | کیونکر تجھے مرحوم لکھون مین اے شوق

ایضًا

ہے حسن عجیب چیز نہین اسمین شک
ہوتے ہین رواں جب مہ و خورشید فلک
آتے ہین سمندرون کے اوپر ہر دم
کس جوش مین بڑھ جاتی ہے موجونکی لپک

ایضًا

یکرنگونمین ہو حق کا مزا ہے بیشک
دو جنس کی برقونمین نہین ہوتی کڑک
ہوتے ہین عیاں ذکر سے دل کے انوار
جسطرح رگڑ کھانے سے بجلی کی چمک

ایضًا

سرسون پھولی بسنت آیا اے دل
تونے نہ کوئی رنگ جمایا اے دل
ہمراہ شباب کے امنگین بھی گئین
ان روٹھونکو تونے نہ منایا اے دل

ایضًا

یارو مجھے کیون کرتے ہو ہر وقت ذلیل
مانا کہ ہر اک بات کو لازم ہے دلیل
سنتے ہو اگر کوئی حدیثِ دشمن
کیون اوسمین نہین کرتے ہو جرح و تعدیل

ایضًا

مین کیا کہون تمسے ناصحون کا احوال
سچ سچ کہون شمشاد تو ہوا ونکو ملال
اسوقت حرام ساری عیش و عشرت
دولت جو ہو گانٹھ مین تو سب کچھ ہے حلال

ایضًا

خورشید نے سرطان مین جب کی تحویل
ہونے لگی ہر شی کی رطوبت تحلیل
بارش نے یکایک وہ اوٹھایا طوفان
لہرون نے بھی بھاگنے مین کر دی تعجیل

ایضًا

اے قابلِ توبہ یہ دعا کر مقبول — اس سے نہ کبھی ہو نہین ذرا دل مین ملول
ہون فعل مرے سب بخلوصِ نیّت — لوگ اسکو کرین مکر و ریا پر محمول

ایضاً

لکھتے ہین مجھے اکمل اقران کامل — اکثر مرے شاگرد ہین عالم فاضل
ہان میری فضیلت مین جنھین شک ہے تو اونہین — بے علم جو قابل ہین بزعمِ باطل

ایضاً

سمجھو جو نہین رکھتے دماغِ مختل — ہر نکتے کے الہام کا دل ہی ہے محل
ہین اصل فلاسفہ لطائف دل کے — باقی جو مسائل ہین وہ سب پوچ و دغل

ایضاً

کہتے ہین جسے شباب سب اہل کمال — ہے دیکھ حرارتِ غریزی کا وبال
ظاہر ہے وبال خود ہے اک آنی کیفیت — اسپر جو ہوا اعتماد ہے خام خیال

ایضاً

پہلے تو رہی کثرتِ بارش جنجال — اسوقت ہمارے حق مین خشکی ہے وبال
ہتھیا جو نہ برسی تو یہ اندھیر ہوا — کھیتی تیار ہو کے سب پامال

ایضاً

ہین قابلِ شرم سب ہمارے افعال — کب تک ہو جرائم پر اودھر سے اہمال
پانی کی شکایت ہے تو خشکی کا گلہ — اپنے نہین دیکھتے ذرا بھی اعمال

ایضاً

مفلس ہون کہ ہون حد سے زیادہ خوشحال — ہر حال مین چلتے ہین رذیل اپنی چال

کچھ منصب و دولت کو نہین اسمین دخل | ہوتے ہین شرافت سے شریفانہ خیال

ایضاً

کہتا ہو نین سچ چاہے کسیکو ہو ملال | پیشون سے اصالت نہین ہوتی پامال
وہ قوم کے پابند نسب اونکے صحیح | مجہول النسل سے ہین بہتر ارذال

ایضاً

ہو جاتی ہے دربار رسی کی یہ دلیل | ملجاتے ہین عہدے بھی کبھی اس سے جلیل
دولت بھی وہ اکسیر ہے جس سے شمشاد | ہوتی ہے شرافت سے رذالت تبدیل

ایضاً

ہوتا ہے جو تقدیر سے سفلہ خوشحال | چلتا ہے زمانے سے نرالی وہ چال
رہتی ہے کہان یاد اثاثے کی فروخت | ملتا ہے وراثت مین جو مردے کا مال

ایضاً

اعدا کی نظر مین بھی نہین میری مثال | ہے میرے کمالات کا سبکو اقبال
شمشاد تمنا ہے اگر کچھ تو یہی | اب نفس کی تکمیل مین حاصل ہو کمال

ایضاً

بچھڑے ہوے برسونکے ملے جب باہم | آپس مین گلے ملکے بہت روئے ہم
ہل ہل کے بہے جو آنسون کے دھارے | گنگا جمنا سے کم نتھا وہ سنگم

ایضاً

محفل کوئی شادی کی ہو یا بزم الم | منھ دیکھی کیا کرتے ہین باتین باہم
شمشاد کو بھاتی نہین ہیچ پیچ کی چال | اسواسطے سب ہٹتے ہین اونسے برہم

ایضاً

بیجا نہ کرونگا مین کبھی مدح نہ ذم ‌ ‌ ہو جاے اگر ایک زمانہ برہم

آتا ہی نہین بات بنانا مجھکو ‌ ‌ یہ جھوٹ نہین یار ترے سر کی قسم

ایضاً

ادراکِ بشر مین متصرف اوہام ‌ ‌ تاویلِ کلامِ حق نہین اسکا کام

تطبیق فلاسفی کی ہمکو حاجت ‌ ‌ ہے اصلِ فلاسفہ ہمارا اسلام

ایضاً

ہر شے مین حرارت ہے مجھے یہ تسلیم ‌ ‌ لیکن وہ مربی نہین اے عقلِ سلیم

آپ اسمین تنزل ہے بدیہی ہے یہ امر ‌ ‌ جسمین ہو تنزل نہ وہ واجب نہ قدیم

ایضاً

مین مادۂ و روح کو کیون مانون قدیم ‌ ‌ تسلیم اسے کرتی ہے کب عقلِ سلیم

ترکیب کی قوت تو خدا کو حاصل ‌ ‌ ایجاد مین مجبور ہے افنا مین سقیم

ایضاً

کیون جذبِ محبت سے ہوئے تم برہم ‌ ‌ موقوف کشش پر ہے نظامِ عالم

مانا کہ ہوئی آنے مین تم کو تکلیف ‌ ‌ لیکن دلِ بیتاب سے مجبور تھے ہم

ایضاً

لذت سے سوار کھو سرِ ہضمِ طعام ‌ ‌ کپڑے مین بھی زینت سے مقدم آرام

شمشاد نہ دیکھو کبھی حسنِ آغاز ‌ ‌ ہر کام مین لازم ہے لحاظِ انجام

ایضاً

بنتے ہین شریف جب رذیل خود کام — رکھتے ہین شرافت ہی کا وہ تکیہ کلام
کہتے ہین جو ہین پیشوئین اونکے ہم قوم — گم کردہ نسب ہین یہی سب نطفہ حرام

ایضاً

جز پردۂ خاص و عام و اعلیٰ و اتم — کس بات مین ارذال ہین اب تمسے کم
اے پردے کے دشمنو کرو خوب خیال — پردہ ہی شرافت کا ہے جزو اعظم

ایضاً

پوچھا نہین یارون نے جو بیماری مین — کچھ فرق نہین اب بھی مری یاری مین
مین خواب مین اونکو دیکھتا تھا شمشاد — جو یاد مجھے آتے تھے بیداری مین

ایضاً

ہمراہ مٹھائی کے کلام شیرین — گویا ہے وہ ناشتا یہ جام شیرین
دیکھو کہ لذیذ کون ہے دونون مین — محظوظ ہے انمین کسسے کام شیرین

ایضاً

باطن کی بدی لائق تسطیر نہین — ظاہر بھی ذرا قابل توقیر نہین
پھر ہاتھ مرا چومنے سے کیا حاصل — ملا نہین واعظ نہین مین پیر نہین

ایضاً

تنہا نہین انسانون کا بگڑا ہے چلن — احسان فراموش ہے عالم ہمہ تن
سورج سے تو ہو چاند کو حاصل تنویر — اور اسکے چلن سے اوسے لگجائے گہن

ایضاً

کچھ روز تھی دل مین آتش غم پنہان — سینہ ہے رماد دل سے اب ریگستان

جاذب ہے رطوبت کی ہوائے محرق — کیونکر نہ سکھائے خون آہِ سوزان

ایضاً

مجھسا نہین کوئی کہین بحر و بر مین — اہلِ افلاس مین نہ صاحب زر مین
ظاہر مین تو موجود ہے سب کچھ سامان — مرجاؤن تو اک ٹکا نہ نکلے گھر مین

ایضاً

اے شدتِ تب تجھسے جلے جاتے ہین — او سیر یہ جگر سوز سزا پاتے ہین
جنسے ہمین نفرت وہ برابر حاضر — جنکی ہمین خواہش وہ نہین آتے ہین

ایضاً

عزت مجھے کافی ہے میانِ دارین — افلاس مین بیجا ہے مرا شیون و شین
دولت نہ ملیگی قابلیت ملکر — ہے حُرمتُ اَن تجمعَ بَینَ الاُختین

ایضاً

کیون عشق مین اک تپ کے پھرتا ہی تباہ — کیون فکر مین رہتا ہے ملے نسخۂ باہ
یہ ریش یہ جُبّہ یہ عمامہ یہ فعل — لاحولَ ولاقوۃ الا باللہ

ایضاً

اے عشق ترے ہاتھون سے خالق کی پناہ — تنہا نہین آنسوؤن سے سیل جانکاہ
گرم آہون سے ملکے میری ٹھنڈی سانسین — گہرے سے کیے ہوئے ہین عالم کو سیاہ

ایضاً

یا یارون کے جلسے تھے بہر شام و پگاہ — یا کوئی نہین پاس بجز نالہ و آہ
کیونکر نہ کہون شدت تب مین ہردم — معیارِ محبت ہے مصیبت واللہ

ایضاً

کھلتا ہی نہین بھید ذرا کیا ہے یہ
کچھ بھی نہین پھر بھی اک تماشا ہے یہ
مکھی کیطرح اسمین اولجھتے ہین حریص
جالا مکڑی کا ہے کہ دنیا ہے یہ

ایضاً

امراض مین یارون نے نہ کچھ یاری کی
اک درد نے تھا مری غمخواری کی
چیلے کی بھی شمشاد کہی کیا تمنے
صورت ہے گواہ صاف بیماری کی

ایضاً

کل میری عیادت کو جو بیکھے آئے
گویا کہ مرے حق مین مسیحا آئے
اسطرح مری روح ہوئی ہے تازہ
سوکھے ہوے اعضا مرے گدرا آئے

ایضاً

انگلنڈ مین الحاد کا جب چرچا ہے
ایمان بچانے کا طریقہ کیا ہے
پابند شریعت تھے وہان بھی بچے
شمشاد صیانت کا یہی لٹکا ہے

ایضاً

ممکن نہین کھا جائین کہین سے بچے
دنیا مین کرین گے نام بیشک بچے
لندن مین رہے اگرچہ وہ سولہ برس
اخلاقِ مجسم ہین ابھی تک بچے

ایضاً

روگون نے کیا سلوک ایسا ہمسے
ممکن نہین دو قدم بھی چلنا ہمسے
پھر ضعف نے اسطرح پچھاڑا ہمکو
اپنا ہی بدن نہین سنبھلتا ہمسے

ایضاً

پیتا ہے ہراک فردِ بشر شیخی کی | شمشاد مین کس سے کہون اپنے جی کی
انسان وہ کب ہے جسے کچھ فکر نہین | دانا ہے جسے فکر ہے بے فکری کی

ایضاً

ساون دیکھا بسنت ہولی دیکھی | یارون کی چہل پہل ٹھٹھولی دیکھی
دیکھا تو یہ دیکھا کہ نہ دیکھا کچھ بھی | جب عمر کی گانٹھ پولی پولی دیکھی

ایضاً

جب حرص کو تو حد سے بڑہا دیتا ہے | ہر فعل تری شان گھٹا دیتا ہے
اے شیخ جو ہے تجھ مین کرامت تو یہی | احباب کو آپس مین لڑا دیتا ہے

ایضاً

اس رمز کو سمجھا ہون بتادون کب سے | اک شوخ کو دل مینے دیا ہے جب سے
ہین حسن کے ارکان جو خال وخط وزلف | ہین عشق کے اسباب جدا ان سب سے

ایضاً

کہتا ہے کوئی اوسکی ہنسی ہے اچھی | کہتا ہے کوئی شکل ہے بھولی بھولی
مجھسے جو کوئی پوچھے تو یہ کچھ بھی نہین | جو دل مین اوتر جاے ادا ہے تو وہی

ایضاً

بارش نہین رکتی ہے ذرا ایک گھڑی | مین کیا کہون مشکل ہے جو اسوقت پڑی
شمشاد سے پوچھتے ہین ہنسکر گلرو | عشاق کے آنسو ہین کہ ساون کی جھڑی

ایضاً

اس سال کی بارش کے ہین انداز نئے | آتے ہین ملار سنکے سبکو گریے

او سپر بھی گھر دن پر ایسی مستی چھائی کچھ جھوم کے رہگئے تو کچھ لوٹ گئے

ایضًا

اس عشق نے جب بات کوئی باطل کی چلتی نہین کچھ فلسفۂ کامل کی
آہون سے ہے اخراج غمونسے ایصال پھر بھی نہین معتدل حرارت دل کی

ایضًا

جن جن کو تمنا ہے مرے ملنے کی ہے بُعدِ مسافت سے او نہین مجبوری
جو پاس ہین انکو نہین کچھ قدر علام تقدیر کی خوبی وہ یہ قسمت کی بدی

ایضًا

ہے اصلِ وجود ایک باقی فانی اشکال کا ہے نام وجودِ ثانی
پانی سے بخار۔ ابر۔ بوندین پھر برف گلجائے جو برف پھر ہے پانی پانی

ایضًا

عہدے سے جو پاتا ہے کوئی آزادی ماتحت بہم کرتے ہین رنج و شادی
کرتے ہین اگر ایک پر اظہارِ الم دس پانچ کو دیتے ہین مبارکبادی

ایضًا

بیمار ہون مین پھر بھی ستاتے ہو مجھے بھولے سے نہین شکل دکھاتے ہو مجھے
رؤیا مین بھی تسکین کی کیا صورت ہے تم خواب مین آتے ہی جگاتے ہو مجھے

تتمہ کلام جناب مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد

مقر ہے میرے سینے مین عالم عرش یزدان کا
مصفا دل ہے آئینہ جو تیرے روے تابان کا

رقم جب وصف کرتا ہون فروغ روے جانان کا
دبیر چرخ دیتا ہے ورق مہر درخشان کا

نہ کیون ہو کا ہو قصر یار پر ایوان رضوان کا
پرستارون پر لے زاہد ہے عالم حور و غلمان کا

نچھوڑے دست وحشت تار بھی چاک گریبان کا
یہ ناحق منہ چڑہاتا ہے ہمارے زخم خندان کا

غضب ہے میری توبہ پر کسی عیار کا کہنا
دیا تھا یارسائی نے سبق یوسف کو زندان کا

بنا دست اجل کیون دست وحشت جوش سودا مین
رگ جان تھی کہ ڈورا تھا مرے چاک گریبان کا

رقابت نے یہ سارے تفرقے آپس مین ڈالے ہین
محبت ہو تو ایک انجام ہے گبر و مسلمان کا

نمک چھڑکا جو اے غنچہ دہن شور تبسم سے
جگر کے داغون مین عالم ہوا گلہاے خندان کا

کسی نادیدہ صورت کے خفاے راز الفت مین
رہا مستور نسخہ بھی علاج درد پنہان کا

نہ کر تو آنسوؤن سے چاک سے اے پنجۂ مژگان
غبار کوے جانان پیرہن ہے جسم عریان کا

دہان زخم کو کیون چومتے ہین فوق سے ٹانکے
مگر بوسہ لیا اوسنے لب پان خوردہ پیکان کا

فراغت دست وحشت نے جو پائی جیب و دامن سے
نچھوڑا ایک ڈورا اسنے دامان بیابان کا

ملو مجھسے جلاؤ غیر کو تم اپنی محفل مین
ابھی عالم نظر آئے تمھین سرو چراغان کا

طبیبون کے حواس خمسہ کھو جاتے ہین غیرت سے
جہان کچھ ذکر ہوتا ہے ہمارے درد و درمان کا

مرا نقد روان قلب صدقے ذیل رحمت پر
تن عریان عصیان کو اسی نے بارہا ڈہانکا

برنگ شعلہ عریانی پسند جسم سوزان تھی
نہ دیکھا منہ کسیدن مین نے دامان و گریبان کا

کسی غنچہ دہن کے لعل لب کا وصف لکھنا ہی
تراشا ہے قلم شمشاد نے کیون شاخ مرجان کا

یہ ہے ادنی اثر عکس فروغ روے تابان کا
کہ ہر ذرہ ہے خورشید قیامت کوے جانان کا

نہ کیون دعوی کرون حشمت پر اپنے جیب و دامان کا
اسے فرمان حاصل تھا فقط چاک گریبان کا

ترے گالون کی تصویر اوسمین کھینچی دست قدرت نے
نہ اولٹے گا ورق تا حشر خورشید درخشان کا

دہوین لئے اوڑا اے آنسوؤن کے اپنی سوزش سے
جہان آنکھون نے چھیڑا ذکر اپنے جوش طوفان کا

لب پان خوردہ کی الفت مین لخت دل جو بہ نکلے
جگر غیرت سے شق ہونے لگا لعل بدخشان کا

وہ کہتے ہین اوٹھا رکھو اسے صبح قیامت پر
سناتا ہون جو قصہ انکو اپنی شام ہجران کا

جسے سورج سمجھکر پوجتا ہے وہ بت کافر
فلک رس ایک شعلہ ہے وہ میرے نور ایمان کا

لہو روتا ہے نیسان اُس اوسپر پڑ گئی غم سے
سُنا ہے اوسنے جبسے حال چشم گوہر افشان کا

بہت تیری طرف شمس و قمر نے ٹکٹکی باندہی
نہ اوترا دونون سے خاکہ ہماری چشم حیران کا

کرون کیا موشگافی وصف گیسوے معنبر مین
حواسون مین ہے عالم مو بمو زلف پریشان کا

پس مردن بھی عشق ابرو و مژگان سے تربت مین
رہا کرتا ہے ہر دم سامنا شمشیر و پیکان کا

نہ سوجھے غیر کو پھر بھی تو بیشک جاے حیرت ہے
ہر اک ذرہ ہے آئینہ تیرے حسن نمایان کا

لجاجت چارہ سازون نے بہت کی خار صحرا سے
نیا پایا ایک ٹکڑا میرے دامان و گریبان کا

لب عشاق پر میرے سوا کوئی اگر دیکھے
رقیبون کی شکایت یا گلہ ہے جور دربان کا

غضب کی بجلیان مین نے گرائین اپنے نالون سے
نہ وہ پردہ نشین پھر بھی دریچے سے کبھی جھانکا

نہین ممکن کبھی مین شکل دیکھون عیش و عشرت کی
محبت جب ذریعہ ہے غمون کے ساز و سامان کا

نہ پڑتی پھوٹ آپسمین سبھون کی ایک مت ہوتی
سمجھتا ما حصل انسان اگر تخلیق انسان کا

سر محشر پڑی ہے اپنی اپنی سارے عالم کو
مگر مین اک سراپا ناز کا محوِ تماشا ہون

مریضِ غم ہون یکسان حال گر رہتا تبا دیتا
خدا کا شکر ہے تم آ گئے اسوقت اچھا ہون

نہ مین دنیا سے تنگ آیا نہ حورون کی طلب مجھکو
تمھین پر جان دیتا ہون تمھارے غم مین مرتا ہون

نکال اوسکو تو اوٹھ جانا مرا البتہ ممکن ہے
خیالِ غیر بنکر تیرے دل مین جمکے بیٹھا ہون

جگاتی ہے لحد مین کیون ٹھوکے دیکے یاد اونکی
تھکا منزل سے آیا ہون ذرا سا آکے سویا ہون

تمنا میری عالم کو مین تیرا عاشقِ شیدا
کہین مین حسن زیبا ہون کہین مین عشق رسوا ہون

نہین معلوم اے بت تو نے کیا جادو کیا دیبر
ستم ہے کعبہ کہتا ہے کہ مین رشک کلیسا ہون

طبیعت مجتمع کرلون فقط اسپر نہین قابو
نصیحت ناصح مشفق کی سنتا ہون سمجھتا ہون

اطاعت ہے مرا شیوہ مگر نیکون کی نیکی پر
شریرون کے مقابل مین شرارت کا مین پتلا ہون

تمت

ضمیمۂ دیوان شمشاد لکھنوی

رباعیات جدید

توہین ائمہ کا ہوا جو بادی | ہو کوئی فساد کا وہی ہے بادی
اب چھیڑ بڑھی ہے تو یہ کہنے کی نہین | انجام مین اسلام کی ہے بربادی

ایضاً

اسلام مین جھگڑون کا بڑھانا کیسا | یا کفر کے فتوؤن کا منگانا کیسا
آپس مین لڑا لڑا کے لے ملاؤ | یہ مالِ حرام مفت کھانا کیسا

ایضاً

ایجاد مسائل مین جو رکھتے ہین شعور | کیون فتوے وہ لکھتے ہین خلاف جمہور
مانا کہ فوائد بھی ہون اونکو پنہان | لیکن ہین عیان اسمین ہزارون ہی فتور

ایضاً

اسلام کے فرقون مین بڑہی وہ تکرار | اب صلح کوئی چاہے تو ہو نا دشوار
لڑ لڑ کے جو کٹ مرے ہین آپس مین ہم | اسلام کے دشمنون نے پائے ہتھیار

ایضاً

کیسا پرہیز اور کیسی توبہ | رندون سے ضعیفی نے کرائی توبہ
شمشاد سے سب کہتے ہین بنٹھو شیخ | اوسکو نہین بھاتی ہے یہ زوری توبہ

غزلیات

کہدیا اون سے کھلے بند جو کچھ تھا کہنا | واہ وا اے دل شوریدہ ترا کیا کہنا
ہائے پچھتا کے عجب ناز سے اونکا کہنا | سخت نادم ہون نہ مانا جو تمہارا کہنا

مان ای بت تو خدا کے لیے اتنا کہنا | باتین کرنے مین مجھے اے مرے شیدا کہنا

اس کے اخلاق حمیدہ کا بھلا کیا کہنا | جسکی عادت ہے ہر اک شخص کو اچھا کہنا

کیا کہون اے مرے قاصد کہ تو کیا کیا کہنا | رحم آجائے اونھین حال کچھ ایسا کہنا

خون ہو جاتے ہین بہنے کو رگون کے چشمے | اب بجا ہے مری آنکھون کو بھی دریا کہنا

سجدے کرتے ہین مرے آگے بتانِ مغرور | مجھکو زیبا ہے ترا نقش کف پا کہنا

جان دیکر بھی مین جانبخش سمجھتا ہون تمھین | سمجھو اعجاز مرا تم کو مسیحا کہنا

جو کسی روز سنین آپ مرا قصۂ غم | گوش ہوش آپ مین بنجاؤن سراپا کہنا

آپ کے عشق نے کچھ ایسی پڑھائی پٹی | مانتا ہی نہین دل اب تو کسیکا کہنا

پہلے اے دل اونھین کر تو شفقت پہ مائل | اسکے بعد اون سے کوئی حرف تمنا کہنا

سخت ضدی ہے وہ شوخ اوس سے غنیمت ہے یہ | مان لیتا ہے جو میرا وہ ذرا سا کہنا

راہ پر لائی تھی اونکو مری سلجھی تقریر | اضطراب دل مضطر نے بگاڑا کہنا

تم تو دل سے لیکے نہ دیتے مجھے ہر دم طعنے | مین نے مانا نہ سنا مین نے کسی کا کہنا

جب تک اس مین بت پندار کی ہے جلوہ گری | کعبۂ دل کو مناسب ہے کلیسا کہنا

عاشق زار ہون مین ہے مری حالت شاہد | تیری سرکار مین زیبا نہین بیجا کہنا

مجھکو دعوی کہ وہ ہین تابع فرمان عدو | اونکو یہ ناز نہین سنتے کسی کا کہنا

مین نے مانا کہ محبت ہے تمھین غیر سے بھی | پھر بھی مجھسے تمھین زیبا نہین ایسا کہنا

اپنے کشتون سے وہ کس ناز سے یہ کہتے ہین | نہ کرون زندہ تو مجھکو نہ مسیحا کہنا

کان پر جون بھی نہین رینگنے دیتا وہ شوخ | یہ غنیمت ہے جو سنتا ہے وہ میرا کہنا

ناچ تگنی کا نچاتے ہو تم ایسے دلکو | آج تک جسنے کسی کا نہین مانا کہنا

عمر بھر آپ نے میری نہ کبھی مانی بات
آپکا مین نے کسی روز نہ ٹالا کہنا

ہو گئی نذر خزان الم آزادی دل
مجھکو شمشاد نہ اب اے گل رعنا کہنا

اکڑ سے سرو ترا قد پر فتن نہ بنا
ہزار غنچہ کھلا خندہ زن دہن نہ بنا

ہلال یار کا ابرو سے پر شکن نہ بنا
تو بڑھکے بھی کبھی رخسارۂ وذقن نہ بنا

تری تلاش مین مرنا بھی ہو گیا مشکل
غبار راہ بنا پیرہن کفن نہ بنا

برنگ شمع نہ جل جل کے جان دون کیونکر
زبان پا کے بھی تیرا مین ہمسخن نہ بنا

ہماری آپکی صحبت کے رشک سے دشمن
تمام رات جلا شمع انجمن نہ بنا

یہ کیا برا ہے مری جان آپکا عاشق
بناز مانے کا محسود طعنہ زن نہ بنا

جگر کے سوز سے قطرہ جو آنکھ سے ٹپکا
ہوا وہ اخگر سوزان در عدن نہ بنا

گلے کے نیچے جو اوترا بھی لقمہ دقت سے
فراق یار مین ہرگز وہ جزو تن نہ بنا

تبنگ آکے کیا مین نے ذکر غیر شروع
وہ کوئی ڈھنگ سے میرا جو ہمسخن نہ بنا

مرے حسد سے بڑھائے کچھ اور اوسنے داغ
کسی کا چھاؤن بھرا سینہ جب چمن نہ بنا

وفا مین تجھسے کہین بڑھکے ہے ترا کوچہ
تمام عمر مین اوس مین رہا وطن نہ بنا

ترے ستم جو ہوے مجھپر اونکو سن سنکے
وہ کون دل ہے جو سرتا بپا محن نہ بنا

کسی کو کوئی بتا دے سلوک الفت مین
کہ خضر راہ بنا اور راہزن نہ بنا

بنا ہے سرمے کا دنبالہ بہکے کاجل تک
وہ کیا بگاڑ ترا تھا کہ بانکپن نہ بنا

چمن مین غنچے برآشفتہ ہو کے کہتے ہین وہ
دہن ہوا بھی تو کیا جب وہ خندہ زن نہ بنا

خفائے عشق ہوا سدراہ کچھ ایسا
شلالہ آنکھون کا دریائے موجزن نہ بنا

ہم ایک وضع مین بدنام ہین مگر دشمن
ہلال اور گریبان نو ہو کیا امید

ہزار چالین چلا پھر بھی بد چلن نہ بنا
فلک بھی ہاے مرا خرقۂ کفن نہ بنا

ہوئی توجہ شمشاد کس رنگیلے پر
کہ دو ہی دن مین وہ دلدار گلبدن نہ بنا

مزا چاہت کا جب ہے دونون مین الفت برابر ہو
جو دنیا بھر کہے تمکو کہ ہر [illegible] بہتر ہو
حسینون مین حسین اچھون مین اچھے سبکے دلبر ہو
پروے ان مین کیون موتی بہا کا جس مین گوہر ہو
عدو کی گردش قسمت جو میرا دور ساغر ہو
کسی کا مجھسے جھنجھلا کر غضب تھا ہاے یہ کہنا
جگر دل دونون چھلنی پھر بھی میری یہ تمنا ہے
نہ ہو لیگا مجھے مستی مین اوسکا ناز سے کہنا
گرا کرتے ہین آنسو رات دن بیکار آنکھون سے
انھین بیرنگیون نے ایک عالم کو کیا شیدا
جو شست و شوییہ کار دن کی ہو اشک ندامت سے
نہو دشوار کیونکر اونکی گنتی اور بر آنا
جو عاشق عشق مین کامل وہ ناقص سے مرے آگے
تمنا ہے کہ صبح وصل تو خلد آشیان کر دے
کہین گے دشمن دین خانہ برانداز سب تجھکو

جو ہو بیچین میرا دل تمھارا قلب مضطر ہو
تمھارے حق مین اچھا ہے یہی تمکو نہ یاور ہو
اگر میرے نہین ہو تم تو یہ سب خاک پتھر ہو
غضب ہے سادہ پن جسکا اوسے کیا فکر زیور ہو
تو مین وہ صاف دل ہون عشق ہی میرا مکدر ہو
تمھاری سرکشی پہ مین بھی کہنے بیٹھون [illegible] ہو
نگاہ ناز کا جو چوٹ ہو وہ میرے دل پر ہو
اگر ہو عاشق کامل ہر اک دلدادہ دلبر ہو
جو وہ اشک ندامت ہون تو قطرہ قطرہ گوہر ہو
کہین تم نغمہ زن بلبل کہین تم ہی گل تر ہو
کوئی خورشید رخشان ہو کوئی تابندہ اختر ہو
تری تیغ ادا سے ہر تمنا جب دو پیکر ہو
حسینون مین جو ہو سب سے سوا تم اوس سے بڑھکر ہو
ترا تیر نگاہ ناز مرغ جان کو شہپر ہو
نکر ویران اوس دلکو جو کعبہ ہو ترا گھر ہو

ہوا کرتی ہے حسن و عشق مین نسبت برابر کی
نہین ہے کوئی یہ امثل میرا کون ہمسر ہو

ترے گالون مین دیکھین اپنی صورت چاند سورج تک
مری آئینہ آسا دید سے حیران و ششدر ہو

کیا ظلم و ستم مین نام اگر پیدا تو کیا حاصل
کرو وہ کام نیکی سے تمھارا ذکر گھر گھر ہو

ترا ایما ہو اے ظالم تو بزم عیش ہو مقتل
پئے قتل پر وہ خم ابھی تیغ دو پیکر ہو

کہین اندازہ ہو سکتا ہے اوسکی تیکھی نظرونکا
نگاہ ناز جسکی دل کے حق مین تیز نشتر ہو

تردد ہین تو مظلومون سے کچھ زائد ہی ظالم ہین
یہان ہین ظلم کی فکرین وہان جو کچھ میسر ہو

شراب وصل سے کیون کرتے ہو اوس نازنین کو
مرا دل پھیر دو مجھکو اگر وہ تم کو دو بھر ہو

تجاہل سے کسی غنچہ دہن کا ہائے یہ کہنا
مرے بلبل تم ہی ہو تم ہی شمشاد سخنور ہو

یہ سچ ہے دو دل ملتے ہین پہلے سخت مشکل سے
مگر جب مل گئے الفت نہین جاتی کسی دل سے

جو آیا وہ نکل جاتا ہے فوراً دست باذل سے
مگر ہمت قدم باہر نہین رکھتی کبھی دل سے

کھلا مقتل مین شادابی جو ہر تیغ قاتل سے
کہ حسرت خوب برسی دیدۂ نمناک بسمل سے

اوٹھا کر گھونگھٹ آنکلا جو وہ بانکا مقابل سے
غمون کی فوج گھونگھٹ کھا کے نکلی خانۂ دل سے

تری الفت کو وہ الفت ہے جو مجنون کے دل سے
قیامت تک نہ نکلے گی یہ لیلےٰ اپنی محمل سے

برنگ حسرت دشمن ہین خود ہی نکلوا یا
ہماری ٹھنڈی سانسون نے کیسکی گرم محمل سے

جسے تھا حسن پر غرہ جسے تھی چاہ سے نفرت
اوسے عاشق بنایا مین نے اپنے عشق کامل سے

کہین بھاگین وہ میری گود خالی کر نہین سکتے
رواں ہو لاکھ دریا بہہ نہین سکتا ہے ساحل سے

وہ میرے دل مین ہین موجود اونکی جستجو کیسی
مجھے کیا فائدہ اے بیخبر تحصیل حاصل سے

عدم سے آتے ہین ملک فنا کا کوچ کرنا ہے
نہین راحت کی صورت دیکھتے طی منازل سے

مین اون کے حسن کے اعجاز کا قائل نہون کیونکر
دکہاتے ہین اپنی شکل مجھکو لاکھ منزل سے

اگر عشق و ہوس مین کوئی کامل حد نہ ٹہریگی
ہمیشہ چھیڑ دنیا مین رہیگی حق و باطل سے

زمانے مین حسین و خوش سیر ہین جسکو سنتا ہون
ملاتا ہون اوسے پہلے تری شکل و شمائل سے

وبال جان عاشق ہوتے ہین وہ بال دو دن مین
دل دیوانہ اولجھا جس مین گھونگھر کے سلاسل سے

حسینون کی سخاوت بھی فوائد سے نہین خالی
وہ بوسہ دیکے نقد دل لیا کرتے ہین سائل سے

لہو رو کر مری آنکھین تجھے بدنام کر دینگی
کلیجے مین نہ لے تو چٹکیان رنگین انامل سے

تمہارے حسن میرے عشق کا صرف اک بہانا تھا
جو کچھ حاصل ہوئی لذت مجھکو اپنے ہی دل سے

کیا آخر کو تمنے حشر برپا دیدہ و دل مین
خبر مین پا چکا تھا پہلے ہی بیتابی دل سے

ہجوم خلق ہے اچھا تماشا گاہ ہے مقتل
کہ قاتل ہو گیا گھائل نگاہ یاس بسمل سے

مین دیوانہ سہی دیوانہ تر ٹہرا مرا ناصح
وہ عالم آپ جاہل ہی جو الجھے جاکے جاہل سے

تری جلوہ گری ہوتی ہے جب گم کردہ ہوش ان شوخ پر
ہماری بیخودی اچھی حواس و ہوش عاقل سے

جراحتہاے دل مین لذت جانبخش حاصل ہے
نمک زار ملاحت یعنی اون کے گال کے تل سے

تمہین شمشاد رنگین طبع رشک گل سمجھتا ہے
تو بیشک کسر شان اوسکی ہے تشبیہ عنادل سے

در مدح جناب معلی القاب پنڈت رامان شنکر مشر صاحب بہادر کلکٹر غازی پور

رباعی

ای فضل و کرم کی جان رامان شنکر
کی تمنے کلکٹری بصد کر و فر
حسن اخلاق مین یہ رتبہ پایا
ہے ختم دلون کی بادشاہی تم پر

ایضاً
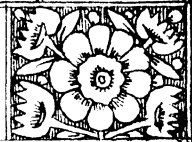
ای ابر کرم جناب رامان شنکر
ای نائب حکمران ہفتم قیصر
سیراب رہا چشمہ رحمت تم سے
ہن جس مین علوم کے شلالے اکثر

ایضاً قطعہ درمدح معزی الیہ

کون ہے جس نے جگہہ سبکے دلون مین کرلی
کسکی مشہور زمانے مین ہے تسخیر نظر
کس نے کی سلطنت ملک و لا و اخلاص
کس کے قابو مین رہا عام دلون کا لشکر
کس نے ہر فرقے کو اخلاص سے راضی رکھا
کس نے ہر قوم کو ہونے نہ دیا زیر و زبر
ڈال دی کس نے طبائع مین بنائے الفت
کس نے اضداد کو آپس مین کیا شیر و شکر
کس نے جھگڑون کو فریقین سے طے کروایا
یون رہا آپ کہ گویا نہ ادہر ہے نہ ادہر
ربط باہم کے لیے کس سے کلب ہے قائم
کس نے تجویز کیے قومون مین دانا لیڈر
کس نے تدبیر سے طے کردیے طومار فساد
کس نے ہونے نہ دیا دفتر عزت ابتر
کس نے جو کام نکالا و نکالا بے جبر
کس نے کی لطف و محبت سے حکومت سب پر
کس نے جھگڑون مین فریقین کو راضی رکھا
صلح کل ہونے کے یون کس نے دکھائے جوہر
کون ہے جس نے ہمین قابل عزت سمجھا
مشورے کامون مین کس نے لیے ہم سے اکثر
اپنے ماتحتون کی ہر کام مین کی کس نے مدد
اور مشکل مین بنا آپ حمایت کی سپر
رائگان کس نے نہ جانے دی کسی کی محنت
اور توقیر نہ کی کام سے اوسکی بڑہ کر
کس نے اس شہر کے لوگون کو وہ عزت بخشی
جسکی امید مین سو پشتین [illegible] خاک بسر
کس اخلاق سے ہر شخص سمجھتا ہے یہی
کہ نظر انکی عنایت کی بڑی ہے ہم پر

کس نے تمشادت سے آزاد کو قابو مین کیا
اور مجمع مین بنایا اوسے مدحت گستر

کس کلکٹر کی حکومت کا ہے یہ سب مذکور
سُنئیے کیا دیکھیے یہ بیٹھے ہین رامان شنکر

بارڈ ان ہی سے رخصت کی ہوئی ہے قائم
یہی جاتے ہین ہمین چھوڑ کے زار و مضطر

ان سے امیدین ابھی ہمکو بندہی تھین لاکھون
انکی تشریف بری تازہ ستم ہے ہمپر

یہ نجاتے مگر اسپر نہین ان کا قابو
ہم نہ جانے دین یہ طاقت ہے ہمارے باہر

اب تمنا ہے تو اتنی یہ ہمین رکھین یاد
ہمکو لازم ہے کہ ہم انکو نہ بھولین دم بھر

ذکر خیر ان کا ہمیشہ کرین دین ان کو دعا
ان کا ہر حال مین حامی ہو خدائے اکبر

مثنوی

درمدح جناب معلی القاب پنڈت رامان شنکر مشر صاحب بہادر

کلکٹر غازی پور

بات مین کہتا ہون سچی صاف صاف
غیر ممکن اس مین ہو کچھ اختلاف

ہین حکومت مین بہت دشواریان
اس سے واقف ہین سبھی پیر و جوان

فیصلے پر خوش رہین دونون فریق
ہاتھ آتا ہی نہین ایسا طریق

مجرم و بے جرم مین کرنا تمیز
غصے مین انصاف کو رکھنا عزیز

عزت محکوم کرنا حسب حال
اپنی خود داری مین ہے کیسا محال

عام کی حاجت روائی حسب خواہ
اُسمین بھی انصاف کو رکھنا نگاہ

دقتین یہ پھر بھی رہنا نیک نام
رامان شنکر آپ ہی کا ہے یہ کام

ساری قومین آپ سے راضی رہین — ہین ثنا خوان کچھ شکایت ہی نہین
آپ دین جگہین تو دلواے خطاب — مدرسون پر کی عنایت بے حساب
کارنامے آپ کے لکھنا محال — آپنے رکھی کچھ ایسی اپنی چال
ہر کسی کو یہ رہا ہر دم خیال — آپ تنہا ہین ہمارے ہمخیال
لطف یہ ہر ایک پھر بھی خوش رہا — ہے تعجب خیز کیسا ماجرا
الغرض جو کچھ کیا اچھا کیا — کام کون ایسا ہے جو بیجا کیا
تہین ابھی امیدین ہمکو لاکھ ہین — کاش رہتے آپ تھوڑے دن ہمین
ہی خوشی صرف اتنی اے عالی مقام — آپ جاتے ہین بہت ہی نیکنام
آپ اچھے آپ کے افعال نیک — ہر حکومت مین رہے اعمال نیک
زندہ تا دیر اور شادان رہیے آپ — زندگی بھر وقف احسان رہیے آپ

تمت

اُردو زبان مین علماے فرنگی محل لکھنؤ کے قابل قدر نئے تصانیف

غنچۂ مراد۔ جناب مولانا محمد فصیح اللہ صاحب فقا فرنگی محلی یادگار رضا مرحوم کا پہلا دیوان حال مین طبع ہوا ہی شائقین کو خریداری مین جلدی کرنا چاہیے ورنہ پچھتانا پڑیگا۔ قیمت ۸/

نعمت۔ نام ہی سے ظاہر ہی کہ یہ قدر کے قابل ہی اب ہم یہ بھی بتائے دیتے ہین کہ اس نام کی ایک کتاب حال مین نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر طبع ہوئی ہی جسمین حضرت مولانا مفتی محمد نعمت اللہ قدس سرہ کی مستقل سوانح عمری ہی

مولانا موصوف فخر الہند مولانا حافظ حاجی محمد عبدالحی رحمہ اللہ کے اوستاد ہین علم کے کوچہ مین قدم رکھنے والا کوئی ایسا نہوگا جو ملا حسن اور ملا ولی شارحان سلم اور بحر العلوم وکمالہ مولانا مفتی محمد ظہور اللہ کو نہ جانتا ہو یا انکے علمی مدارج سے واقف نہو مولانا مفتی محمد رحمت اللہ جنکا قائم کیا ہوا مدرسہ حشمتیہ رحمت غازیپور مین ابتک موجود ہی مولانا حاجی محمد فضل اللہ سابق مدرس عربی کیننگ کالج لکھنؤ جنکے تلامذہ ابتک ہر ملک اور مقام مین پائے جاتے ہین

ایسے حضرات نہ تھے جنکی سوانح عمری نہایت بسط سے
نہ لکھی جاتی اگر آپ کو ان حضرات کے تفصیلی واقعات دیکھنا
ہون تو اس کتاب کو فوراً منگائیے اس سوانح عمری کی
زبان اُردو اور بالکل صاف ہے علم اور علما کے فضائل
بھی اس کتاب مین نہایت خوبی سے درج ہین قیمت ۸/

احقاق السماع - اس رسالہ مین غنا کی تحقیق اور اُسکا جواز
ثابت کیا گیا ہے اور مزامیر مین بھی بہت کچھ بحث کی گئی ہے جو جائز
ہین اور جو ناجائز ہین سبکے حالات بسط کے ساتھ لکھے ہین ۲/

مجموعہ سہ رسائل - رسالہ سعد و نحس و رسالہ فوائد مصنفہ
حضرت مولانا عبد الرزاق فرنگی محلی رسالہ آداب لباس
مصنفہ مولانا عبد الحق دہلوی ان تینون رسائل مین
نہایت کارآمد امور درج ہین - قیمت ۳/

زنجانی - صرف کی بے مثل کتاب ہے حال مین جدید تحشیہ کے
ساتھ نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپی ہے قیمت ۲/

احسن القربات فی تحقیق صلوٰۃ الجمعۃ
فی القصبات نماز جمعہ کے فضائل اس رسالہ
مین اس خوبی سے بیان کیے گئے ہین کہ کسی
دوسری کتاب مین شاید و باید جس مقام پر نماز جمعہ
متعدد مساجد مین پڑھی جاے اور جہان ایک
ہی مقام پر اسکا وجوب ہے اچھی طرح تحقیق سے
بیان کیا گیا ہے اُن مقامات کی بھی تفصیل کردی ہے
جہان نماز جمعہ جائز ہی نہین ہے ضرور خریدیے
واقعی لاجواب ہے - قیمت ۲/

تنویر الصحیفہ فی تابعیۃ ابی حنیفہ
امام اعظم رحمہ اللہ کے ثبوت تابعیت مین یہ ایسی
جامع کتاب ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتی اسلامی
مختلف اقوام جو کچھ دلائل عدم تابعیت امام
صاحب مین بیان کرتے ہین اُسکے بھی دندان شکن
جوابات اس رسالہ مین دیے گئے ہین تبرکاً اہل اسلام
کو اسکا ایک ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیے
تاکہ فضل و کمال امام سے واقفیت حاصل ہے قیمت ۲/

مجموعہ - عمدۃ الوسائل عربی و احسن الخصائل اُسی کا
فارسی ترجمہ و جامع الاوراد ہر سہ رسالہ مصنفہ
حضرت مولانا شاہ عبد الرزاق لکھنوی فرنگی محلی قدس
سرہ و افضل الشمائل ترجمہ احسن الخصائل بزبان اردو
مترجمہ نبیرۂ مصنف و الارشاد مع ترجمۂ اُردو
مسمی بہ سبیل الرشاد یہ کتاب وظائف عاشورا
و شب قدر اور دعاے دفع طاعون و وبا اور
صلوٰۃ کسوف و خسوف و استخارہ و وظائف
روزانہ خاندان صوفیہ مین لاجواب ہے اپنا
نظیر نہین رکھتی - قیمت فی جلد عہ

اوصاف چاریار - و فضائل چاریار و چاریار کا ڈنکا -
سنیون کے نو ایجاد قابل قدر نظمین جو مرثیون کے طرز پر ہین
جنکے پڑھنے اور سننے سے اسلامی جوش پیدا ہوتا ہے
اور عقائد مذہبی کی کامل درستی ہو جاتی ہے -
تینون کتابون کی قیمت ۴/ ہے -

کل فرمائشین بنام محمد برکت اللہ مالک مطبع انصاری لکھنؤ فرنگی محل آنا چاہیین

قطعات تاریخ

قطعۂ سال تکمیل دیوان مؤلفا جناب منشی محمد محمود صاحب حمدؔ ۱۸۹۶ء

محمد کو بہ محمود ست مشہور — تخلص حمدؔ می دارد بہ تمکین

رفیق الدولہ بابلش بجز استاد — ز قدر اصلاح ہم بگرفت و تزئین

مرتب کرد دیوانے خوش اسلوب — ہمہ اشعار رنگین درد آگین

مصنف لائق و فائق بہر فن — کلامش قابل تعریف و تحسین

بگو شمشاد بہر سالِ ترتیب — زہے اشعارِ والاشان رنگین

قطعۂ ادای سال جناب مرزا جلال الدین احمد مرحوم عرف مرزا جلالو ۱۸۹۶ء

میرزا بود جلال الدین نام — عدل آبادمی و انصاف پناہ

خوبصورت ہمہ نیکو سیرت — آیتے بود ز آیات الہ

خندہ رو ماند و تبسم بر لب — روش بر صورتِ نیکوش گواہ

قابلیت بعلومش روشن — واقفیت بہ سفید و بہ سیاہ

در تلاوت بوظائف می ماند — وقت را کرد نہ بیکار تباہ

فرق در وضع نیاورد گہے — از رہِ خویش نہ گشتہ گمراہ

کرد امیرانہ ہمہ عمر بسر | لیکن اندازہ ہمی داشت نگاہ
دستگیری اعزّہ می کرد | داد روزینہ ہر یک دلخواہ
گوشۂ چشم بمن داشت بلطف | در وفا بود مرا سہم آگاہ
ہفتمین چون ز ربیع الاول | چارشنبہ شد و ہنگام پگاہ
جان طلب تقدِ حیاتش بربود | تا فلک گشت روان آہ براہ
خلفِ او کہ سعید الدین ہست | گفت از فرطِ الم وا ابتاہ
گفت تاریخ رحیلش شمشاد | شد سوِ خلدِ برین واالاجاہ
۱۳ ۱۳

قطعۂ سال وفات جناب مولوی محمد جان شاہ مرحوم اکبرآبادی ۱۸۹۷ء

حافظ و مولوی محمد جان | چشتی و قادری ستودہ عمل
خواند میلاد و وعظ ہم می گفت | در سیاحت نداشت کس بمثل
اوستادش غلام امام شہید | کہ بہر کار بود دست شیخ اجل
ہم مظفر علی ست مرشدِ او | کہ ندیدش بنود کس نہ بدل
حیف با این ہمہ صفات کہ داشت | از جفاے فلک نہ گشت بجل
ہفدہم بد ز ماہِ ذی حجہ | پنجشنبہ کہ در رسید اجل
گفت شمشاد سال رحلتِ او | مقبل و عارف بہشت محل
۱۴ ۱۳ ۱۳ھ

قطعۂ سال آوازۂ وصال ہدایت علی خان مرحوم ۔ ۱۸۹۷ء

از جمادا ے اولین چو رسید | یومِ اثنین و شب گذشت اول

بود تاریخ بست وہشتم ماہ | ناگہان در رسید پیکِ اجل
باہدایت علی خانِ زمان | گفت برخیز اے ستودہ عمل
سوی فردوس رنجہ کن قدمے | در ولاے خداے عز وجل
گفت لبیک زین جہان بگذشت | اولین گام زد بجنبِ زحل
یافت در خلد جایگاہ رفیع | زانکہ بُد در صفاتِ نیک اکمل
گفت شمشاد بہر سالِ رحیل | صدر و نیکو قدم بہشت محل

ایضاً

چون ہدایت علی خجستہ خان | کرد در خلد اولین منزل
گفت شمشاد بہر سالِ وفات | خانِ جنت مکانِ زندہ دل

قطعہ سال سوز وگداز وصال مولوی حکیم حافظ سید محمد حمید سنہ ۱۹۰۲ء

یازدہ تاریخ وہنگام سحر | از دوشنبہ ہم ربیع اولین
کرد رحلت مولوی سید حمید | عالم وحافظ طبیبِ پاک دین
رفتہ سوے لکھنؤ بہر علاج | ہم در آنجا گشتہ پیوندِ زمین
تکیۂ شاہِ نجابت مدفنش | گشت از تقدیرِ ربِ العالمین
از فراقِ دائمی دلا زمے | اہلِ غازیپور را کردہ غمین
در مرض ہم بود پابندِ صلوٰۃ | بل تہجد بود شغلِ آن متین
زد رقم شمشاد سالِ رحلتش | سر بسجدہ نازلِ خلدِ برین

۱۳۱۸

قطعۂ سال تہنیۂ وجود فرزند ممتاز علی خان سنہ ۱۹۰۰ء

ز ماه ربیع دوم چون ششم شد — ز برج حمل مہر رخشان برآمد
ز کتم عدم در شبستانِ ہستی — سعادت قرین طفل مہمان برآمد
بہ مہمانیش پور رستم علی خان — یسانِ پدر شاد و فرحان برآمد
پئے تہنیت جمع گشتند اعزه — مبارک سلامت ز ایشان برآمد
چو شمشاد جست اسم تاریخی او — محمد دیانت علی خان ـ برآمد

قطعۂ سال وصال مولانا محمد نعیم مرحوم ابن ابن الابن جناب بحر العلوم مجدد لکھنوی سنہ ۱۹۰۰ء

بست و چارم از ربیع دومین — روز دوشنبہ دم امید و بیم
کرد رحلت کاملے ہنگام شام — نام پاکش بُد محمد با نعیم
علم و فضل و فقر را سرمایۂ — ذاتِ پاکش بود چون گل را نسیم
مفتیِ یکتا فقیہ لاجواب — در علومِ باطنی فیضش عمیم
رشکِ امین لکھنؤ از ذات او — طور اوج علم را یکتا کلیم
صورتش تمثالِ زہد و اتقا — مصطفیٰ مانند در خُلقِ عظیم
در قناعت بوذر و سلمانِ وقت — با وجودِ فقر ہم طبعش کریم
بادشاہِ ملکِ استغنا و فقر — غیر یادِ حق نبود او را ندیم
غیر مرضیِ خدا گامے نزد — از زمان شیر خواری بُد سلیم

جانفزا اے اہل ایمان صحبتش | روح بخش انفاس پاکش چون شمیم
تاکہ یابد از خدا اجر شہید | ہم با سہال و بائی شد سقیم
مرجع خلق ست اکنون تربتش | اہل حاجت در حریم آن مقیم
گفت شمشادِ حزین سالِ وصال | دین پرست و وارد دار نعیم

۱۸ ۱۳ ھ

قطعۂ سال ملال مرگ و فنای بیوقت یار محمد مرحوم سنہ ۱۹ء

چون بہ جمادا ے نخستین رسید | بست و دو از ماہ و دو شنبہ نہار
یار محمد پسر ڈاکٹر | شیخ علی بخشِ متانت شعار
رفت ازین دارِ فنا سوے خلد | حیف کہ نو عمر بُد و گلعذار
مصرع شمشاد بتاریخ اوست | خلد محل نیک گہر نیک کار

۱۸ ۱۳ ھ

قطعۂ سال وصال کانِ صفا جناب مہر علی شاہ مہر مرحوم سنہ ۱۹ء

روز دو شنبہ ز رجب وقتِ شب | بست بہ پنج آمدہ چون ہم قرین
مہر علی شاہ بہ مہرن شہیر | مہر تخلص لقبش فال بین
در مرض دنبل و پیچش ز جان | رفتہ گو گشتند احبا حزین
زیست ہمہ عمر بیک وضع کرد | ماند بیک جاے معین مکین
غیر با وقاتِ مقرر گہے | نامدہ بیرون ز مکان آن متین
نیست ز اولاد کسے وارثش | غیر دو تا زوجہ مہین و کہین
ہست ز تصنیف کلامش کثیر | زد جہ اوے متصرف برین

گر بکند جمع و در آرد بچاپ — نام نکو نشر شود بر زمین
لیک درین کار مدد بایدش — غیر مدد نیست امید چنین
شاعر خوش فکر بُدو بامذاق — طرز سخن داشت عجب دلنشین
مصرع تاریخ ز شمشاد هست — نیک لقا وارد خلد برین
۱۳۱۸ھ

قطعۂ سال حاوی رنج وصال شیخ جھبو مرحوم بسنہ ۱۹۰۰ء

هفدهم شد چو از مہ شوال — شیخ جهبو وفات کرد دران
تاجر چرم بود و دولتمند — در دلش بود لذت ایمان
مائل کار خیر بود مدام — طالب عز و شان بهر دو جهان
قدرت الله مهین ز اخلافش — خواست تعمیر قبر بهر نشان
کرد شمشاد سال فوت رقم — عاقل شاد کام و خلد مکان
۱۳۱۸ھ

قطعۂ سال میلاد نور الابصار محمد یوسف سلمہ الله تعالی بسنہ ۱۹۰۱ء

شب شنبه و ماه ذی الحجه را — نهم بود تاریخ قبل از سحر
نویدے رسانید پیک صبا — که مولود مسعود آمد به بر
بکاشانۂ حافظ و مولوی — که با عبد منان هست او پسر
شدم شاد زین مژدۂ جانفزا — دعا کردم از خالق بحر و بر
که یارب تو این نامبردار را — مصون دار از شوخی بد نظر
ز علم و فر و جاه و طول حیات — بجاه محمد کنش بهره ور

بسالِ ولادت عدو دم چو فکر — سرو رفتہ چو شاہد در آمد زدر
بگفتا کہ شمشاد بشنو بگو — سعادت نشانِ طفلِ والا گہر

قطعہ برای دیوان لطیف جناب منشی کھنولال صاحب لکھنوی سلمہ ١٩٠١ء

منشی با وقار کھنولال — داد ترتیب نظم خود بصفا
ہست ہر شعر بہر دل نشتر — دفتر عشق نام کرد آنرا
سنہ انطباع آن شمشاد — گفت نظم بدیع دل آرا

قطعہ آگاہی سال رسالہ میراث مولوی محمد عبد العلیم صاحب سلمہ ١٩٠١ء

نوشتست عبد العلیم گرامی — عجب جامع فن کتاب وراثت
ہمین نکتہ بس بوصف کتابش — مکمل بدان شد نصاب وراثت
پئے سال تالیف شمشاد نامی — رقم کرد علم حساب وراثت

قطعہ نوای تکمیل دیوان محمد عالمین خان سلمہ ١٩٠١ء

داد ترتیب نظم خود عالم — حرف حرف ست از ان در شہوار
در غزل درد و در قصائد زور — دارد آن شاعر مدیح نگار
زر خالص کلام بے ہمتاش — طبع نقاد او بود معیار
بشگفاند شگوفہا سے سخن — موج انفاس او چو باد بہار
گفت شمشاد سال تاریخش — درد انگیز دلنشین اشعار

١٣١٨ھ

قطعۂ سال طبع دیوان مایۂ ناز منشی محمود علی خان صاحب سنہ ۱۹۰۱ء

خوشدل از فرط ارادت کردہ است — نعت محبوب خدائی ذوالمنن
جمع شد دیوان و در چھاپ آمدہ — یا الٰہی باد مقبول زمن
خامۂ شمشاد در تاریخ طبع — زد رقم۔ گلزار فردوس سخن
۱۸ ۱۴ ھ

قطعۂ سال برای دیوان بوقلمون مولوی دیب صاحب فرخ آبادی سنہ ۱۹۰۱ء

مولوی رستم علی خانِ ادیب — ہست زرباب فضیلت کامران
عزت و علم و ادب جاہ و شرف — دارد آن نیکو خصائل بیکران
نظم و نثر اوست مشہورِ زمن — ذاتِ او یکتاست در ہندوستان
کرد دیوانے مرتب بس نفیس — آن ہمہ علم و ادبِ جادو بیان
دیدہ ام آنرا بامعانِ نظر — ہست سرتا پا فصاحت توامان
در بلاغت پایۂ دارد بلند — در صنائع ہست گنج شایگان
نکتہاے عشق و عرفان و حکم — ہست در الفاظ مثلِ نورِ جان
لطفِ وصل و سوزِ ہجر و انتظار — می نماید ہر غزل آئینہ سان
می توان دیدن رموزِ حسن و عشق — عاشق و معشوق آسا اندران
خاص تر لطفیکہ اندر نظم اوست — کے توان گنجد بتقریر و بیان
خامۂ شمشاد در نگ سال ریخت — نامۂ منظوم مطبوع جہان
۱۸ ۱۴

قطعۂ سال اشاعت جریدۂ نفیس پنجۂ فولاد از لاہور ۱۹۰۱ء

جناب فوق جانِ قابلیت — ذہین و ناظم ست و نیز نثار
نمودہ پنجۂ فولاد جاری — قوی دارد ہمانا دستِ افکار
مضامینش ہمہ زیبا و دلکش — برنگِ ماہ نور افزاے انظار
کند تشریح احوالِ رعایا — نماید ہم مراحمہاے سرکار
ز نظم و نثر رنگین گلستانے — ز گلہاے لطائف زعفران زار
خدایا از قبول عام آن را — عنایت کن نصیب از چرخ دوار
بگو شمشاد تاریخ اشاعت — جہان آرا لطیف و عمدہ اخبار
۱۳۱۹ھ

قطعۂ سال اشاعت جریدۂ پنجۂ فولاد از بقعۂ پاک لاہور ۱۹۰۱ء

اخبار نمود فوق جاری — از لوثِ تعصب و ریا صاف
اوصافِ جرائد اندران جمع — الکن بہ ثنا زبانِ وصاف
شمشاد نوشت بہر تاریخ — اخبارِ نفیس نجم انصاف
۱۳۱۹ھ

قطعۂ سال منطق وصال جناب الٰہی بخش مرحوم ۱۹۰۱ء

در محرم چو گشت نوزدہم — پنجشنبہ ز مہر نور آگین
منشی پاک خو الٰہی بخش — رخت بر بست زین زمانِ زمین
سوے فردوس گام زن گردید — منزلے یافت در سراے بہین

پاک دین پاک ذات پاک سرشت
کامل و باذل و حلیم و متین

در جہلپور زذات پاکش بود
باہمہ خوبی زمانہ قرین

زانتقال چنین شرافت کیش
رنج آگین ہمہ کہین و مہین

گفت تاریخ رحلتش شمشاد
نیک فرجام زیب خلد برین ۱۳۱۹ھ

قطعۂ برای سال طبع دیباچۂ عشرت جناب مولوی ادیب صاحب بسنہ ۱۹۰۱ع

جناب مولوی رستم علی خان
کہ تحریر داد زیب و ہم اریب ست

برای طبع دیوان خواست تاریخ
چہ دیوانے کہ سرتاپا غریب ست

زحسن دلفریب لفظ و معنے
غزل خوشتر ز انداز حبیب ست

مریضان محبت را ہمانا
کلام جانفزا حاذق طبیب ست

بگو شمشاد سال نظم عش
کلام لذت آگین ادیب ست ۱۳۱۹ھ

ایضاً

پئے طبع چون داد رستم علی خان
کلامے کہ از شہد شیرین تر آمد

کہ ہر شعر آن از صفاے مبانی
مصفّٰے تر از لولو و گوہر آمد

توان دید در شاہد ان مضامین
ادائے کہ مخصوص با دلبر آمد

براے برانیدن ہوش سامع
مصاریع برجستہ چون شہپر آمد

زکلک گہر بار شمشاد سالش
دلاویز نظم گرامی برآمد ۱۳۱۹ھ

قطعہ برای طبع دیوان مسمی بجلوۂ طور ساز دادۂ جناب منشی برق صاحب

سنہ ۱۹۰۱ع

برق ترتیب داد دیوانے — ہمہ اشعار نغز و زیبا گفت
جلوۂ طور نام دیو انش — ہست شایان کہ بس صفا گفت
سالِ ترتیب و طبع آن شمشاد — نظمِ زیبا و روح افزا گفت

۱۹ ۱۳ ھ

قطعۂ واہب سالِ وصالِ شاہ فضل کریم سنہ ۱۹۰۲ع

شیخ مرتاض شاہ فضل کریم — واقفِ راز سینۂ حیدر
بر دلش منجلی لطائفِ غیب — در تصوف نکتۂ ور از بر
بہرہ ور از علوم دیگر ہم — شاعر و خوش نویس و خوش منظر
در طریقت نظامی و فخری — ہم نیازی شہیر بحر و بر
مرشدِ کاملش نظام الدین — این خلافت ازو گرفت بہ بر
موطنِ خاصِ او بغازیپور — ہست شاہی پرہ بدہر سمر
ہیزدہ ۱۸ بود از مہِ شوال — چار شنبہ رسیدہ شب بر سر
کافتابِ حیات او بغروب — در رسید و طلوع کرد قمر
گفت وقتِ رحیل او شمشاد — شد سوِ خلد صاحبِ جوہر

۱۹ ۱۳ ھ

قطعۂ دلچسپ سالِ پیدائش صبیۂ منشی محمد عنایت کریم صاحب سنہ ۱۹۰۲ع

منشی کہ عنایت کریم ست — در سلکِ نسب یکے گہر سفت

آمد بوجود دخترے او
خاشاکِ غم و الم ہمہ رُفت
شمشاد برائے سالِ میلاد
پاکیزہ نہاد دخترے گفت
۱۹ ۱۳ ھ

قطعۂ سال فتح مقدمۂ والا قدر جناب مولوی محمد قاسم صاحب وکیل سنہ ۱۹۰۲ء

شیخ قاسم حامیِ دینِ متینِ مصطفےٰ
ہر نگاہش بہرِ دشمن ناوکِ دلدوز شد
اسفر نگ فقہ در تائید دعوے پیش کرد
گفت حاکم دفتر پارینہ نسخ امروز شد
شیخ پیشِ حاکمِ اعلےٰ اپیلِ حکم کرد
دشمنانِ علمِ دین را خوش ادب آموز شد
فیصلہ گردید حسبِ شرع و فقہ آمد بکار
اہلِ دین سرمدی را شادیٔ نوروز شد
بہر سالِ فتح شمشاد شگفتہ طبع گفت
ناصرِ دینِ مقدس فائز و فیروز شد
۱۳۲۰ ھ

ایضاً

شیخ قاسم ثبوتِ دعویٔ خود
کرد از فقہِ شافعی پیدا
حاکمے درج کرد در تحریر
دفترِ فقہ ہست بے سر و پا
فیصلہ ہم خلاف فقہ نمود
شیخ موصوف شد برنج و عنا
اہل دین مشورت باو دادند
کہ سکوت ست اندرین بیجا
باید اکنون مرافعہ بہ اپیل
تا کند عود شوکتِ فقہا
حسب ارشادِ شان نمود عمل
غالب آمد بجنگ بر اعدا
حکمِ بیجائے حاکمِ ماتحت
کرد منسوخ حاکمِ بالا
سنہ اش خواستند از شمشاد
گفت فتحِ مبین و لطفِ خدا
۱۳۲۰ ھ

ایضاً

چو قاسم از مخاصم در عدالت
مخاصم کرد حجتہاے بیجا
باول گشت غالب بعد مغلوب
چو سال فتح قاسم خواست شمشاد

حق خود را بدعوے طالب آمد
ولیکن پیشِ حاکم حاطب آمد
پس تفتیش کامل غاصب آمد
بگفتم - حقِ حق گو غالب آمد

قطعہ سال پے طبع دیوان جناب نواب محمد شمس الدین علیخان ۱۹۰۲ء

مرتب نمودہ چو دیوان خود
زمانے کہ ہنگام طبعش رسید
بہ تعمیل ارشاد شمشاد گفت

بہ نواب عاشق شہیر زمن
پے قطعہ کرد ایما بمن
کلام بلیغ و بیان حسن
۱۳۲۰ھ

قطعہ سال انجام طبع دیوان منشی مرزا محمد حسن صاحب فائز بنارسی سنہ ۱۹۰۲ء

جناب فائز استادِ زمانہ
نمودہ جمع نظمِ دلکشِ خویش
بلاغت را اگر جوئی نشانے
چنان آوازہ اش در عالم افتاد
چو از شمشاد سال طبع جستند

کہ مثلش در لیاقت ہست کمیاب
کہ ہر شعرے دران دُرّیست خوشتر آب
دران دیوان نظر انداز و دریاب
نگاہِ خلق بہر دیدِ بیتاب
بگفتم - دفتر اشعار نایاب
۱۳۲۰ھ

قطعۂ ہای عوای سال انوار الحق پسر مولوی محمد نصیر الحق سلمہ ۱۹۰۲ء

نو برے بود ز گلزار نصیر الحق آن | کہ ورا خواند پدر مولوی انوار الحق
ہفت سالہ بُد و می خواند گلستان و دگر | نامور بود بہ خوشخوانی قرآن زسبق
بلکہ بُد حافظ دہ پارہ ز فرقان حمید | جو دتش بود عیان چون ز فلک نور شفق
آنچنان بود ز تعلیم قواعد مشّاق | بے تکلف بنمودے ز مصادر مشتق
حیف چون گشت خرامندہ بسال ہشتم | رفت در خاک چو در آب مقعر زورق
این الم ساختہ در بستم ماہ رمضان | بر دلِ من ز سنانہای نہان شق در شق
سینۂ من کہ الم نامۂ آن مرحوم ست | چاک چاک ست ز اندوہ چو بوسیدہ ورق
کرد شمشاد پئے سالِ وفاتش مرقوم | بیت لطفِ ازلی مرقد انوار الحق

۲۰ ۱۳ھ

قطعۂ سال وفات جناب والا شان مولوی احمد سعید مرحوم موہانی ۱۹۰۲ء

سید و ہم مولوی احمد سعید | فلسفی بود و ادیبِ خوش کلام
دستگاہے داشت اندر علم طب | در تصوف نیز آمد با مرام
نغز گو بود و لطیفہ سنج لیک | در مباحث بود تیغ بے نیام
دور بود از جامۂ مکر و ریا | زندگی میکرد در زیّ عوام
در دکن اکثر مناصب یافتہ | گہ ز استغنا نکرد آنجا قیام
از برائے خدمتِ پیرِ طریق | عہدہ را کردے وداع آن نیک نام
داشت با من ارتباطے از قدیم | در سفر ہم داشت پیغام و سلام

درذیابیطس نحیف و زار شد — یافتہ طبع قویش انہزام

روزِ دوشنبہ بُد و ہنگامِ عصر — بست و یک تاریخ از ماہِ صیام

کرد رحلت زین جہانِ بے ثبات — آن فقید المثل آن فخرِ کرام

چون ز دل سالِ وفاتش خواستم — گفت ہاتف نیکجو جنت مقام

۲۰ ۱۳ ھ

قطعۂ سال وصال نیک نہاد جناب مولوی محمد عنایت رسول مرحوم سنہ ۱۹۰۳ء

عنایت رسول آنکہ بودست نیک — بہر علم یکتا بہر فضل کامل

نمودست کارِ نمایان بحکمت — باقلیدس افزود اشکال مشکل

بہر علم دارد تصانیفِ بیحد — بہر نکتہ اش غرقِ حیرت افاضل

زتحریر و تقریر اوصافش افزون — درین دور او بود فخرِ اماثل

زشوال در عید و در پنجشنبہ — ازین دارِ فانی چو بربست محمل

چہ گویم ز رنج و الم ہاے اقران — ہمہ خاک بر سر ہمہ دست بر دل

چو پرسند شمشاد سالِ رحیلش — بگو مخزنِ علم و فردوس منزل

۲۰ ۱۳ ھ

قطعۂ اکمال سال وصال جناب مولوی شاہ محمد عبد الوہاب مرحوم فرنگی محلی

سنہ ۱۹۰۳ء

عبد وہاب آنکہ پورِ عبد رزاق آمدہ — صاحب سجادہ بود و سالکِ راہِ کرام

واقفِ اسرارِ علمِ ظاہری و باطنی — کاشفِ استارِ انجامِ رسومِ خاص و عام

بانیِ اعراس یومیہ پئے اربابِ فضل — زینت افزای مقابر از گچ و سنگِ خام

خانقاہے ساخت عالی بہر عرس مرشد آن — مسجد انوار حق را داد رونق لا کلام

بہر صرف این مصارف از عمارات کثیر — وقف کردہ تا بآسانی شود این انتظام

گرچہ او خضر طریقت بود در راہ سلوک — رہروان فقر را کردے بغایت احترام

دامنے از گوہر مقصود پُر کردے مدام — ہر کہ می آمد بنزدش بہر تحصیل مرام

ہمین خوان نعمت او را ہمین با تندیل — مجمعے می بود چون دعوت بر او بود طعام

عمر او را کہ سیر گشت اقران خویش — انچہ حاصل کرد او عزت میان خاص و عام

چار شنبہ از محرم بود تاریخ دوم — گشت از طاعون بوقت عصر و جنت خرام

گفت شمشاد از پے سال وصال آن جناب — پارسا و نیک نفس و عالم جنت مقام

۱۳۲۱ھ

قطعۂ سال میلاد ہمایون جاہ محمد یونس صبیِّ دوم مولوی عبد المنان سلمہ اللہ تعالیٰ سنہ ۱۹۰۳ء

خدا داد چون عبد منان را — دوم پور چون گل بفصل بہار

ربیع نخستین بُد و وقت شب — چہ شب از سہ شنبہ چو دردی نگار

دو شب بعد ازان بدر شد بتریخ — ازین گیر تاریخ مہ را شمار

بعلم و بفضل و بعقل و بفہم — ورا حق کند نامی روزگار

پے سال میلاد شمشاد گفت — بدیع الزمان سعادت شعار

۱۳۲۱ھ

قطعۂ سال فیوض وفات جناب مولوی محمد عبد الصمد مرحوم سنہ ۱۹۰۳ء

مولوی و وکیل غازیپور — شیخ عبد الصمد طلیق لسان

آنریری مجسٹریٹ و رئیس — صدر میونسپل و وحید زمان
مرجع ساکنان این اطراف — افتخار همه کهان و مهان
عالمے زیرِ بارِ احسانش — بهر هر درد لطف او درمان
انچه او کرد باکس و ناکس — نیست بر هیچ آفریده نهان
عاقل و باذل و ذکی و فهیم — نکته رس بذله سنج سحربیان
صاحب الرای پیش هر حاکم — رهبر انتظام امن و امان
نرسیدش بر اوج خاکِ قدم — همسری خواه او بصد طغیان
هم عطا پاش جرم پوش چو او — چشم مردم ندید در اعیان
فخر قوم و شریف و عالی قدر — بس وجیه و خلیق و عالی شان
دوستِ راسخ من مخزون — بل من و او دو قالب یکجان
من و او هر دو خواجه تاشانیم — آشی اُستاد هر دو زان نازان
انتقامے نخواست از اعدا — قدرتے داشت گرچه بے پایان
بارها صلح داد در دو فریق — گرچه دید از برای خویش زیان
بارها شد وکیل بے مزدے — بارها کرد اینچنین احسان
صحبتش بود مرجع ظرفا — داشت در انخطاط طبع جوان
ناثر و ناظم و بدیع نگار — در همه فن طبیعتش جولان
نغز گوی و مشاعره آرا — جمع لیکن نساخته دیوان
فکر جمع و شیوع آن دارد — خلف او ورا ست این آسان
صد مضامین نوشت در اخبار — نقلِ یک هم نداشت بهر نشان

جامع این صفات گوناگون — نیست این وقت در همه گیهان

شهرتش را در ربع مسکون را — هم شبیه محیط و مرکز دان

خلفی هست یادگار ازو — شیخ یحیی شهیر اقران

کرد امیرانه با فراغت و عیش — هفتده سال سیر انگلستان

امتحان داد و گشت بیرسٹر — آمده پار و هست فیضرسان

صرف نه ماه بعد آمد خود — خدمت باب کرده بسته میان

مثل آبا شود وحید الدهر — به عنایات و رحمت رحمن

بهر تاریخ آمد تیحیٰ — بود نصرت طلب ز طبع روان

که یکایک بخواب رفت و بدید — پیکری بس بزرگ این گویان

شیخ را با محمد یحیی — قبل بیرسٹر انضمام کنان

نام و القاب و پیشه را دریاب — عددش گیر و عیسوی سنه دان

این همه شمهٔ ز اقبالش — لیکن افسوس اندرین دوران

ماه ذی الحجه چون بختم رسید — گشت مفلوج آن نجسته روان

آنچنان شق راست گشت ماوف — دست و پا را نماند تاب و توان

بعد یک ماه از علاج جمیل — دست با کار گشت و پا شد روان

در ربیع نخست و بست و ششم — شد مرض سوے چپ گزند رسان

پنجشنبه چو بست و هشتم شد — روز دو پاس بلکه بیش ازان

بست و پنجم ز ماه شمسی جون — سنه اش درج هست در عنوان

طائر روح او پرید و گذاشت — قفس تن چو بی چراغ مکان

عمر پنجاه و پنج بود بسال — سال شمسی و گرنه بیش اثنان

حیف بر آسمان و بر دورش — حیف بر چنبر زمین و زمان

کز جهان رفت اینچنین یکتا — که ندیدش ندید چشم جهان

این قدر یا جنازه بود هجوم — که شمارش نبود در امکان

گشته تعطیل در غم مرگش — نیز حکام آمدند دوان

هندوان هم جنازه اش بردند — بر سر دوش خویش ناله کنان

در مقالات خویش می گفتند — دیوتا هست نیست این انسان

اینچنین عزتے نشد حاصل — هیچ کس را بملک هندستان

گرچه او مرد زنده بود اقبال — کاینچنین کارها نمود عیان

نعش او در سر ولی آوردند — که بهتیاست عرف او بزبان

گفت شمشاد مصرع تاریخ — نیکبخت ازل تبدیل جنان

قطعهٔ سال وصال محبوب خان ابن نجیب خان طبیب ۱۳۰۲ھ

جوانِ متین بود محبوب خان — ز حاجاتِ دنیا بسے بے نیاز

بهر مشکلے دستگاهش قوی — بهر کار می داشت او امتیاز

تخلص ورا بود حامد بشعر — ز هجو و ز غیبت نمود احتراز

بسر کرد عمرے بصلح و صلاح — بپابندی شرع و صوم و نماز

چو شد هشتمین از ربیع دوم — به شنبه غمین شد ز دیر مجاز

یکایک اجل بر سرش در رسید — عزیزان نمودند سوز و گداز

در یغا ز پیش پدر در گذشت | ندیده ز دنیا نشیب و فراز
پئے ماتمِ آن عزیزِ جہان | بسالِ رحیلش چو داری نیاز
ز شمشاد بشنو بقولِ مطیر | اخ نوجوان شاعرِ پاکباز

قطعۂ بنای پاک چاہ شیرین جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء

ساکنِ بکسر ببازارِ جدید | عبدرحمن منشی عالی وقار
طرح چون افگند بہر چاہِ خو | از محرم شانزدہ بُد در شمار
از ربیع آخرین در بست یک | اختتام آن بنائے پائدار
جامِ کوثر یا بہ از دستِ رسول | خیر جاری ماند از وے یادگار
بہر تاریخ بنا شمشاد گفت | منبعِ خیر و لطیف وہ آبدار

دیگر

عبدرحمن ساکنِ بکسر بجازار جدید | بہر نفع عام چاہے کند باصد انبساط
از ربیع آخرین بست و یک آن دنیہ وز | ختم شد تعمیر آن سرچشمۂ کوثر مناط
کرد شمشاد از پئے تاریخ تعمیرش رقم | بارک اللہ چاہ شیرین جلوہ موج نشاط

ایضاً

عبدرحمن کہ ہست او منشی | اہلِ اسلام را محب و انیس
بہر آرامِ خلق چاہے کند | تا شود رحمتِ خدا اش جلیس
گفت شمشاد مصرعِ تاریخ | موطنِ فیضِ عام و چاہ نفیس

قطعهٔ طبع دیوان حمد و نعت نکو گو منشی سالک رام سلمہ سنہ ۱۹۰۳ع

میتوان گفتن سعادت راهقر — طالعِ منشی سالک رام را

کو سراپا هست افعال جمیل — از ادب دارد خمیر و از وفا

روحِ علم و فضل تازه از دمش — هم فصاحت هم بلاغت در نما

گرچه او دارد تصانیفِ کثیر — بهر همه لطف و فوائد منتها

لیکن اینک نظمِ پاکِ حمد و نعت — داد بهر طبع آن نیکو لقا

هر غزل سلکِ جواهر در نظر — شعر شعرش گوهر کان صفا

می تراود از بیانش ذوق و شوق — سطر سطرش [illegible] ولا

چشمِ دل روشن ز هر مصراعِ او — لفظ لفظش معدنِ نور و ضیا

رابطِ حمد و نعت چون شیر و شکر — نقطه نقطه در حلاوت دلربا

نور افزاے قلوب مومنین — هست دیوان یا چراغ اهتدا

بهرِ سالِ طبع آن شمشاد گفت — نامهٔ مطلوب و نظم جانفزا

قطعهٔ سال تعمیر جدید جامع مسجد قدیم اهالی قصبہ سراوا سنہ ۱۹۰۳ع

در سراوا مسجدے شد منهدم — مانده خشتے چند بر روے زمین

یک هزار و یک صد و هم بست و پنج — بود از هجری بناے اولین

از سرِ نو گشت تعمیرش تمام — این زمان از سعی و خرج اهل دین

آفرین بر همت والاے شان — شد بنایش هم متین و هم حسین

گفت شمشاد از پے سالِ بنا — مسجد جامع در خلد برین

قطعۂ سال بنای مسجد ایزدی از جناب ناظر علی صاحب سنہ ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء

شیخ ناظر علی بہ تھلوارہ — طرح مسجد فگند باشوکت
گفت شمشاد بہر سال بنا — مسجد بیمثال و بابرکت
۱۳۲۱ھ

قطعۂ سال وصال پاکیزہ احوال مولوی محمد یحیی ظفرآبادی سنہ ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء

مولوی یحیی شریف و نیک ذات — بود در اقران و اعیان بے مثل
زندگی میکرد در صلح و صلاح — گوئیا بود دست مسعود ازل
ہیضہ کرد و صورت صحت ندید — در جوانی بر سرش آمد اجل
سیزدہ بود از ربیع دومی — نیم روز پنجشنبہ بے دغل
گفت شمشاد از پئے سال وصال — پاک قلب و پاک خو جنت محل
۱۳۲۱ھ

قطعۂ سال دیباچۂ میلاد رضی حسن سلمہ ابن سید حسین سنہ ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء

جمادی الاولیٰ چو نیمے گذشت — دوشنبہ ز دل گرد غمہا برفت
تولد شدہ ابن سید حسین — ز برق جمالش قمر در نہفت
چو پرسند از نام این نونہال — بگوئی رضی با حسن کردہ جفت
بتاریخ میلاد آن نور چشم — جوان بخت و مہ پارہ شمشاد گفت
۱۳۲۱ھ

قطعۂ سال گلۂ وفات جناب حاجی رحمت اللہ مرحوم سنہ ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء

رحمت اللہ کہ بود از امرائے این شہر — مصرف دولت خود داشت بہر کار بجا

منتظم بود بہر کار ولیکن نہ چنان — کہ شود شمۂ از عسر بکارش پیدا

خرج میکرد زیادہ بامور خیرات — در ملاہی و مناہی نہ گہے داد رضا

مستحقانِ کرامت بعطایش فائز — لیکن از دستِ جیبِ خویش نمودے اخفا

در تراجم ہمہ می دید حدیث و تفسیر — بود پابند بر احکام شریعت زاینجا

مسجدے ہست ز آثار جمیل پدرش — از پئے مصرفِ آن کرد ز املاک جدا

زینتش داد باین رنگ اسباب فروش — کہ عروسے ست پئے دیدۂ مردانِ خدا

آنچنین والہ و شیدا پئے این مسجد بود — کز بیانش ہمہ مجبور بود فکرِ رسا

پنجگانہ بجماعت چو ادا کرد نماز — حسنِ شان بود بر آن مسجد کو رفدا

ہشتمین بود و شنبہ ز جمادی الاخرے — سنت و فرض نمودہ بدمِ فجر ادا

بہر اشراق نشستہ بوظائف مشغول — ناگہان شد وجع القلب مکلف اورا

بر مکان آمد او بود و رسیدِ اجلش — مہلت چارہ گری ہم نہ عطا کرد قضا

حیف صد حیف بمرگِ مفاجاتِ وی لاولدی — وای بر بیکسیِ زوجۂ آن پاک لقا

چونکہ او بود ہمہ جزو مجسم اخلاق — در چنین عیش فدائے علما و فضلا

کرد شمشاد پئے سالِ وصالش مرقوم — مورد رحمت رب پاک دل و کانِ وفا

۱۳۲۱ھ

قطعۂ سالِ وصال بزرگ نژاد جناب مولوی محمد انعام اللہ مرحوم فرنگی محلی

۱۹۰۳ء

فاضلِ اہل زمان مولوی انعام اللہ — بود با علم و ہنر شاعرِ سنجیدہ کلام

شوقِ تالیف بدل داشت و ذوق تصنیف — صرفِ اوقات ہمیکرد باین شغل مدام

مشتهر بود کتب بینی و طباعی او | داشت پاکیزه روش صورت آبای کرام

خدمت قوم خود کرد غلامانه بذوق | آنچه دیده و شنیده بنمود ارقام

عهدها یافته از حضرت سرکار جلیل | لیکن از کس نگہے کرد تمنائے سلام

ماند مغموم ز مرگ پسر لائق خود | گشت مفلوج و ندید از مرض سخت آرام

هفدهم بد ز رجب جمعه و وقت اشراق | که روانش سو جنت شده بر داشته گام

چون خورشید ضلالت شده در خاک نهان | شد جهان در نظرم تیره ز فرط آلام

خواست شمشاد ز هاتف سنه رحلت او | گفت مشهور زمان عالم فردوس مقام

۱۳۲۱ھ

قطعهٔ سال ولادت عیسیٰ دم حسین احمد ابن مجتبیٰ حسین سلمہ سنہ ۱۹۰۳ع

نوزده شعبان دو شنبه رسید | مژده پیدائش نور نظر

اسم پاکش حسین احمد بدان | مجتبیٰ هست و حسین اسم پدر

یا الٰهی در نکو ناجی بود | مثل اجداد گرامی نامور

سال میلادش چنین شمشاد گفت | گلبن امید فرخنده گهر

۱۳۲۱ھ

قطعهٔ سال وفات والدهٔ نور العین عزت الله سلمه سنه ۱۹۰۳ع

کلان دختر من جوان و عفیفه | که چون مام و جده سخی بود و باذل

بصرف و نحو و بفقه و مصحف | عجب نکتها کرده از ذوق حاصل

فن دوختن بار فو و کشیده | ز مادر گرفته بترتیب در دل

بآسانی آموخت از خوان نعمت | همه نکتهها که بودند مشکل

خدا کرد اورا میسان اعزه — باخلاق یکتا باوصاف کامل
شب بستم آمد چو از ماه شعبان — سوی مادر خود روان کرد محمل
چرا خون نگریم همه دم درین غم — دلم گشت هدف سینه ام مرغ بسمل
چرا خاک بر سر نباشند اعزه — چسان صبر سازند ازین مرگ عاجل
رقم کرد شمشاد سال رحیلش — عروس همایون نسب خلد منزل
١٣٢١ھ

قطعۂ سال میلاد فرزند منشی باادب محمد امام الدین طالب سلمہ ساکن چوپڑہ سنہ ١٩٠٤ء

بہ شنبہ ز شوال در سیزدہ ١٣ — بہنگام صبح سعادت قریب
بطالب عطا شد صبی سعید — بفضل خدا سے صبیح و مجیب
چو سال ولادت ز شمشاد خواست — نوشتم جوان بخت و صاحب نصیب
١٣٢١ھ

قطعۂ سال وصال عالی بارگاہ جناب مولوی محمد حسین متین مرحوم سنہ ١٩٠٤ء

با محمد حسین عالی جاه — فضل حق بود در زمانه قرین
مولوی بود و شاعر نامی — در تخلص شهیر او به متین
گلستان طریقت ست یکے — از تصانیف او بروے زمین
دیگرے هست مخزن البرکات — در کرامات غوث دین مبین
گفت در نعت و منقبت بسیار — تحفهٔ خیر نیست بهتر ازین
از زیارات و حج مشرف شد — در مکانات فیض مانده مکین

بود ڈپٹی کلکٹر از سرکار | دور لیکن ز کبر و عجب و کین
مثلِ اسلاف در لباسِ وقار | متواضع بہر کہین و مہین
مُرد او از دنیا او سالے | اندرین غم ہمیشہ بود غمین
لا ولد بود و نہ بود ثانی | صدمے بد تہی ز دُرّ ثمین
زین المصائب سید آنچہ رسید | بر دلِ پاکِ آن خجستہ ترین
بست و ہفتم چو آمد از شوال | جست پیکانِ جانستان زکمین
گفت ... سالِ رحلتِ او | واصلِ حق مقیم خلدِ برین

۱۳۲۱ھ

قطعۂ زیبائی طبع دیوانِ سید جادو ادا جناب مولوی سعادت علیخان

سنہ ۱۹۰۶ع

رئیسے ست سید سعادت علی | جمیل الصفات و بدیع الخیال
عجب دلنشین صورت و سیرتش | بظاہر جمیل و بباطن جمال
امیرے ست لیکن فقیر آشنا | جوانے ست زیبا و نیکو خصال
بعلم و ہنر دستگاہش قوی | بشعر و سخن نیز دارد کمال
باخلاق شائستہ و بے مثال | گزین بندۂ ایزدِ بے ہمال
مقالش عجب دلکش و دلپسند | سراپاست آئینۂ وجد و حال
ز اندازِ افکارِ گردون خرام | نفسہاے گویندگان پائمال
اشاراتِ برجستہ اش در کلام | خجل سازِ شوخیِ چشمِ غزال
بانشادِ شعرش دمِ ذوق و شوق | سکوتِ سخن فہم باشد محال

پئے چاپ دیوانِ آن نکتہ سنج — رسیدست در مطبعِ بے مثال
ز شمشاد بشنو پئے سالِ طبع — چہ گنجینۂ نظمِ جادو مقال

۱۲ ۱۳ ھ

قطعۂ سالِ لوازمِ کوچِ غوثی سنہ ۱۹۰۴ء

شاہ غوثی کہ ہمان غوث علی — تاجرے بود نہایت خوشحال
بذل میکرد براہِ داور — زر بے صرفہ پئے حسنِ مآل
مسجد و چاہ بنا کردۂ او — بہ نکوکاری افعالش دال
بود مشہور و ہم ہیز دہم — از محرم کہ بحق کرد وصال
گفت شمشاد بسالِ فوتش — موردِ رحمتِ ربِ نیک اعمال

۲۲ ۱۳ ھ

قطعۂ سالِ مناظرۂ جائے پاک نگینہ بجنور سنہ ۱۹۰۴ء

در نگینہ محمد یٰسین — عالمے ہست باہمہ جودت
رفت روزے بآریہ مجلس — بود سالانہ جلسہ با شوکت
وعظ می گفت لالہ کرپا رام — بہرِ ترویج آریہ ملت
بعدِ اتمام وعظ آن عالم — بحث با لالہ کرد در وحدت
دست پاچہ چو لالہ شد در بحث — گفت می خواہم این زمان مہلت
تا شود مجمع کثیر بہم — گیرد این بحث در جہان شہرت
با عنایت علی غیاث الدین — مشورت کرد بہر جمعیت
شد مبارک علی شریکِ صلاح — با رئیسانِ صاحبِ دولت

مستعد شد عنایت احمد ہم — کہ جوانمرد ہست و باجرأت
اندرین مشورت قرار گرفت — کہ شود جلسۂ بصد عزت
با قواعد مناظرہ گردد — در مقام وسیع و بافسحت
علما از دیار گرد آیند — پنڈتان ہم ز آریہ ملت
الغرض حسب مشورت ہمہ کار — زود در فعل آمد از قوت
خرجِ اطعام و راحت ہمہ ہا — کرد شوکت سے علی باہمت
آریہ ساختند بہر گریز — شرطہا بیش بیش از قدرت
اہلِ اسلام ساختند قبول — تا کہ گیرد مناظرہ صورت
مجمعے گشت از قیاس برون — نظم آن بود قابلِ حیرت
بستم آمد چو از ربیعِ نخست — بحث آغاز گشت با سرعت
فاضلے مولوی ثناء اللہ — کرد اعجاز در بیانِ نکت
آتما رام پنڈت ذی ہوش — زان طرف کرد بحث باجرأت
لیک مغلوب گشت آخرِ کار — دید گردید سخت بے وقعت
بعدِ دہ روز ختم شد این بحث — ہمہ گشتند شادمان رخصت
ہم مسلمان شدند دہ اشخاص — باہزاران رضا بصد رغبت
گفت شمشاد بہر تاریخش — فتح اسلام موجبِ رحمت

۲۲ ۱۳ ھ

قطعۂ ماتم زوجۂ بلبل نور احمد امام الدین طالب العلم سلمہ جاگیردار چوہڑ ۱۹۰۴ء

زوجۂ طالبِ متین و خوش صفات — بود از مرگِ پسر زار و حزین

بود در بخوریِ او تا نیم سال — حیف با صحت نگشته همقرین
روزِ آدینه بُد و وقتِ سه پاس — دو مین بود از ربیعِ دو مین
ناگهان پیکِ اجل جانش ببرد — مادرش گردید سخت اندوهگین
حالتِ دیگر عزیزانش مپرس — خاک بر سر هر یکے هر یک غمین
طاؔلب خسته پئے فرزند و زن — زنده در گورست بر روے زمین
گفت شمشاد از پئے سالِ رحیل — نو عروسِ قصرِ جنت پاک دین
١٣٢٢ھ

قطعۂ سالِ وفاتِ زوجۂ نیک نفس محمد اسحاق صاحب رئیس بہار سنہ ١٩٠٤ء

رئیسے به بہار است اسحق نام — محمد نیامش بود همقرین
چو شد هیزده از ربیعِ دوم — به تب زوجه اش گشته رحلت گزین
چنین گفت شمشاد سالِ وفات — مبارک قدم زیبِ خلدِ برین
١٣٢٢ھ

قطعۂ زیبای نوای سال طبع مثنوی جناب نواب سید بہادر حسین صاحب انجم لکھنوی سنہ ١٩٠٤ء

بهادر حسین انجمِ لکھنوی — به نواب مشهور در بحر و بر
متین و فطین صاحب علم و فن — نجیب و شریف ست و عالی گہر
بهر فن که جولان دهد کلک را — نماید ز اعجاز در وے اثر
ورا آسمان جاه گفتن رواست — که شهرت گرفته چو شمس و قمر
چو گوهر ز کانِ سخن بر کند — نماید چو الماس اندر نظر
معانی در الفاظ منقاد او — برنگے که خواهد کند جلوه گر

نویسد اگر نثر نثره نثار — به پروین شود رشک آن کارگر
بصورت کشی آنچنان دستگاه — که بهزاد از شرمش افگنده سر
چنان عام کردست بیگر کشی — خجل پیش او مانی نامور
نوشت این زمان نامهٔ دلپذیر — پرستان خواب ست آن مشتهر
کتابے عجب دلکش و دلربا ستا — دران حسن و عشق ست شیر و شکر
گہے جام از ساقی عشق خواست — گہے حسن را در گرفته به بر
ز صورتگری کرد قدرے بیان — چو دریا که در کوزه دارد مقر
کتابیست مملو ز نظم لطیف — زبانش با آب گہر شسته تر
ز شمشاد تاریخ طبعش شنو — مقال شگفته کمال ہنر ۱۳۲۲ھ

قطعهٔ منشی سال طبع دیوان مفید عام جناب سید تجمل حسین صاحب ۱۹۰۴ء

سخن سنج سید تجمل حسین — که در شاعری ہست بس نیکنام
ز ترتیب دیوان با آب و تاب — بخوش جوہری شد شہیر انام
چو پرسد شمشاد تاریخ طبع — بگو بیخزان گلستان کلام ۱۳۲۲ھ

قطعهٔ سال طبع مثنوی منشی پاکزاد محمد عبدالرزاق ۱۹۰۴ء

عجب مثنوی کرد بیکس رقم — بیانش متین ست شانش رفیع
فصاحت زبان ورا خانہ زاد — بلاغت بجنبل صنائع مطیع
پئے سال شمشاد گوہر بسفت — زہے بے بہا دُرّ نظم بدیع ۱۳۲۲ھ

قطعۂ سالِ وفات یگانۂ زمانہ جناب حاجی مولوی شاہ محمد کامل مرحوم سنہ ۱۹۰۴ء

مولوی صوفی محمد کامل نیکو صفات — شاعرِ ہندی زبان بود و فقیرِ بے بدل

منصفی درجۂ اول بدو منسوب بود — کرد تا پیری حکومت بے خلل ہم بے زلل

در جوانی او خلافت یافت از عبدالعلیم — شہرتے در فقر حاصل کرد از حسنِ عمل

ہست تعداد مریدانش فزون تر از شمار — اکثرے زانہا تجارت پیشہ و صاحبِ دول

از جمادی الاے دوم آمد چو تاریخ ششم — پنجشنبہ بود کامد ناگہان پیکِ اجل

روح پاکش را بسوی جنت الفردوس برد — لاش را کردند زیرِ خاک بے لیت و لعل

در وفاتِ آن فرید الدہر شمشادِ حزین — زد رقم۔ پاک اعتقاد و صوفی جنت محل

۲۲ ۱۳ ھ

قطعۂ سالِ کوچ کلّی زوجۂ نیک شیخ حیات علی سنہ ۱۹۰۴ء

مُرد چون زوجۂ حیات علی — شد خضر بہرِ ماتمش غمگین

سالِ آن خواستند از شمشاد — گفت۔ مجلس فروزِ خلد برین

۲۲ ۱۳ ھ

قطعۂ سال جد و جہد جمع دیوان حاذق برہانپوری سلمہ سنہ ۱۹۰۴ء

مستعد شد بہرِ ترتیبِ کلام — اوستادِ وقت شاگردِ بقا

ہست برہانپوری و مشہورِ دہر — شیخ فخر الدینِ حاذق با صفا

در کلامِ اوست لطف شاعری — از مضامین و زبانِ دلکشا

معدنِ صنع و بلاغت ہر غزل — ہست ہر شعرش فصاحت انتما

هر سال جمع آن شمشاد گفت	گلشنِ اشعارِ رنگین بے بہا

قطعہ سال مسجد از جناب شاہ بدر عالم صاحب رئیس و الاجاہ میانپورہ سنہ ۱۹۰۴ء

بدر عالم در اسا در ساختہ	مسجدِ مرصوص و چاہِ پُر فضا
بہر تاریخ بنا شمشاد گفت	مسجدِ والا و بیر خوش بنا

قطعہ سال وصال مطہر جناب حکیم حاجی مولوی شاہ محمد حسین مرحوم محب اللٰہی آلہ آبادی سنہ ۱۹۰۴ء

شد محمد حسین عالی جاہ	از کمالاتِ خویش فخرِ زمان
مولوی بود و جامع ہمہ فن	صوفیے بود کامل العرفان
حاجی امداد بود مرشدِ او	بہر تش ہست شہرۂ دوران
واعظے بود خوش بیان و فصیح	فاضلے بود و قابل ہمہ دان
می نمود او بصیقلِ تحریر	در محالات صورتِ امکان
کاملے در حدیث و در تفسیر	حنفی بود و حافظِ قرآن
خلقِ او مثلِ صوفیانِ سترگ	یک روش داشت با کہان و مہان
بود یکتا کامل التقریر	افصح الوقت غیرت سحبان
صالحے بود و ہم سعیدِ ازل	العجل گو ز سایہ اش خذلان
کتمِ اسرار را ہمہ تن دل	در بیانِ نکت تمام لسان
از زیارات و حج شرف اندوز	در مقاماتِ قدس چلہ کنان
بود او زبدۃ الخواص مگر	شہرتش عام در ہمہ گیہان

مقدمش بود زینتِ اعراس ‏— وجدِ او بود رہبرِ وجدان
قالِ او حال حال و رازِ قال ‏— خویشتن ہم بفہم آن حیران
بود اُستاد جیّد التعلیم ‏— صحبتش بود صیقلِ اذہان
بود تقریر نیز تحریرش ‏— درز بانہا برنگ اہلِ زبان
صادق الوعد کامل الافعال ‏— قول با فعل مثلِ جسم و جان
صورتش نیک مثلِ سیرتِ او ‏— سیرتش خوب مثلِ صورتِ آن
در کمالات اکمل الکملا ‏— ثانیش نے بوہم نے بگمان
فخرِ اسلام را نہ زو تنہا ‏— آدمیت بدستِ او نازان
در خطابش ز قیصر انگلش ‏— بر بہا در فزود لفظ **خان**
لیکن او ز انکسار و کسرِ نفس ‏— گہ نکردہ بنامِ خویش عیان
او باشغالِ ذکرِ حق مشغول ‏— بیخبر از خیالِ این و آن
نائبانِ گورنرانِ جلیل ‏— بر در استادہ انتظار کنان
او بہ لنگہ [illegible] سوار ‏— افسرش با ادب بعرض رسان
بیرقے می دہم کہ چون خواہی ‏— تا بہ استد بدو ترین روان
بدر آرش ز منظرِ دیگس ‏— پرچمش در ہوا شود پران
الغرض عزتے کہ او میداشت ‏— پیشِ مخلوق و خالقِ دو جہان
کے کسے را بدست می آید ‏— بے عنایاتِ ایزدِ رحمن
بارہا رفتہ بود در اجمیر ‏— رفت امسال ہم بعزت و شان
اندران جائے غیرتِ فردوس ‏— شد بکاخِ نیمچری مہمان

به دوشنبه بهشتی ز رجب بعد اشراق مهر رخشان
دعوتش ساخته نثار علی در سرای امیری از میران
لقب آن امیر سرور جنگ مشتهر در تمام هندستان
بود قوال نام آن چشتی اندر ان مجلس بهشت نشان
غزلی می سرود از قدوس شد بمقطع طبیعتش جولان
که دگرگونه رنگ مجلس شد نعره برزد آن جنید زمان
کرده تکرار نعره تا سه بار طائر جان بخلد شد پران
نعش را در فرودگه بردند همه گریان بدند و نعره زنان
وهم بود از سبات و سکته هم زین سبب شد سماع بی پایان
گشت در دفن تا عشا تاخیر لیک نامد بجسم روح روان
وقت عصر از فرودگه بردند نعش در صحن روضهٔ رضوان
خاک بر سر جنازه اش بر دوش ز آتش غم دل همه بریان
در نماز جنازه بود هجوم بیشتر از قیاس و وهم و گمان
صحن دربار روضهٔ اقدس با چنین وسع تنگ بر اینان
شد دوباره نماز بعد غروب از هجوم کسان یار پسان
هست پائین روضه چشمهٔ خوش نام آن جهالراست در اعیان
لاش آن قطب وقت و فاضل دهر دفن کردند در محاذی آن
بر مزارش ملائک رحمت بیشتر از گروه فاتحه خوان
حضرت سید نثار احمد میزبان و منیجر ذی شان

نبود در خدمتش چو عاشقِ زار — در اشارات ہر طرف پویان
گوشۂ خاطرے بمن می داشت — چون بناشم برگِ او گریان
دادہ شد تلغراف در اطراف — بہر آگاہیِ شکستہ دلان
چون خبر دار شد آلہ آباد — شد دو کرت نماز نیز دران
حکم تعطیل شد بہر دفتر — بہر اظہارِ این غمِ پنہان
با ہمہ اہتمام گشت سوم — در وطن نیز در دگر بلدان
خاص در روضۂ شہِ اجمیر — لا تعدُّ ختم کردہ شد قرآن
جمع بودند صوفیانِ کرام — ہم ولایت حسین ابن آن
جانشین ساختند شان این را — بر مقامِ پدر بعزت و شان
ہست این نوردیدہ ہم یکتا — با عنایاتِ خالقِ دو جہان
عُمر و آرام و نامِ این خواہم — ای برآرندۂ زمین و زمان
شاد ماند ہمیشہ روحِ پدر — از علمائے این خجستہ روان
گفت شمشاد ہر سالِ رحیل — پاک دامن نزیلِ باغِ جنان

۱۳۲۲ھ

قطعۂ ادراکِ سالِ طبعِ فیضانِ شفا سنہ ۱۹۰۴ء

حکیم عبدالرحمن خانِ ذیشان — کہ در فنِ طبابت ہست اعلم
کتابے در فنِ طب کردہ تالیف — بہ فیضانِ شفا کردست مُعلَم
علاجِ بچگان و مادرِ شان — نمودہ با علاجِ عام منضم
علاماتِ مرض دستورِ تشخیص — مجرب نسخہا آوردہ باہم

خواصِ مفردات وہم مرکب
شفاء احرزِ بازومی توان گفت
پئے تاریخ جمع و طبع شمشاد

بہ تحقیق اتم بنمود محکم
باین خوبی کتابے دیدہ شد کم
نوشتم بے بہا اکسیر اعظم

قطعہ سال وفات محمد یونس ابن معجز رقم مولوے ابو یوسف محمد عبد المنان سلمہ ۱۹۰۵ء

الا اے غافلان عیش وعشرت
درین یکدم نباید شاد بودن
ابو یوسف محمد عبد منان
ہمان سروا نکہ در بید الشن او
ربیع اولین رشک خزان شد
خدایا صبر دہ مر بندگان را
پئے تاریخ با شمشاد ہاتف

کہ دنیا نیست جاے امتحان ہست
بہر شادی با ہر غم نہان ہست
ز مرگ یونس اینکہ نیمجان ہست
چہ مرجان بود داینم چون تنان ہست
دوشنبہ ہژدہم تاریخ آن ہست
ز دست چرخ شور الامان ہست
بگفتا او بجنت شادمان ہست

قطعہ سال میلاد ہمایون لقب ابو الفیض محمد عبد الاول سلمہ ۱۹۰۵ء

در شانزدہم ز ماہ شوال
شمشاد بگفت سال میلاد

فرزند عطا شد از خداوند
فرخندہ قدم سعید ودلبند

دیباچہ سال وصال مولوی محمد رستم علی خان ادیب ۱۹۰۵ء

از دورِ چرخِ گردان این انقلاب بنگر

در قرب دورِ عشرت غم بیحساب آمد

یعنی بہ پنجشنبہ دوم زعید فطرہ — یک شاعر گرامی کو انتخاب آمد
بربست رخت ہستی زین دار بے مواسا — سوے نعیم جنت گل درقطاب آمد
او بود خانِ ذی شان ہم علم و فضل را جان — تیغ زبان او حیف اندر قراب آمد
اُستادِ بے مثل بُد در شہر فرخ آباد — روی کمال و علمش اندر نقاب آمد
دیوان و ہم رسائل اولادِ خوش شمائل — ہر نشان و نامش بس لاجواب آمد
شمشاد بہر سالش از کلکِ فکرت ما ست — رستم علی ادیبِ جنت مآب آمد

۱۳۲۳ھ

قطعہ سال وفات صبیۂ نو عمر محتاج باجاہ ساکن ساؤدہ سنہ ۱۹۰۶ء

صالحہ بود بی حفیظہ نام — عالمہ قابلہ وحید زمان
صورت و سیرتش بحسن شہیر — در متانت زبیدۂ دوران
عابدہ بود در اوائل عمر — کرد رحلت زبے ثبات جہان
روز عید ضحیٰ بوقتِ زوال — روح پاکش ز جسم گشت روان
حیف بر علم و نوجوانی او — حیف بر زہد و پارسائی آن
از ہنرہای پخت و پز زد دخت — نکتہ بر دلش نبود نہان
پدر او کہ ہست عبد غنی — گشت بیخود ز رنجِ بے پایان
غیر صبر و ثبات چارہ ندید — ورنہ تا حشر کردے او افغان
گفت شمشاد سالِ رحلتِ او — بنتِ محتاج در مکانِ جنان

۱۳۲۳ھ

ایضاً

چون ز جہان رفت حفیظہ بخلد — سالکۂ خاص رہ مستقیم

عالمۂ و فاضلہ نو عمر بود
عبد غنی گشت زدردش سقیم

خامۂ شمشاد بمرگش نوشت
زہرہ جبین داخل دار النعیم
۱۳۲۲ھ

قطعۂ دباج سال طبع دیوان حاذق لبیب برہانپوری سلمہ ۱۹۰۶ء

حاذقِ نظم شیخ فخر الدین
کہ ذہین ست و طبع اوست رفیع

حلیۂ طبع داد دیوان را
تا بگیرد طراز ہم ترصیع

کرد شمشاد سالِ طبع رقم
نامۂ جانفزاے نظم بدیع
۱۳۲۴ھ

قطعۂ حاکی سال ترتیب دیوان نفیس الاجناس موسی بھائی آل سلمہ ۱۹۰۶ء

داد چون ترتیب دیوان خودش
شاعر نامی مآلِ خوش بیان

سالِ تدوینش چنین شمشاد گفت
نظم دل آویز مقبولِ زمان
۱۳۲۴ھ

قطعۂ سال اندوہناک شبراتی ۱۹۰۷ء

شبراتی کہ بود مردِ نکو
در تجارت نمود جد و کد

نام پیدا نمود در اقران
کرد در دست عزت بے حد

انچہ او کرد از پے شہرت
شد بتائید رب بلند و مد

عید اضحے و جمعۂ سوم
آمدند و رسید او با حد

گفت شمشاد سال رحلتِ او
مورد رحمت رؤف و صمد
۱۳۲۴ھ

قطعۂ سال وفات حکیم عبد الواحد فروزندہ بہ اونٹ والے حکیم ۱۹۰۷ء

حکیمے بود عبد الواحدش نام
ہمہ دست شفا از بہر مرضے

خصوصًا از پئے امراض اطفال
علاجش می نمود اعجاز عیسے

ز ذی الحجہ چو آخر شد چہارم
خرامان شد سوئے فردوس اعلے

پئے سال وصالش گفت شمشاد
حکیم و نیک طینت خلد ماوے
۱۳ ۲۴

قطعۂ سال انجام بنائی کوتوالی جدید شہر ہمایون فر ۱۳۲۵ھ

یہ دعا تجھ سے ہے اے میرے خدائے عادل
کوتوال ایسے رہیں عدل کے حامی مامن

عیسوی سال بنا میں ہے یہ مصرع شمشاد
کوتوالی نئی تعمیر ہوئی رشک چمن
۱۹۰۷ء

قطعۂ سال آبادی مسجد خدا بخش ۱۹۰۷ء

از خدا بخش این بنای مسجد ست
روحش اندر خلد دائم شاد باد

گفت شمشاد از پئے سال بنا
پاک منظر سجدہ گہ آباد باد
۴ ۱۳ ۲۵

قطعۂ سال طبع دیوان گنجینۂ عشرت جناب موسیٰ جی صاحب مائل ۱۹۰۷ء

چھاپ گردید چون کلام مائل
کز صفا ہست گنج گوہر ریز

کرد شمشاد سال طبع رقم
زیب گلزار نظم دلاویز
۲۵ ۱۳ھ

قطعهٔ سال وفات جون بی بی مرحومه عالی تبار سنه ۱۹۰۷ء

زوجهٔ والای امن خان رئیس / رفت سوی خلد زین دار خراب
بست و هفتم از صفر هنگام شب / رحمت رحلت بست آن عالیجناب
گفت شمشاد از پی سال وفات / زیب جنت نادره عفت مآب
۱۳۲۵ھ

قطعهٔ سال محن و آلام وفات والدهٔ منشی محمد عمر لکهنوی سنه ۱۹۰۷ء

چون محمد عمر خجسته سیر / مادرش کرد زین جهان رحلت
پانزده بود از مه رمضان / چار شنبه گذشته دو ساعت
از شب غم فزا و رنج افزا / وا دریغا ز شومی قسمت
کز سرش رفت سایهٔ مادر / پارسا عابده نکو سیرت
گفت شمشاد بهر تاریخش / صاحب قدر زینت جنت
۱۳۲۵ھ

قطعهٔ سال وصال بدیع الزمان محمد زکریا ابن خواجه محمد عبد العزیز سنه ۱۹۰۷ء

روز پنجم ز مه صوم ازین دار محن / رفت ناگاه محمد زکریا حافظ
صبر و تسکین ز دل سوخته آتش غم / برده همراه محمد زکریا حافظ
حافظ مصحف و مجموعهٔ اخلاق حسن / بود والله محمد زکریا حافظ
ساز و برگ طرب از حق بجهان دریابد / همه دل خواه محمد زکریا حافظ
بادل زار پی سال وفاتش شمشاد / زد رقم - آه محمد زکریا حافظ
۱۳۲۶ھ

قطعۂ سال پاکیزگی بنای چاہ شیخ محمد جان رجدی پوری سنہ ۱۹۰۸ع

ختم شد تعمیر این چاہِ لطیف
از محمد جان عالی خاندان

گفت شمشاد از پئے سال بنا
چاہِ فیض و منبع نفع جہان

قطعۂ سال دیوان طوطیِ آزادِ زمن مولوی ظہیر احسن سنہ ۱۹[illegible]ع

از ظہیر احسن کہ مشہور ست شوق
شہرۂ علم و ہنر ہر جا بپا

کرد تصنیفاتِ شتّے در علوم
ہر کتابش در فنے شد رہنما

در ازاحہ کرد تغلیطِ عوام
دور از الفاظ صحّت انتما

کرد در ایضاح اصلاح سخن
سرمۂ تحقیق در چشمِ رجا

یادگارے ہست ازوی یادگار
سیرِ بنگالہ ہم از تالیفہا

نغمۂ راز از صریرِ کلک او
شد بشکل مثنوی ذوق آزما

او شحہ در جیدِ تقلید او فگند
تا فتہ حبل المتین تامین را

رد سکین ست بر اعداے فقہ
بر کمالِ زورِ طبع او گوا

ہست تذئیل و سکالہ کاملہ
در ثبوتِ قولِ ارباب صفا

کرد او آغازِ آثار السنن
حبذا ہر نکتہ معجز نما

فقہِ نعمانی مدلّل کردہ است
از حدیثِ حضرتِ خیر الورےٰ

حیف جز دو حصہ اش ننوشت و مرد
وا دریغا حسرتا وا حسرتا

کلیاتش نیز بے تدوین بماند
بود ہر شعرش عروسِ دلربا

آنچہ ماند از دست بُرد روزگار
جمع کردش مولوی نور الہدےٰ

اہتمام طبع آن ہم می کند
بہر سال طبع آن شمشاد گفت

اجر این محنت ورا بخشد خدا
نامۂ محمود نظم جانفزا ۱۳۲۶

قطعۂ سال بنای پل باہتمام عالی نژاد جناب مولینا محمد عبد العلیم صاحب قبلہ دام مجدہ ۱۹۰۵ء

جناب قطب ولایت رشید شمس الحق
کہ خانقاہ رشیدیہ زدست خلد نہاد

زخانقاہ بدو میل خوابگہ دارد
بہمرہان و مریدان صاحب ارشاد

کنون کہ عبد علیم ست جانشین زنہا
سبیل پختہ پئے این و جا بگاہ کشاد

میان شاہ رہ شہر و این سبیل سترگ
بنای پل پئے آرام خاص و عام نہاد

برای سال شمشاد گفت ہاتف غیب
پئے مطاع زیارتگہ رشید آباد ۱۳۲۷

بنا شدہ پل فرخ بنا۔ رقم زد سال
روان نمود دگر بار خامہ چون شمشاد

قطعۂ سال زیب چاپ ذخیرۃ الاطبای طبیب جید سنہ ۱۹۰۹ء

بہ رسم حکیمی ست عبد السلام
ذکی و فہیم و عزیز القلوب

کتابے بطب جمع کرد اندران
باتجم شمردست صفت حبوب

در آورد در وے پئے ہر مرض
تراکیب شتی برائے ربوب

پئے طب یونانی خود گرفت
زہموز الیوز بید کب بوب

در ادراک قارورہ تشریح کرد
قوامش با صناف لون و رسوب

بادوار این مہر رخشان طب
زچشم اطبا نیابد غروب

نوشت ست شمشاد تاریخ آن
مفید اطبا مقالات خوب ۱۳۲۷

قطعۂ زیب چاپ ذخیرۃ الاطبا بوجوہ احسن سنہ ۱۹۰۹ء

ماهر طب مولوی عبد السلام — مدتے شد محو در کار طب ست
کرده تصنیفے ذخیره نام آن — کاندران مقصود اشعار طب ست
هست کشاف نکات طب کتاب — زان سراسر گرم بازار طب ست
اندران ذکر حکیمان جهان — مندرج از بهر اظهار طب ست
دیدنی از بهر بیدو سارجن — جامع اسرار افکار طب ست
بجتها از نیوارزا یلو دران — بیدک انیهم زلہ بردار طب ست
بشنو از شمشاد سال طبع آن — قول فیصل شرح اسرار طب ست

قطعهٔ سال طبع دیوان عنبر بیز نعتیه عاشق سلمه سنه ۱۹۰۹ء

خدابخش عاشق چو ترتیب داد — غزلها به نعت نبی بے مثال
مشرف بحج و زیارت شود — صله یابد از حضرت ذوالجلال
کلامش بتائید یزدان پاک — شود ذوق افزائے اهل کمال
طفیل تولائے آل نبی — بیک قالب آمد نظر قال و حال
ز طبعش پئے سال شمشاد گفت — گلستان تزئین حسن مقال

قطعهٔ طبع دیوان دلاویز غلام مصطفی اطهر سلمه سنه ۱۹۰۹ء

مرد اطهر چو کلام خود جمع — کوست مداح رسول امجد
نظم او پاک و مطهر در نعت — گشت مطبوع طبائع بیحد
می شود طبع بعون یزدان — هست امید که شهرت گیرد
نام آن هست ریاض نورس — باد شاداب بدور سرمد
گفت شمشاد به سال طبعش — گلشن دلکش نعت احمد
۱۳۲۷ھ

قطعۂ سال طبع دیوان دقیقہ سنج جناب مولوی محمد عبدالحی صاحب بیخود بدایونی ۱۹۱۰ء

پے تلمیذ ہم داغ نکتہ پرور — توان دریافت عز و شان بیخود

درآمد از پے انطباع دیوان — دبیر چرخ در ایوان بیخود

مرتب شد چو دیوان لطیفش — پے تاریخ شد فرمان بیخود

زباغ فکر من شمشاد گل کرد — زہے رشک چمن دیوان بیخود

قطعۂ سال جمع دیوان جامع فنون جناب مولوی محمد عبدالحی صاحب بیخود بدایونی ۱۹۱۰ء

شیخ عبدالحی بیخود مولوی — در بدایون ہست با عز و علا

خاص تلمیذ فصیح الملک ہست — چون بنا شد افصح دوران ما

داد ترتیب کلام خویشتن — بہر تفریح دل درد آشنا

یارب آن مقبول خاص و عام باد — ہست دیوان فصاحت انتما

گفت شمشاد از پے تاریخ آن — نظم مطبوع و بیان جانفزا

قطعۂ دیباچہ سال وصال مولوی محمد تقی بایمای مولوی محمد شفیع صاحب ۱۹۱۰ء

محمد تقی بندولی اعظمی — مدرس بُد و شاعر خوش بیان

متین بود و با خلق ہم باادب — حلیم و جوان سعادت نشان

بسلخ صفر روز شنبہ بشام — روان گشت زین دار سوے جنان

اخ مہربانش محمد شفیع — ز درد فراقش شدہ نیم جان

رقم کرد شمشاد سال وفات — زہے خلد مسکن رفیع المکان

قطعه سال سرانجام طبع دیوان جناب برادرم مولوی محمد فصیح الله صاحب وفا سنه ۱۹۱۱ع

چون کلام خویش شمس بهر طبع داد ‌‌— اخ مخدومم فصیح الله وفا

گرچه خود اوستاد نظم و نثر هست — در سخن سنجی ست شاگرد صبا

نیست اولاد سعیدش یادگار — باد زین دیوان بنام او بقا

یارب این مقبول خاص و عام باد — ورد شام و صبح دارم این دعا

گفت شمشاد از پئے تاریخ طبع — نامهٔ دلجو بلیغ و جانفزا

۲۹ ۱۳ ع

قطعات تواریخ که بعد کتابت دیوان دستیاب شدند پس بے ترتیب درج گشتند

قطعه سال وصال حقائق مآب شاه طیب بنارسی رحمة الله سنه ۱۶۳۲ع

در شب هشتم ز شوال مکرم وقت شام — شاه طیب جا سے خرقه کرد زیب تن کفن

گفت شمشاد از پئے سال وصال آنجناب — مرجع ارباب بر و کهف اقطاب زمن

۱۰۴۲ ھ

قطعه سال وصال معین انام شاه طیب بنارسی رحمة الله سنه ۱۶۳۲ع

در شب هشتم ز شوال آمده — کرد پیک حق ز طیب التماس

حوریان در انتظار مقدم اند — باید اینک فضل خالق را سپاس

گام فرسا شو سوے خلد برین
یشت پا زن بر سر دار ہراس

گفت لبیک و جوار حق گرفت
رحمتش را کردہ سرتا پا لباس

بہر سال رحلتش شمشاد گفت
نخبۂ اقطاب دین نیکو اساس
۱۰۴۲ھ

قطعہ ہاے سال وصال جناب مولوی جان علی معروف بدرگاہی مرحوم گھنتہ محمد آبادی ۱۸۵۶ء

شیخ درگاہی کہ بد جان علی
بوحنیفہ را ز احفاد و حسیب

در تواضع در خشوع و در خضوع
بود با الطاف رحمانی قریب

مرجع ارباب دانش بود و ہم
منبع تعلیم اوصاف غریب

عشرۂ ماہ محرم چون رسید
کرد رحلت سوے غفار مجیب

گفت شمشاد از پے سال وصال
مرد زیرک صوفی جنت نصیب
۱۲۷۲ھ

قطعہ براے سال نوحہ در وفات والدۂ مرحومہ سید محمد سلمہ ۱۸۹۹ء

زوجۂ سید علی مردان امام مومنین
کرد در بحر فنا از بازوہم شناہ

در ربیع الآخر و یکشنبہ و روز نہم
رونما شد این مصیبت بر عزیزان آہ آہ

از پے سال وفاتش گفت شمشاد حزین
شد زدنیا گنج صدق و بانوے عفت پناہ
۱۳ ۱۶ ھ

قطعہ براے وصال جناب شیخ محمد حسین یوسف پوری سنہ ۱۹۰۱ء

جناب حاجی محمد حسین والا شان
بعقل و فہم و کیاست درین زمانہ سمر